

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224872

UNIVERSAL
LIBRARY

تالیف و تہذیب ۲۵۱۹

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا

نرخ نامہ چندہ

سالانہ عسار

شش ماہی ہر

فی پرچہ ۱۰

ایڈیٹر :-



دستر وایل نمبر ۱۹۶۱

پندرہ روزہ تعلیمی رسالہ

نرخ نامہ اشتہار

فی صفحہ پندرہ

نصف صفحہ صر

چوتھائی صفحہ صر

نمبر ۲

۶ رو ۲۱ مئی ۱۹۲۹ء

جلد

فہرست مضامین

۱۱	انس	۸ - صوفی صبح (نظم)	۲	۱ - دنیا میں کیا ہو رہا ہے ؟
۱۳۱۲	رقیہ دیکھان	۹ - اُسی سے خدا اُسی سے گرم	۵۴۳	۲ - طبکار اور ریاست -
۱۴	منازل رفیع بیگم	۱۰ - داری سدا بہار	۶	۳ - ایلئے وعدہ
۱۵	کوالف بکھار	۱۱ - نور کی بھوک کا وقت	۷	۴ - ہوا بازی
۱۶	کوالف بکھار	۱۲ - کوالف جامعہ	۸	۵ - زمین کی بوجھ بڑی ؟
۲۱ تا ۲۴		۱۳ - نتیجہ امتحانات	۹	۶ - محرمین قاسم
۲۴ تا ۲۵		۱۴ - اشتہارات	۱۰	۷ - ایک بلی کا حلیہ شیرنی پر -

اس مرتبہ کا فی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمیں جامعہ کے مندرجہ بالا اشتہار تھا اور اسی لئے ہر کار پرچہ ۲۱ تک شائع ہو سکا۔ اب مجبوراً دونوں پرچے ایک ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ فریڈلن پیامِ تسلیم کے تعلق سے ہمارے ذمہ فرض نہیں گئے۔ (ایڈیٹر)

پیامِ تسلیم

Checked 1969

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

Checked 1965

ہندوستان کے اندر

ہندوستان سے باہر

حکموں اور واکٹروں سے خاص طور پر یہ اپیل ہے کہ جو اس شریف خدمت کے لئے تیار ہوں اپنا نام سکریٹری کے پاس بھیجیں۔

ہمیں کوئی قتل اور سرنگھٹوں کے سلسلہ میں کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔ ان گزشتہ تین دنوں میں خاندانہ کامیابیوں میں اور کچھ لوگوں کو گرفتار بھی کیا۔ ان گزشتہ تین دنوں میں کچھ طلبہ بھی ہیں، وہی ہیں جو گزشتہ کئی دنوں کے دفتر پر پتھر پھینکی کی موجودگی کے تلافی نگینی بنائے ہیں۔ گزشتہ آٹھ ماہ کا جائزہ لیا گیا، آٹھ ماہ میں ناؤں ہال وغیرہ پر دھاوا ہوا۔

کابل کی تازہ ترین خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھارتی اور غازی امان اللہ خان کی فوجوں میں جنگ برپا ہو رہی ہے، اور ہر روز بہت سے فوجی خاص شہر کابل میں رہتے جاتے ہیں، شہر کی حالت بہت قابل فہم، پتھر پھینکی بہت گزشتہ ہو رہی ہیں۔ ان لوگوں کو دو ہفتہ تک اچھڑے، یہ بھی معلوم ہوئے کہ کابل حکومت افغانستان کے قریب کی کھاتہ کے طور پر دوسروں نے خزانہ شاهی پر قبضہ کر رکھا ہے۔

باجر ملحقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ جمہوریت متوسطة کے گورنر ہاں کی کونسل کا خاتمہ کریں گے، اس لئے کہ وزارت کو مشنل شکستیں اٹھانی پڑیں، جس کا من ان کے نزدیک صرف یہی ہو سکتا ہے کہ کونسل کو توڑ دیا جائے۔

ہمیں کئی کے اردو اور انگریزی اخبارات نے ایک افغانی مسافر سے جو کابل سے تعلق رکھتا ہے کہ شاپا اور پوچھا گیا کہ بیان نقل کیا کہ کچھ مسافر نے ایک فوج غزنی روانہ کی تھی جس نے شکست کھا کر غازی مسافر کی بعیت کر لی۔

۲۰ مارچ کو موت اوڈن اور شیم کاٹنے اور بننے والے کارگروں کی مجلس نے یہ اعلان کیا تھا کہ جمہوریت کو ہم ضرور اور کارگروں کا جمہوریتیں۔ چنانچہ اب اس کے بعد ۲۴ میں بند ہو چکی ہیں اور ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں نے باطل کا جمہوریت دی ہے۔

کچھ ہی جو خاص مزدوروں کا وں پر آمدن ہو، اب ہمیں تمام مزدور دنیا کا جمہوریتیں ہیں، ہر حال کرتے ہیں اور سرمایہ داروں کے خلاف طرح طرح کے مظاہرے کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سال سے پہلے ہی یورپ کے حکاموں نے افغانستان پر تباہی کے قیام کے لئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ مقامات اور شہروں میں لوے گئے تھیں لیکن اس سال باوجود ان اقصائی تدبیروں کے اکثر مقامات پر پولیس اور مزدوروں کے درمیان تصادم بھی پیش ہوا، پولیسوں میں مظاہرہ کرنے والوں نے پتھر اور اینٹیں پولیس پر پھینکیں اور لالچیں بھی استعمال کیں پولیس نے گولیاں چلائیں اور بہت سے مزدور مجروح ہوئے۔

حکومت نے بھی نے تعلقہ بروہی کے کسانوں کی مشکلات کے متعلق جو کچھ تحقیقات کئے تھے، متعلقہ کی جی اس نے اپنی رپورٹ مرتب کر کے حکومت کے پاس بھیج دی ہے۔ لیکن مذکورہ تعلقہ طور پر کسانوں کی شکایت کو کچھ بھاریا ہے، نیز یہ امر حکومت پر واضح کیلئے کہ مزارعین کی حالت کو پیش نظر رکھ کر کسی حالت میں بھی یہ مناسب نہیں کہ شہر لگان میں کوئی اضافہ کیا جائے۔

پیرس میں جی ایس اندامہ، کینیڈا کو بعض مقامات پر دھاوا لگا دیا اور ۱۳۱۱ افغانی شہریوں کو ہیکے شہر میں گرفتار کر لیا، لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہوئے، اب پیرس میں قومی حکومت ہے، اس یوم مزدوروں نے اس کے لئے مسلسل عید کی تھی۔

حکومت ہند اور افغانی جنح ملال احمد کے ملحقہ مذکورہ مزارعین جو ایک عرصہ سے خد و کتابت جاری تھی اور حکومت کی طرح اس وفد کو جانے دینے پر راضی نہ تھی، بالآخر بامداد کو دشمنوں سے اجازت مل گئی، اب ایک اعلان تمام اخبارات میں شائع کیا گیا ہے کہ جو لوگ اس وفد سے ہمدردی رکھتے ہوں وہ اس کی امداد کریں نیز

طلباء اور سیاسیات

ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے زیرین خیالات

میں نے چائیں بلکہ مختلف رنگ کے پھولوں اور مختلف قسم کے پلوں کی ضرورت ہے تاکہ ان اختلافات کی باہمی ہمگرگی اور ہم آہنگی سے تمام کامن و مابلہ ہو، اسی طرح ہر جماعت میں بھی اختلافات کا ہونا ناگزیر ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ کب ہم کو اختلاف کرنا چاہیے اور کب اتفاق ضروری ہے یہ ہمارے سیاسی تدبیر اور اخلاقی قوت کی امتحان کا وقت ہوتا ہے۔ یہ حیثیت قوم کے جاری ترقی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ کثرت وہ ملی کے ساتھ اس میں معاہدہ اور حکومت کے لئے آمادہ رہیں مغرب کی تمام بری بری قومیں لوگوں کو فرائض، فرائض اور جرمی سب جاتی ہیں کہ کب اختلاف کرنا چاہیے اور کب اس کا دورا وہ بنا کر دینا چاہیے۔ ان میں بھی سب سے دشوار مسائل اور شدید اختلافات ہیں، لیکن وہ اپنے اختلافات کو ایک حد میں سے آگے بڑھنے نہیں دیتیں۔ ان کی کوئی جماعت خواہ سیاسی ہو یا معاشی اور دوسری جماعتوں کے ساتھ یہ بیکار اتحاد جس سے انکار نہیں کرتی کہ وہ اس وقت تک ان کا ساتھ نہ دے گی جب تک کہ اس کے تمام شرائط منظور نہ کرنے جائیں اور نہ وہ اسے اپنی کوئی دانشمندی سمجھتی ہے کہ وہ اپنے مطالبات کو اس طرح پیش کرے جس کی ملک کی عام حالت تقضی نہ ہو۔ اگر نوزیر لینڈ جیسے ملک میں جو جیسے ہندوستان کے چھوٹے سے چھوٹے موہ سے بھی چھوٹا ہے، تین قومیں، دو مذاہب اور تین زبانیں ساتھ ساتھ قائم ہو سکتی ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں ہندو مسلم اور دیگر گنجائش نہ ہو۔ میں بیان کسی تہن و دستور کی اسکیم پر بحث نہیں کروں گا جو ہمارے فرقہ دہانہ اور جماعتی اختلافات کو طے کرنے کے لئے ایک کے ساتھ پیش کی گئی ہو جس چیز کی ہمیں سب سے مقدم ضرورت ہے وہ ایک اچھے دستور کی نہایت موزوں اور مناسب الفاظ میں دفات نہیں ہیں بلکہ وہ بیکار گت و اتحاد عمل اور نیک نیتی کا جذبہ ہے جس پر دستور کا دار مدار ہے۔ اگر ہم میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو پھر تمام مسائل حل ہو گئے۔

مسلم و غیر مسلم کی دعوت پر ڈاکٹر صاحب بوضوح اس کے تفسیر انعامات کے سلسلہ میں باوجود اپنے لوگوں میں شغل کے ملی گزشتہ شرف ینگے تھے، جس پر آپ نے ملک کے سیاسیات پر چند ان خیالات کا اظہار فرمایا جس کے ضروری اقتباسات ہم ذیل میں درج کرتے ہیں (راہنما)

ہمارے سامنے جو مسئلہ اس وقت پیش ہیں، ان کی دو نوعیتیں ہیں، ایک قومی اور دوسری جماعتی۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات اور اعمال کو کس طرح دھالیں کہ ہم یہ حیثیت قوم کے وہ مرتبہ حاصل کریں جو ہم بلا سبب اختلاف خیالات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم مسلمان یہ حیثیت فرد یا قوم کے اپنی اخلاقی، ذہنی اور معاشرتی خامیوں اور کمزوریوں کو کچھ بھول کر یہ ادراپے کو ملک کی اس معاملہ پر لائیں جس سے ہم ایک طرف اپنی جماعت یا فرقہ کی خدمت کر سکیں اور دوسری طرف اپنے ملک کی۔

اختلافات میں ہم آہنگی

اتنی بات ہر شخص جانتا ہو گا کہ یہ حیثیت قوم کے ہماری ترقی کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ہر اپنی خواہشات اور خیالات میں ملک کے تمام سیاسی سیلابات کیساتھ ایک اشتراک اور یکجہت پیدا کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سیاسی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں اختلافات آرا کو برا بھلا کہا جائے۔ دنیا ن تمام مملکت و دہانہ اختلافات و مباحث ہی کا نتیجہ ہے گزشتہ زمانہ کی انسانی زندگی تمام ان لوگوں کی بہن منت ہے جو ایک دوسرے سے بہت اختلاف رکھتے تھے۔ اگر تمام لوگ مذہب فلسفہ اور سیاست میں ایک خیال اور ایک عقیدہ رکھتے تو کسی قسم کی ترقی ممکن نہ ہوتی۔ ایک اچھے خوبصورت باغ کی طرح ایک بونے منجم سوسائٹی کے اندر جس چیز کی ضرورت ہے وہ یکسانیت اور یکجہت نہیں ہے جس طرح ایک بدن میں ایک ہی قسم کے پھول اور ایک ہی طرح کے پودے

صاف ہے اور وہ یہ کہ ہم میں بڑے اور قابل افراد کا کبھی فقدان ملے گا اور نہ آج ہے یا اپنی مجموعی تعداد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو زندگی کے تمام شعبوں میں ہمارے بہترین افراد مشرق یا مغرب کی کسی قوم کے افراد سے دوسرے نمبر پر نہیں ہے ہیں۔ ہمارے جمہور یا دلف میں کوئی منفی انقلاب کا دھندہ نہیں ہے۔ ہماری ظاہری کمزوری اپنے اندلایق افراد کی کمی کے سبب سے نہیں ہے بلکہ منظم طور پر جماعتی کام کی کمی وجہ سے ہے اور یہ درحقیقت ایک ایسی کمزوری ہے جسے ہم اپنی کمزوری سے رفع کر سکتے ہیں۔ میں یاروں ہونے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ گزشتہ زمانہ میں ہمارا سب سے بڑا افتخار ہم میں نظم و نسق کی صلاحیت رہی ہے۔ آج بھی ہم کو پانچنے کا اس میں ہم کسی دوسری قوم سے پیچھے نہ رہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم

میں میاں پر آپ کے سامنے مسلمانوں کی کمزوریوں کی فہرست پیش کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن آنا ضرور عرض کروں گا کہ ہمارے نوجوان لڑکیوں کے مسائل کے احساس سے بالکل نااہل ہیں اور اسی وجہ سے ہم میں آج وہ سنگین کوشش نظر نہیں آتی ہیں جو ہر لڑکیوں میں عام ہیں۔ ان کی سماجی خرابیاں جو دنیا ہم سے تعداد میں زیادہ ہیں لیکن وہ ہماری طرح سے ہاتھ پیر ہاتھ دھر کر چھوٹیں گے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی سوسائٹی کی ضروریات کے مطابق اپنے کو منظم اور تیار نہیں کر سکتے ہیں۔ میں صرف چند مثالیں دینی چاہتا ہوں۔ آپ میں سے شاید ہی کوئی شخص بوجہ یہ نہ سمجھتا ہو کہ اگر ہماری قوم کو ہندوستان کی دوسری قوموں کے دوش بکشت جلسے تو ہیں اپنی لڑکیوں کو تعلیم دلائیگی کتنی ضرورت ہے۔ آپ میں سے جو زیادہ عورتوں کو دیکھ کر کہنے لگے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہوئے کہ ہم میں کی تعلیم لڑکیوں کو دی جاتی ہے، وہ لڑکیوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے، اسلئے کہ زندگی میں ان کے فرائض لڑکیوں سے بالکل جدا گانہ ہیں۔ اور یہ تعلیم خواہ لڑکیوں کیسے ہو یا لڑکیوں کے لئے اگر اسکا مقصد بوقرول کے لئے کلرک کی پیدا کرنا ہو تو ایسی تعلیم سے تذبذب و شاکیں ہرگز نہیں پیدا ہو سکتی جسکی تین مسلمان گھرانوں کیلئے سخت ضرورت ہے۔ اندلایقوں کی تعلیم کیسے جس غیر کیفیت سے ہے وہ ایک دوسری قسم کی تعلیم ہے جو ایک بالکل جدا گانہ تعلیم دینی ہو۔ اسکولوں کی سرکاری تعلیم ہمارے لئے کچھ کام نہ دیگی۔ جماعتی جامعیت میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بہت کم عمارتیں ہیں اور جو ہیں وہ آئندہ مسلمانوں کی ماؤں کو ایسی تعلیم دیتے ہیں جس سے دوم درجے کے کلرک پیدا ہو سکیں یہ فقر مسلمانوں

بغیر اس جذبہ کے کوئی مل نہیں۔ کوئی ذمہ دہ سروس پیلے شمالی امریکہ کی ریاستوں کے غائب ہے۔ جواب جمہور یہ امر کہنے کیلئے جانتے ہیں، اس فرض سے جمع ہونے کے ایک قومی دستور وضع کریں اس پر بڑے بڑے جھگڑے اور اختلافات ہوتے لیکن بالآخر اعلیٰ متفق و متحد ہوتا ہی پڑا اور جس انسانی تدبیر اور دوراندیشی سے انھوں نے اس موقع پر کام لیا، اس کی نظیر ملتی نہیں ہے۔

ضروری امتیاز

لہذا میں اپنے اس فرض میں کوتاہی کروں گا جو آپ نے مدعو کر کے مجھ پر عائد کیا ہے، اگر میں آپ کی توقع ان مسائل پر نظر غائر ڈالنے کے لئے مبذول نہ کروں آج ہمارے سامنے دو پیش ہیں۔ اگر ہم اپنی مند اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے جوئے ہوئے معاملات کو بڑے بڑے اصولوں کی خاطر قربان نہ کر سکیں اور ایک نقطہ پر نہ اسکیں تو کیا نتیجہ ہوگا؟ تصادم، نا اتفاقی، نا کامی اور تباہی یہ ہمارا انجام ہوگا۔ اور جب کسی ملک پر تباہی آتی ہے تو سب سے زیادہ کون اس تباہی کا شکار ہوتا ہو طاقتور یا کمزور؟ اکثریت یا اقلیت؟ یہ خیال کرنا محانت ہو کہ وہ معاشرتی اور اقتصادی قوتیں جو اسے ملک کی تباہی کا باعث ہو گئی، ہم ان سے بالکل غفلت کر رہے ہیں۔

اس کے بعد جس دوسرے مسئلہ کی طرف آتا ہوں جس کا میں نے ابھی حوالہ دیا ہے۔ تمام لوگوں کے دلوں میں عام طور سے یہ خیال ہے کہ مسلمان بہت پیچھے ہیں اور مسلمان اپنی اس کمزوری کا بجائے اس کے کہ یہ بالکل دہل اعلان کریں، اور دلائل اس بنا پر حفظ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ کیا ایسی بات نہیں ہے جس پر اس بڑے نبی اکرم کے پیروں اور ان اسلاف کے جانشینوں کو شرم آئے۔ کسی قوم کو کمزور رہنے کا حق نہیں ہے اور اگر کسی کو حق حاصل ہے تو وہ اس بنا پر دوسری قوموں کی ترقی میں حایل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہے۔ علاوہ اس کے اگر یہ خیال کہ مسلمان بہت مسلمان کے ہر شہ سست لہاں اور پیچھے رہیں گے، ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں بیجھ گیا تو یہ انسانہ ایک واقعہ بن جائے گا۔ اور اگر کمزوری یہ قوم دراصل وہی ہو جائے گی جس کا آج اس کو گمان ہو رہا ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ افسوسناک اور کوئی واقعہ نہ ہو گا جتنا یہ کہ ایک نوجوان کے دل میں یہ خیال اپنی ذہنی اور بہت جوش کی وجہ سے پیدا ہو لیکن کیا حقیقت ہم پیچھے ہو کر ضرور ہیں؟ ایک بات کہ ہم بالکل

قدیم ہندو فلسفہ اور علوم کا دوبارہ احیاء اور اسی طرح کے بے شمار علمی و ثقافتی شاغل جن میں بجا طور پر ہندوستان کی تحریک عیسائی تفریق کا سکتا ہے۔ چارے قدیم مسلمان شعرا اور لوگوں کی جذبات سے بھرپور تھے لیکن ان کے اخلاقی اور باطنی خواہشوں میں اور اسی ناموشی کا یہ نتیجہ ہے۔ نیز گنگوڑی میں مسلمان اہل علم کا جو قحط ہے اس کی بنا پر یہ خیال درودہ رذائل و لغویت پر ظاہر ہے کہ ہندو تہذیب و تمدن ہی ہندوستان کا اصل سرمایہ ہے۔ حتیٰ کہ ہندوستان میں اپنی قوم کی تاریخ کے لئے بھی ہمیشہ انہی انگریز اور ہندو مصنفین کے مدین منت ہیں۔

مسلم یونیورسٹی

مسئلہ ہے کہ تین دو نسلوں تک ہماری قوم کا یہ خیال تھا کہ جس دن دم لے۔ اور کالج، مسلم یونیورسٹی بن جائے گا، پس اسی دن ایک ایسی تہذیب کا سنگ بنیاد پڑے گا جو ہندی مسلمانوں کی علمی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مظہر ہو گا۔ اور جس کے بعد مسلمانوں میں اعلیٰ حالات اور بلند پایہ تہذیبیں پیدا ہونے لگیں گی۔ آٹھ نو سال اس واقعہ کو اب تک گزر چکے ہیں، اس عرصہ میں ان کی تہذیب کا اب تک کوئی حصہ برائے نہیں ہوا ہے۔ ہم اب تک وہ ہیں جہاں ہم چھٹا ہیں یا اس سے تیرہ تھے۔ برعکس دیکھو دوسری درگاہیں تحقیقی و تفسیری میں براہِ ترقی کر رہی ہیں اور ایک دوسری کے بعد ان کے جو فاضل ان کے درجہ دستہ تھے، انکو باطنی فحاشی سے ہی ہیں۔ ایک کلمہ یونیورسٹی کی سطحوں میں اتنی ہی جن سے ایک پورا کتب خانہ بھر سکتا ہے۔ جو ہی قوم میں ہی اہل علم و فضل ہو جو جس شخص کو ترقی اور ذرائع حاصل ہوں تو وہ اسی قدر ترقی کر سکتے ہیں جس قدر دوسرے لیکن بد قسمتی سے اس فیلڈ کا ہر ترقی پسند نظر دوسری قسم کے متاثر و متاثر ہو رہے ہیں اور بنیاد پر اس کے سرمدیہ انداز سے اس درگاہ کو قائم کیا تھا اور جس کے لئے ہماری تہذیب قوم سے جو کچھ ہو سکا ہے، دیا، وہ افسوس ہے کہ سب بھڑا دی ہیں یہی نوعیت ہے جب ہم کو نوکرنا چاہیے کہ ہم کہہ رہے ہیں۔ اگر یہ وقت ہمارے بہت جا چکا ہے لیکن ہم بھی کم کو اپنے اندر اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اکثر شکایتیں کی جاتی ہیں کہ علمی گروہ کی زندگی اور روایات اب وہ نہیں رہیں جو پہلے تھیں۔ میں اس بیان کے صحیح و غیر صحیح ہونے پر بحث نہیں کروں گا لیکن یہ یقین رکھنے کے لئے کہ آپ کے متعلق آپ کی قوم کی رائے کا متاثر و متاثر اس پر ہے کہ آپ کے اندر کس قدر وہیل یا نڈا ہے، پسپائی سے یاں یہی امر اور زندگی کے تہذیبوں

کو نہیں بلکہ مرثیوں کو حاصل ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور اگر اب کوئی زمانہ یونیورسٹی کا مصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم مطالعہ کریں تو انکو معلوم ہو گا کہ وہ کن اصول اور قواعد پر مبنی ہیں جس سے مرثیہ دیکھیں بھلے مغربی انہیں رنگ باندھے اپنے قدیم تمدن و تہذیب کے اثر کو اپنے اندر باقی رکھتی ہیں۔

برادرانِ وطن کی علمی سیاسی سرگرمیاں

یہ سیکڑوں میں سے ایک مثال ہو۔ ہمارے ہندو وطن اپنی معاشرتی زندگی کے مطالعہ اور معاشرتی اصلاح کے مسائل متحدہ کوششیں کر رہے ہیں۔ آپ نے سیکڑاں تھیلوں کا نام یاد کیا ہو گا بوائے اسکاوٹ اور بھارت سٹوک بھگا کی تحریکیں کس قدر تیزی سے ترقی کر رہی ہیں۔ ہر تعلیم یافتہ شخص واقف ہو گا کہ کون سے انجمن کی تائید کی جاتی ہے سر ڈس آف انڈیا سوسائٹی (انجمن خدام المسکین) لاجپت رائے انجمن کی تائید کی جاتی ہے یو ایس سوسائٹی ملک قوم کی کیا خدمات انجام دے رہی ہیں۔ مسلمانوں نے بھی جنگ کوئی کر ڈی یا سوسائٹی ایسی قوم کی جس سے ان کے سیاسی اور معاشرتی مسائل کا حل معلوم ہو سکے جس سے ان کے ان معاملات پر ملک میں صحیح معلومات و خیالات چلی سکیں؟ کیا اعداد و شمار اور واقعات و حالات کا معلوم کرنا اور انہیں ایک کرنا صرف ہندوؤں ہی کا حصہ ہے اور مسلمانوں کی قوم صرف اخبارات کے پچھنے چرچے سے غافل رہ جاتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ خواہ تعلیم کے میدان میں ہو یا سیاست کے میدان میں ہمیں انہماک کی کمی نہیں ہے (بلکہ ہم میں جس چیز کی کمی ہے وہ نظام کی ہے اور ایسی کمی کی وجہ سے ہماری قوم ترقی نہیں کر رہی ہے۔ جامعہ اسلامیہ علی اور واحد کوشش ہے جو اب تک نام مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کرنے کے لئے کسی استوار بنیاد پر نہ کی گئی ہے۔

میں آخری شخص جو کہ جو حاشیہ یونیورسٹی، داراللمصنفین، انٹرنیٹ اور انجمن ترقی اور نو نظر انداز کروں لیکن سائنس اس کے اس کا بھی اقتدار کا پتہ ہے کہ ہماری یہ علمی کوششیں اپنے نمونوں کے علمی کاموں کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ بدھیت ظالم کے آپ واقف ہو گئے ان سبکدستی اور ہندی کی تعینات سے جو ہر سال شائع ہوتی ہیں، وہ قدرتی توجہ خواہی اور مقصد کے ساتھ دوبارہ جیتے ہیں اور ان قدیم ادب و علوم کے تھیں کام جو براہِ رو رہے ہیں،

مذہب

ایمانی وعدہ

قرآن کریم:-

- ۱- اے مومنو اپنے پختہ وعدوں کو پورا کرو۔
- ۲- اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔
- ۳- وعدے کو پورا کرو، وعدے کی باز پرس ہوگی۔
- ۴- جب وہ (مومن) وعدہ کرتے ہیں اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔
- ۵- جو (مومن) اپنی امانتوں اور وعدوں کا خیال رکھتے ہیں۔
- ۶- اسمعیل کو کتاب میں یاد کرو، وہ وعدے کا پورا سچا تھا،
- ۷- ادا دیتا:- وعدے کا خوبی سے پورا کرنا ایمان میں داخل ہے۔
- ۲- سچی گفتگو، ایمانی وعدہ اور امانت کا پورا کرنا تم پر لازم ہے۔ اس لیے کہ یہ انبیاء کی وصیت ہے۔
- ۳- وعدہ ختم ہے۔
- ۴- وعدہ بخشش ہے۔
- ۵- جس کا وعدہ نہیں اس کا ایمان نہیں۔

امثال و حکم:-

- ۱- محبت فائض وعدے کے پورے ہوئے ہے۔
- ۲- وعدہ نفل ہے اور پورا کرنا اس کا فرض ہے۔
- ۳- شریف جو وعدہ کرتا ہے پورا کرتا ہے۔
- ۴- شریف کا وعدہ قرض خواہ کے قرض سے زیادہ لازم ہوتا ہے۔
- ۵- وعدے کا پورا کرنا شرافت کی علامتوں میں سے ہے۔

- ۱- اَلَا تَحْيَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفَوْا بِاَعْقُوْدِ
- ۲- وَ اَحْفَظُوا اَیْمَانَكُمْ
- ۳- وَ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْکُوْرًا
- ۴- وَ الْمَوْفُوْرُ یُعْهَدُ لِمَنْ اَوْ اَعَاهَدُوْا
- ۵- وَ الَّذِیْنَ هُمْ لَا یَمْلَکُوْنَ اَنْ یَّغْیُرُوْا عَهْدَہُمْ رَاْعُوْهُنَّ
- ۶- وَ تَحْکُمُوْا فِی الْکِتَابِ سَمِیْعِیْنَ اِنَّہٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ
- ۱- حَسْبُ الْوَعْدِ مِنَ الْاٰیْمَانِ
- ۲- سَلٰتِکَ یَصْدُوْقُ الْحَدِیْثُ وَ اَلْوَفَا بِالْعَهْدِ وَ حِفْظُ
- ۳- اَوْ مَانَةٍ فَ اَمَّا رَصِیۃُ الْاٰیْمَانِ
- ۴- الْعِدَّةُ وَ دُوْنُ
- ۵- الْعِدَّةِ عَطِیۃٌ
- ۵- لَا اٰیْمَانَ لِمَنْ رَاْعَ عَهْدَکَ

- ۱- خُلُوْصُ الْوَعْدِ مِنْ حُسْنِ الْعَهْدِ
- ۲- الْوَعْدُ نَافِلَةٌ وَّ اَلْاِخْلَافُ فَرِیْقَةٌ
- ۳- اِخْبَرْ حَرًّا مَا وَعَدَ
- ۴- وَ عَذَّ الْکَرِیْمَ الزَّیْمُ مِنْ دُوْنِ الْفَرِیْمِ
- ۵- اِخْلَافُ الْوَعْدِ مِنْ ذَلٰلِلِ الْحَدِّ

قرآن مجید کی دوزبردست تفسیریں

کتاب البدلی - مدارس کے مشہور قائد سیٹھ یعقوب حسن کی بے نظیر تفسیر کا پہلا حصہ جس کا مقدمہ مکشفات البدلی کے نام سے پہلے شائع ہو چکا ہے اور عام طور پر علماء نے اپنی کیفیت نقد تفسیر کے لئے قصاص اول ہے (پیش کشیتہ عالمیہ دہلی)

ڈگری بشیر ممدون تفسیر قرآن مولانا خواجہ عبدالحی ناردونی کی شہرہ آفاق تفسیر کا وہ حصہ جس میں بارہ قسم کی کس و بسوس اور بصیرت افزا تفسیر ہے اور جو ہر مسلمان کے لئے نہایت کام دہ ہے۔ چھپ کر تیار ہے۔ قیمت سے م

سائنس

ہوا بازی

ایک دھڑکی لگا دی گئی تھی جس میں برابر گلابی تہی تھی۔ اس میں سب سے بڑا ادیشہ غبار سے میں لگ لگ جائیکہ تھا جس کے لئے پانی میں تر کئے ہوئے اسے کھلنے کے لئے تھے۔

فرض اس کامیابی کے بعد فرض کے دواؤں شخص با دواؤں جن سے بھرے ہوئے خزانے میں بھیکہر کر سونے کی بندھی تنگ ڈالے اور یہ میل ہوا میں سفر کرے کے بعد وہ اس سے اب تو فرض کے لوگوں میں شوق کی آگ بھڑک اٹھی اور ہر شخص یہ اسکیم بنانے لگا کہ طرح غباہ کے ذریعہ چاند تک پہنچ جائے با دواؤں جن کے ذریعہ سے ہوا میں اڑنے پر توابو جگا تھا لیکن ہوا میں سمت کے بدلنے پر کوئی اتار نہ تھا۔ پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنے کی اندو تو پوری ہو گئی لیکن بھیکہر سہی وہ ہوا کا پانی نہ تھا۔ ہوا اس طرح چائی اسے بھائی۔ اپنے سے وہ رخ میں بدل گیا تھا۔

ہر ماں ماضی سے ایک بڑے راز کو یہ نگہ کیا اور وہ یہ کہ ہر نصیب کا اخلاقی
یہ جو ان کے ہیں ہیں لیکن جو کہ ایک مبینہ مذہبی و بشری سے مغرب کی باب ہمارے میت
آہستہ آہستہ اڑنے کے ہیں اس سے کچھ اور اگر مغرب سے شرع کی طرف اڑایا جائے تو ہوا
بہت تیز ہو۔ اس سے کہنے کے لئے کہ عین کے ذریعہ ہوا اس اڑنے میں بہت مدد ملی۔

خواب سے توجہ نہ ہو ایسے اوپر اٹھ سکتے تھے۔ جس طرف ہوا لے جاتے۔ اچھا
 کہتے تھے لیکن پرندوں کی طرح جو اس تیرنا اچھی نہیں آتا تھا۔ اس کی مشق بعض
 لوگوں نے اس طرح کی کہ بازوؤں کی طرح تھپتھپا کر کسی اونچی جگہ پر جا
 میں کو دے اور کود کر۔ درندوں کی طرح بڑھنے کی کوشش کی۔ اس طرح
 تھوڑی بہت کامیاب ہوتی لیکن آگے بڑھنا وہی گھڑتا۔ غرض اب ہوائی
 جہاز سے ان بہت قریب پہنچ گیا تھا۔ اور ہوائی جہاز اور اس نذر
 میں بہت تھوڑا فاصلہ رہ گیا تھا جسے بیٹھنے نامی ایک سائنس دان نے پورا
 کیا۔ اس مشہور ہوا باز کا حال ہم آئندہ سنائیں گے جو نہایت سبق آموز اور
 دل چسپ ہے۔

انسان نے چڑیوں کو چھانٹتے ہوئے اور مگر ہمیشہ یہ رنگ کہا ہے کہ کاش وہ بھی ہوا میں اڑ سکتا اور واقعہ یہ ہے کہ جس وقت ریل گاریاں نہیں تھیں اور بڑے بڑے سمندروں میں تہاڑ نہیں چلا کرتے تھے، اس وقت اڑنا بہت مفید ہوتا۔ ہندوؤں کے برائے عقول میں لکھا ہے کہ تدمر زمانے میں حیوان یا اڑن کھڑے، ہوا کرتے تھے جن پر ان کے دیوتا اڑا کرتے تھے۔ حضرت سیہان علیہ السلام کے متعلق بھی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان کی حکومت ہوا پر بھی تھی اور آسمان کے تمام پرندے ان کے قبضہ میں تھے۔ لیکن ان میں سے کسی کے متعلق یہیں معلوم کہ وہ کس طرح اڑتے تھے، تاکہ اس سے بعد کے لوگوں کو کوئی سبق ملتا۔ اب لوگوں نے اڑنا سیکھا تو وہ ابھی اپنے علم اور تجربہ سے سیکھا ہے۔

۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴

زمین کیونکر بنی؟

اب ہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ زمین کی شکل کیا تھی؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سیب کی مانند تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لڑکی کی طرح دونوں سروں پر کھڑی تھی۔ ہر حال اس وقت خواہ یہ سیب ہی ہو یا لڑکی، یہ اس سے بالکل مختلف تھی جیسی یہ اب ہم کو نظر آرہی ہے۔ اس وقت یہ بہت کچھ آفتاب کے مشابہی فرق صرف اتنا تھا کہ یہ آفتاب کے مقابل میں بہت چھوٹی تھی اور اس گرم دیکھے ہوئے کرے میں وہ تمام اجزا موجود تھے جن سے اس زمین کی مختلف چیزیں مثلاً ہوا پانی، پہاڑ، میدان وغیرہ سب بنے ہیں۔

ہزاروں، لاکھوں برس بعد یہ دیکھنا ہوا اگلا دور رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہونے لگا اور جس طرح آگ میں سے سرخ رنگ ہوتا ہوا بالکل بجائے تو پیلے پل اس میں سے روشنی بھی نکلتی گی اور پھر رفتہ رفتہ روشنی کم ہوتی جاتے گی اور صرف گرمی باقی رہ جائے گی۔ اسی طرح یہ جراثیم بھی مٹ جائے گی اور دلوں کا ٹھنڈا پھر کھلا سیاہ ہو جائے گا۔ یہی حال زمین کا بھی ہوا، اب وہ سرد تاریک مائے کی ایک گول چیز بنے جس میں نہ روشنی ہے اور نہ گرمی۔

جس طرح مذک کے اندر کی گرم بھاپ سیٹ یا شیشے پر گرنے سے قطرے کی صورت اختیار کر لیتی ہے، اسی طرح اس کرۂ آشتی سے کھلی ہوئی گیسوں کی اس کرے کے ٹھنڈے پر جانے پر پانی کی شکل میں تبدیلی ہو گئی ہوگی۔ یہ زہار مند جو تین جو صفائی اس کرے کے اندر کو گھیرے ہوئے ہیں، اسی اثر کے نتیجے میں اسی طرح پہاڑ اور میدانوں کا بھی ماں ہوا۔ جس طرح سیب کو کھول میں میں بھوننے کے بعد اس کے سروں کو جانے پر اونچی نیچی جھریاں پڑ جاتی ہیں اسی طرح اس زمین کے لاکھوں برس بعد ٹھنڈے ہو جانے پر بھی اس کی سطح پر اونچے نیچے نشانات بن گئے ہوں گے۔ اب وہی اونچے نشانات پہاڑ سمجھے جاتے ہیں اور نیچے نشانات میدان اور سمندروں کے پاٹ ہو گئے ہیں

ایک عمدہ نمونہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ نظام شمسی جس میں سورج اور چاروی زمین بھی خاص ہے، ہمیشہ سے ایسا ہی ہے جیسا یہ آج ہم کو نظر آ رہا ہے۔ لیکن اب یہ خیال نہیں ہے اور ہر اسکول کا طالب علم سمجھتا ہے کہ یہ آفتاب و مانتاب اور زمین رفتہ رفتہ اس حالت کو پہنچے ہیں۔ اس کی تصدیق کرنی ہو تو ایک دو درجین ہفتہ میں سے لوار آسمان میں دیکھو تو یقیناً بہت سے ایسے نورانی اجرام نظر آئیں گے جن کے شکل و رنگ بے شمار ہیں۔ چاند و سورج اور زمین کا کرہ تھا۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کے اجرام کئی تعداد میں لاکھ ہزار ہیں۔ لیکن ہمارا نظام شمسی ان سے بالکل ہی جدا گانہ ہے۔ اس لحاظ میں بہت سی باتیں، ہم مشترک نظر آتی ہیں، مثلاً یہ کہ اس کے تمام سیاروں کی حرکت ایک ہی سمت کی جانب ہے۔ علاوہ اس کے تمام سیارے ایک ہی سمت کے مائے سے بچے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اپنا نظریات ہے کہ تمام سیارے آفتاب ہی سے ٹوٹ کر بنے ہیں۔ ایک چیز اس نظام شمسی میں اور نظر آتی ہے اور وہ تو نشانی ہے جو تمام سیاروں کو باہم ملائے ہوئے ہے۔

اس قوت کا پتہ انگلستان کے ایک مشہور دانش ور سر ایڈریچ ہون نے ایک نہایت عجیب طریقہ سے چلایا۔ ایک دن وہ اپنے باغ میں لیٹا ہوا کچھ سورج رہا تھا کہ ایک سیب درخت سے زمین پر گرنا۔ چونکہ وہ زمین کی گرد کیلئے اس طرف بھری اور وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ پیلے سا گول کھڑک کیوں نہیں گیا؟ زمین ہی کی جانب اسے کوئی تا تھا! اس سے پہلے ہزاروں آدمیوں نے سیب کو درخت سے گرتے ہوئے دیکھا ہوگا لیکن کبھی دل میں یہ بات نہیں پیدا ہوئی تھی۔ سوچتے سوچتے اس نے معلوم کیا کہ زمین کے اندر کوئی ایسی قوت ہے جو ہر شے کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور یہ قوت نہ صرف زمین ہی اور زمین کی ہر شے کے درمیان ہے بلکہ ہر دو مادی اجسام کے مابین ہے۔ اتفاقاً کہ گروہ جاتے سیارے حرکت کرتے ہیں، وہ سب اس قوت کی وجہ سے باہم ملنا اور سمند میں، ورنہ آپس میں ٹکرا کر کھنکی کے پارہ پارہ ہو جاتے۔

تاریخ محمد بن قاسم

محمد بن قاسم ہندوستان کا سب سے پہلا عرب فاتح گزرا جس نے سندھ کے راستہ ہندوستان پر حملہ کیا اور تین سال کے قتل و غارت میں تمام علاقہ برقعہ کر لیا۔ ہندوستان کے ساتھ عربوں کے تجارتی تعلقات بہت قدیم زمانہ سے چلے آتے ہیں۔ جب سے اسلام کا ظہور ہوا ہندوستان کے ساتھ عربوں کے سیاسی تعلقات بھی قائم ہو گئے۔

قلیضہ ولید بن عبد الملک کا زمانہ نبی امیہ میں نہایت امن و سکون کا زمانہ گزرا ہے۔ اس وقت عراق کے سربراہ یحییٰ بن یوسف کو لڑتے۔ عربوں اور ہندوستان کے درمیان کا راستہ بہت پرخطر تھا۔ پہنچتا اور واپس آتا کچھ دشمن ہندوستان پر حملہ کرنے کی کوششیں نہ کر سکتے تھے۔ بالآخر یحییٰ بن یوسف نے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کو ایک چھوٹی سی فوج دیکر ہندوستان کی طرف بھیجا۔ جنھیں اس حملے میں کامیابی ہوئی اور اس وقت سے ہندوستان پر عربوں کی سلطنت قائم ہو گئی۔

اس حملہ کی وجہ یہ ہوئی کہ گجرات میں کچھ لوگوں نے وہاں کے حاکم سید بن سلم کو قتل کر ڈالا اور ہندوستان بھاگ کر مہاراجہ داجر کے پاس پناہ لے گئے۔ مہاراجہ اس کی باز پرس کی تو سید بن سلم نے اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دیا۔ اسی اثناء میں ایک اور واقعہ بھی پیش آیا۔ جزیرہ سیلون سے ایک جہاز پر قلیضہ کے لئے کچھ سامان اللہ بڑے کی چیزیں ادبی تھیں۔ راستہ میں جب جہاز ساحل سندھ کے قریب پہنچا تو بعض لٹروں نے جہاز کو ٹپا لیا۔ اس پر داجر نے جواب طلب کیا تو پھر وہی غیر اطمینان بخش جواب ملا۔ اب تو حجاج نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ مہاراجہ اپنی اپنی اشیاء کی سرانجام دہی کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کو فوج کا ایک دستہ دیکر روانہ کیا اور عمان اور گجرات کے دایان کو لکھ دیا کہ وہ اپنی اپنی فوجوں سے اس کی مدد کریں۔

محمد بن قاسم کی عمر اس وقت کوئی پندرہ سال کی تھی۔ اس سے پہلے ہندوستان میں کچھ عربوں نے بھی ہندوستان پر حملہ کیا تھا مگر وہ سب شکست کا شکار ہو کر لوٹ گئے تھے۔ اس بار محمد بن قاسم کی فوج نے ہندوستان کے ساتھ اسلامی فوج سے سسڑی تھی۔ اس کے بعد سے قومیت سے ہندو بھی فوج میں بھرتی ہو گئے اور وہ بھی مسلمانوں کے دوش بدوش اسوہ دھاری اور مبادی سے لڑتے۔

اس کامیابی کے بعد قلیضہ کے بعد دہلی کے تمام علاقے فتح ہو گئے۔ ہندو مسلمانوں کے جوش و خروش سے اس دہلی میں جو ہو گئے تھے کہ وہ ایک اعلیٰ جہان کے سلسلے تک نہ سکتے تھے۔ علاوہ اس کے ان میں طرح طرح کے لیے اوہام اور غلط خیالات پھیلے ہوئے تھے کہ وہ اپنے ہر کام میں فلاح اور شگون دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنے کسی کام کا دار مار کسی عمدہ عقدہ یا اپنی قوت بازو پر مبنی دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اکثر قبل از وقت میدان سے بھاگ جاتے تھے۔

برعکس اس کے مسلمانوں کے تمام خیالات اور افہام نہایت مضبوط اور راسخ بنیاد پر قائم ہوتے تھے۔ علاوہ اس کے ان کا مسلک مغتوحہ علاقوں کے ساتھ نہایت سحر جوتا تھا۔ وہ مذہبی لوگوں اور مذہبی عبادت گاہوں کا پورا پورا احترام کرتے تھے اور تمام غیر مسلموں کے ساتھ اسی قدر کامیابیوں کا سلوک رکھتے تھے جیسا کہ عرب میں یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ غیر مذہب و ادیان کے قوم و دلوں نے بھی مسلمانوں کا ساتھ دیا اور ان سے اس درجہ گرویدہ تھے کہ جب محمد بن قاسم کو مہاراجہ داجر کے بھائی جانا جانا تھا، تو فوج کے لوگ ڈاؤر قطار روکے اور اس کے پیچ جانے کے دوران لوگوں نے ان کو جہود بنا کر دیا۔ انھوں نے کہہ دیا کہ محمد بن قاسم کا زمانہ اب تک جس شہرت اور عزت کے ساتھ گزرا کہ انھیں نہیں موانہ۔ قلیضہ بن عبد الملک کے بعد ان کے بھائی سلیمان بن عبد الملک جانشین ہوئے جن کے تعلقات حجاج بن یوسف سے کچھ اچھے نہیں تھے۔ اس وجہ سے حجاج کے بھتیجے اخوہ واقربا تھے۔ ان سب کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا گیا۔ انھیں محمد بن قاسم ہی نے تھے جنھیں سلیمان نے بہتر انداز سے ہی معزول کر کے شہر واسطہ میں تیار کر دیا۔

محمد بن قاسم کی عمر اس وقت کوئی پندرہ سال کی تھی۔ اس سے پہلے ہندوستان میں کچھ عربوں نے بھی ہندوستان پر حملہ کیا تھا مگر وہ سب شکست کا شکار ہو کر لوٹ گئے تھے۔ اس بار محمد بن قاسم کی فوج نے ہندوستان کے ساتھ اسلامی فوج سے سسڑی تھی۔ اس کے بعد سے قومیت سے ہندو بھی فوج میں بھرتی ہو گئے اور وہ بھی مسلمانوں کے دوش بدوش اسوہ دھاری اور مبادی سے لڑتے۔

ایک بلی کا حملہ شیرنی پر

ایک بلی نے شیرنی سے کہا
 دیتی اک جھولی میں ہوں دس بچے
 میں نے مانا کہ بن کی رانی ہے
 نکل باکل مری تری سی ہے
 جو خدا نے غذا تجھے بخشی
 تجھ کو گرنا نہ ہو کہ طاق ہے
 جانور تجھ سے خوف کرتے ہیں
 کم نہیں میں کسی بھی حالت میں
 شیرنی نے کہا یہ بلی سے
 اس میں شک کیا تری طرح بچے
 اس پہ بھی کم نہیں ہوں میں تجھ سے
 تیرے ہوتے ہیں جس قدر بچے
 میرے بچے جو ایک ہوتا ہے

کسی کرے گی مقابلہ میرا
 تو نے دیکھے نہ خواب میں ہونگے
 ہر طرف تیسری کھراپی ہے
 فرق کی بات مجھ میں کون سی ہے
 وہی قسمت میں میری بھی لکھی
 چار مردوں کی مجھ میں قوت ہے
 سب پرندے بھی مجھ سے ڈرتے ہیں
 نکل و سیرت میں اور طاقت میں
 پرچ ہے باکل کہا ہے جو تو نے
 نہیں ہوتے ہیں دس کبھی میرے
 فرق کی بات جو ہے وہ یہ ہے
 وہ ہیں بلی سدا بنے رہتے
 وہ بڑا ہو کے شیر ہوتا ہے

دس نکموں سے نالہ کیا ہے

ہو جو لائق تو ایک اچھا ہے

(نامی کھراپی)

نمود صبح

طے کر چکا جو نرلی شب کا روانِ صبح ہونے لگا افق سے ہوید انشانِ صبح
گردوئے کوچ کنٹیکے اخزانِ صبح ہر سو ہوئی بلند صدا اذانِ صبح
پہنل نظر سے روئے شبتار ہو گیا
عالم تمام مطلع انوار ہو گیا

یوگن شاں فلک سے تارے تھے رواں جتنے چین سے بھولو کو طرحِ باغیاں
آنی بہا میں گلِ کتاب پر خزاں مچھکے کر کے شروشاحِ گمشاں
دکھلائے طور بادِ سحر نے کوم کے
پڑ مر دہ بچہ کے لئے چنے نجوم کے

چھپنا وہ ماہِ تاب کا وہ نور کا ظہور بادِ خدا میں زعفران پر دہری طہور
وہ رونق اور وہ سرور وہ فضا کو نور خشتی ہو جس سے چشم کوادِ طلبِ سرور
انسانِ زمین پر ملک آسمان پر

جاری تھا ذکرِ قدرتِ حق ہر زبان پر
وہ مسخریِ غنچ کی ادھم جریخ پر بہار وہ بارور درخت و مچھلا وہ نہر زار
شبنم کے وہ گلوں پر گہرائے آباد بھولوں سے سب بھرا ہوا دیا کو ہمار
نامنے کھلے ہوئے وہ گلوں کی شبنم کے
آتے تھے سرور وہ جھونکے شبنم کے

دادی سدا بہار

اچھی طرح سہوا کرنا۔ روز صبح ان میں پانی ڈالا کرنا اور آپس میں لڑنا
”مت“

دونوں بچے خوش خوش گھرا آئے۔ ماں نے جو دیکھا کہ دونوں کس سے
جا کر جھڑپاں لے آئے تو بہت خوش ہوئی۔ اور جھڑپاں کا ایک دانہ نہ
میں رکھا ہی تھا کہ ایسا معلوم ہوا کہ بھاری جلی گئی۔ بچوں نے سب قصہ
تو معلوم ہوا کہ یہ اچھی بڑی بی سدا بہار کے ہاتھوں کی برکت ہے۔ ماں
دل سے ہزاروں شکر نکالائی۔ اور یہ بچے بھولوں کی خوب بفرگری کہتے
رہے اور جب ان بھولوں کو دیکھتے تو بڑی بی سدا بہار کا یہ کہنا یاد آتا
کہ آپس میں لڑنا مت۔

ایک دن کھیلے تھکیتے دونوں بچوں میں کچھ مکرار ہو گئی۔ اور شام کو
سوئے سوتے ایک دوسرے سے روتے ہوئے۔ صبح اٹھ کر بھولوں
کو پانی دینے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بھول تو دونوں کے دونوں ایسے کاٹے
ہیں جیسے کویل۔ دونوں روئے گئے اور جانے کتنے انسان بھولوں پر
گرے۔ بھولوں پر جو آسو گرے تو یہ بھر جیسے کے تیسے ہو گئے ایک سفید
ہو گیا اور ایک نیلا۔

وہ دن ہے اور آج کا دن یہ دونوں بچے کبھی نہیں لڑے۔ بڑی
بی سدا بہار کے کہنے کا انھیں ہمیشہ خیال رہتا ہے اور یہ سدا بہار
بھول ہمیشہ ان کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں۔

تاریخ فلسفہ اسلام

ہائینڈ کے مشہور فاضل ڈی وی بوئی کو گرانڈ تفسیر کا سلیس و شگفتہ
اور توجہ۔ اسلامی فلسفہ پر اردو میں پہلی اور گراں قدر کتاب۔ از غائب ڈاکٹر
عاجین، ایم اے، بی ایچ ڈی۔ قیمت مدد روپے۔

منیر مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی

بہت دنوں کا قصہ ہے کہ ایک ماں تھی اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے
ماں باری ہو گئی اور بہت دن جا رہی۔ مکملوں نے پرست کر لیا اور بیٹوں کو ننگ
کی کھنری کھلائی۔ بھاری ماں کی نیت بھڑکی کھاتے کھاتے ایسی بھر گئی کہ ایک
نوا لہجی مذ سے نہ اترتا۔ اور سب چیزوں سے بھی جی ہٹ گیا۔ کسی چیز کو
دل نہ ہوتا۔ آخر میں ایک حکیم جی لائے انھوں نے کہا اچھا تم جو کو وہ کھاتے
کو دینگے۔ ماں نے بہت سوچا۔ اور تم بتا سکتے ہو کیا چیز کھانے کو مانگی جھڑپاں
لیکن رہنے والے تھے یہ لوگ شہر کے جھڑپاں جگہ میں ہوتی ہیں اور شہر
میں کوئی انھیں پوچھا بھی نہیں۔ بہت تلاش کیں مگر جھڑپاں نہیں ملیں۔
ان کے دونوں بچوں نے جب سنا کہ اماں کا جی جھڑپاں کو چاہتا ہے اور
کیس پر نہیں ملیں تو آپس میں صلاح کی کہ جگہ جگہ ملیں اور وہاں سے اماں
کے لئے جھڑپاں توڑ لائیں۔

دونوں بچے سے صبح شہر سے نکل گئے۔ ساتھ ایک چوٹی سی دلیا
لے لی۔ اور جنگ میں ہو چکر بڑی محنت سے جھڑپاں جمع کیں۔ ہاتھوں
میں کانٹے لگ گئے۔ لیکن یہ برابر توڑے گئے اور ایک جھڑپاں بھی لپٹے ہوئے
میں نہ رکھی۔ جب دلیا بھر گئی تو انھوں نے گھر کا رخ کیا۔ تھوڑی سی دور
چلے تھے کہ ایک بڑی بی ملیں۔ ان کے بال سب سفید تھے۔ بھویں اور
انھیں ادب کیا بھی سفید ہو گئی تھیں۔ لیکن چہرہ بڑا خوبصورت تھا۔ اور
سر سے بانوں تک ہرے پھرے پہنے ہوئے تھیں۔ دونوں بچوں سے ان بڑی
بی نے کہا بیٹو۔ دیکھو میں بہت بدھی ہوں۔ خود جھک کر کچھ توڑ لیں سکتی۔
اوپر بھوکی ہوں۔ یہ جھڑپاں مجھے دیدو۔ بچوں کو بڑی بی پر ترس آیا اور انھوں
نے ساری دلیا بڑی بی کے ہرے پھرے دامن میں اندر لٹ دی۔ اور اپنی
ماں کے لئے پھر علوی جلدی جھڑپاں پہنے گئے۔ لیکن بڑی بی نے
انھیں آواز دی اور کہا بیٹو۔ یہ جھڑپاں سے لو۔ مجھے اب اور مل جائیگی
تم دونوں بڑے اچھے بیٹے ہو۔ اچھا تو یہ دو بھول لو۔ لو میں تم یہ سفید
بھول لو۔ تم یہ نیلا بھول۔ ان بھولوں کا خوب خیال رکھنا اور ان کی

اسی سے ٹھنڈا اسی سے گرم

ہنسی کو روک کر کہا ہاں ہاں بھی ضرور پوچھو تمہیں یہ پوچھا ہوں کہ یہ تم
مذہ سے ہاتھوں میں پھونک سی کیوں مانتے ہو " کلہاڑا سے نے جواب دیا:
شہر دی بہت ہے - ہاتھ ٹھنڈے جاتے ہیں - میں مذہ سے پھونک کر
انہیں دنا کر دیتا ہوں - پھر ٹھنڈے گتے ہیں پھر کر دیتا ہوں - میاں
بالشتے نے اپنا سوراہی میاں سے ملایا اور کہا " اچھا اچھا - یہ بات ہے "۔
یہ کہہ کر بالشتے میاں دہاں سے ٹھک گئے مگر رہے اس پاس ہی اور
کہیں سے پیچھے برابر دیکھا کہ ککڑ ہارا اور کیا کرتا ہے -

دوپہر کا وقت آیا - ککڑ ہارے نے کھانا پکانے کے لئے ککڑی ملائے کی
ککڑی - اور دوسرے سے دو پھیرا ٹھاکر چلوایا اور اس کے پاس چھوٹی سی
بانڈی بھی آگ سلگا کر اسے چولے پر رکھا اور اس میں آٹا بٹنے کے لئے
رکھ دیئے - تازہ ککڑی بھی اس لئے آگ بار بار ٹھنڈی پڑنے لگی تو ککڑیاں
مذہ سے پھونک کر اسے تیز کر دیتا تھا - "ارے بالشتے نے دور سے دیکھ کر
اپنے ہی میں کہا آہ یہ پھر پھونکھائے کیا اس کے مذہ میں سے آگ نکلی تو
لیکن خبر نہ پھیرا دیکھا کیا - ککڑ ہارے کو ہسوک زیادہ لگی تھی اس لئے چڑھی
ہوئی بانڈی میں سے ایک آٹو جیسی ور سے طور پر اٹھایا نہ تھا نکال لیا اسے
کہنا یا آٹو وہ تو ایسا گرم تھا بیٹے ککڑ - اس نے شکل اسے اپنی لپکھی
اور دنگوٹے سے دبا کر تیز اور مذہ سے فو فو اس پر پھونکے لگے - "ارے بالشتے
نے پھر جی میں کہا - یہ پھر پھونکتا ہے - اب کیا اس آٹو کو پھونک کر ملا لینگا
لیکن آٹو ملا جلا یا کچھ نہیں - وہ تو تھوڑی دیر نو فو کر کے ککڑ ہارے نے اسے
اپنے مذہ میں دھرنیا اور غیب غیب کھانے لگے - اب تو اس بالشتے کی طرزی
کا حال نہ پوچھو - اس سے پھر نہ ہانپا اور ٹھک ٹھک پھر ککڑ ہارے کے
پاس آیا اور کہا سلام علیکم - برا نہ مانو تو ایک بات پوچھیں " ککڑ ہارے نے
کہا برا کیوں مانوں گا - پوچھو " بالشتے نے کہا تم نے صبح مجھ سے کہا تھا کہ سب
پھونکر اپنے ہاتھوں کو گرمانا ہوں - اب اس کو کیوں پھر کہتے تھے - یہ تو خود بہت

ایک ککڑ ہارا تھا - بچل میں جا کر روز ککڑیاں کا مذاق دیتا تھا میں لاکھ نام
کو سچ دیتا تھا - ایک دن اس خیال سے نزدیک نزدیک سے توب ککڑ ہارے
ککڑی کاٹ سے جلتے ہیں سو ککڑی آسانی سے مٹی نہیں یہ دوپہر بچل کے اندر
چلا گیا اور وہاں جا کر ککڑیاں کاٹنے لگا - سردی کا موسم تھا بچل کی ککڑیاں
تھا - ہاتھ پاؤں ٹھنڈے جاتے تھے - اور ککڑی پکڑنے پکڑنے اسکی انگلیاں
تو بالکل سٹن ہو جاتی تھیں - یہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ککڑی رکھ دیتا اور
دونوں ہاتھ مذہ کے پاس لے جا کر خوب زور سے ان میں پھونکتا کہ ذرا گرم
جائیں -

بچل میں نہ معلوم کس قسم کی خلوت رہتی ہے - سنا ہے اس میں
چھوٹے چھوٹے بشت بشت بھر کے آدمی بھی ہوتے ہیں - ان کے
دارچی مچھ سب کچھ ہوتی ہے مگر ہوتے ہیں سنی ہی ہے - ہم تم بیا کوئی
آدمی ان کی کستی میں ملا جاتا ہے تو اسے بڑی حیرت سے دیکھتے ہیں اور برابر
ادھر ادھر گئے رہتے ہیں کہ دیکھیں پکڑا کیا ہے - لیکن ہم لوگوں سے ذرا بچو
ہوئے ہیں کہ ان کے لڑکے کسی پردہ کی پیچھے پکڑا کر اسے لوگوں میں لیتے نہ
اس پر تاملیاں جاتے ہیں ، نہ پھیر پھینکتے ہیں - خود ہارے یہاں بھی اچھے
بچے ایسا نہیں کرتے - لیکن ان کے میاں تو سب ہی اچھے ہوتے ہیں -
خیر - ککڑ ہارا جب بچل میں ککڑیاں کاٹ رہا تھا تو ایک میاں بالشتے
بھی کہیں بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے - میاں بالشتے نے بولا دیکھا کہ یہ بار بار
ہاتھ میں کچھ پھونکتا ہے تو سوچنے لگے کہ یہ کیا بات ہے - دیر تک اپنی تباہ
سی تھوڑی پرانی تنہا سا ہاتھ دھڑے پیچھے رہے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا ، تو
یہ اپنی جگہ سے اٹھے اور کچھ دور چل کر پھر لوٹ آئے کہ نہ معلوم کہیں پوچھنے
سے یہ آدمی برا نہ مانے - مگر پھر نہ رہا گیا آخر کو ٹھک ٹھک ککڑ ہارے کے
پاس گئے اور کہا سلام علیکم - برا نہ مانو تو ایک بات پوچھیں " ککڑ ہارے
کو یہ ذرا لو دے برا برداری دیکھ کر تعجب بھی ہوا ، ہنسی بھی آئی - مگر اس نے

پلاہوں، لیکن برصغیر سے ایک دن کسی شکاری کا زہر پلا تیراس کی چھال میں چھب گیا ہے اور اس وقت سے یہ درخت سوکھنے لگے۔ پھر مالدج ایس اس مصیبت کے وقت اب اس درخت کا ساتھ کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟“

اندڑھٹے کی ان باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور کھٹے آئے چھوٹے پرندے اکاش ان بھی اپنے دوستوں کے ساتھ دیے ہی رحمدل اور سچے ہوئے اچھا تو میں تیری اس وفاداری کا صلہ دیتا چاہتا ہوں۔ کوئی ایک چیز مانگ جو تو مانگنا چاہتا ہے؟“ طوطا نورائوں اٹھا کہ ”مجھ پر یہ درخت دیا ہی ہر بھرا ہو جائے اور میں ہمیشہ آپ کی تعریف کے گانے اس پر گایا کروں گا“

اندڑے درخت پر اپنا ہاتھ لگایا اور وہ آٹا ٹاٹا سہرہ منہ روتا داب ہو گیا۔ غصہ منہ ہے وہ شخص جس کے درخت دیا دوست ہوا اور مبارک ہے وہ شخص جس کا طوطے دیا رحم سے بھرا ہوا اور شکر گزاروں ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۲ کا ملاحظہ ہو)

میں اپنے اوپر قابو رکھنے سے۔ ایک فرد کئے اس سے مراد اپنے اوپر ان اخلاقی قوانین کی پابندی عاید کرنے ہیں جن پر اس کا یقین ہے اور ایک درگاہ کئے اس سے مراد ان دسپن قوانین کی پابندی ہے جن پر اس درگاہ کی بنیاد رکھی گئی ہو۔ میں یہ کاٹا ایک مذہبستانی اور دنیاوی ہونے کی گھنٹی بلکہ ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے بھی آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ سب سے بڑی فکر اپنی قوم کے متعلق جو بھیجے ہے وہ یہ ہے کہ اس میں دسپن اور نظم نہیں ہے اور اس چیز کا ہونا افراد اور اسی طرح درگاہوں میں تمام خرابیوں اور بیماریوں کی جڑ ہے۔ اس میں نہیں کہ اگرچہ ہماری مشکلات بہت زیادہ ہیں لیکن میں اس سے باز نہیں ہوں۔ آپ کے باہر کا دنیا جس سے آپ استعدا اور استہنی ہو، جیسا میں ہمارا کرتی تھی، بہت تیزی سے بدلتی ہوئی۔ فرقہ وارانہ کشیدگی جو گزرتے چند سالوں ہماری دنیا کی سب سے بڑی منت رہی ہے، وہ اب کم ہوتی جا رہی ہے۔ عورتوں میں تعلیم برابر بڑھ رہی ہے۔ معاشرتی اصلاحات کی طرف توجہ دہرا اٹھا جا رہا ہے، غرض ایسا ایسی ہی کس چیز پر جو فرقہ وارانہ خیالات و جذبات کو سب سے زیادہ پھیلے ہو، اسی کے ہاتھ میں ہمارا تھیں۔ آپ اپنا اس کیساتھ نہ کریں، چاہے میں یا آپ نہ کیے گئے سب سے بڑا سوال لیکن مجھے امید ہے کہ جو وقت آپ اس چارہ دیاری کے نیچے آتوں، آپ کے غم و غصہ

گرم تھا۔ اسے اور گمانے سے کیا فائدہ؟ ہرگز ہمارے نے ہنسکر کہا نہیں میاں تو۔ یہ آؤ مبت گرم ہے۔ میں اسے منہ سے بھونک بھونک کر کھڑا کر رہا ہوں بات تو کچھ ایسی نہ تھی گریہ سنکر میاں بالشتیہ کا منہ پلا کر گیا۔ در کے مارے سنی کم ہوگی اور کپ کپ کانٹے لگے۔ وہ برابر چھپتے جاتے جیسے کڑا ہارے سے در کر کچھ سہمے گئے ہوں۔ ذرا سا آؤ بیویوں ہی جھلک رہی آئی لیکن اس صحرانگ کپ کی حالت میں دیکھ کر تو ہر کسی کو ہنسی بھی آئے بغیر ہو۔ کڑا ہارے کو بھی ہنسی آئی لیکن وہ بھی سبلا ماس تھا۔ اس نے آخر پوچھا کہ کیوں میاں۔ کیا ہوا۔ کیا جاڑا مبت لگ رہا ہے۔ وہ دیکھو میرا گھوڑا ہے اس کی جیب میں بیٹھا جاؤ۔ اور ذرا گراؤ، مگر میرا بالشتیہ ہے کہ برابر چھپے ہے چلے گئے اور جب خامہ دور ہو گئے، تو بولے یہ نہ جانے کیا ملا ہے۔ کوئی بھوت ہے۔ یا جن ہے۔ اسی منہ سے گرم ہو، اسی سے سرد۔ ہماری مثل میں نہیں آتا، درد آتی بات ان میاں بالشتیہ کی کھنسی میں آئے کی کھنسی نہیں۔

طوطا اور درخت








کئی زمانہ میں بنارس شہر کے قریب ایک بہت بڑا جنگل تھا۔ ایک دن اندر دوتا اس جنگل میں سہ کرتے ہوئے آئے اور اس جنگل کی کثرت وانی اور سایہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسا گھنا اور سرسبز جنگل تو ہماری بہشت میں بھی کوئی نہیں ہے۔

جنگل کے سایہ میں بیٹے ہوئے پلے جا رہے تھے کہ اتفاق سے ایک بڑے سوکھے درخت کے جوئے درخت کے پاس ہوئے جس میں بھولے پتوں کا نام نشان بھی نہ تھا۔ لیکن انھوں نے اس کی سوجھی ہوئی دالیوں پر ایک ویلے پتے لٹے کو بیٹھے جوئے دیکھا اور اسے دیکھ کر حیرت سے پوچھا: یہ تو قہر پرندے! تو میں بھیجا ہوا کیا کہ رہا ہے؟ کیا اس جنگل میں اور ہرے اور سایہ دار درخت نہیں ہیں؟ ایک ایسے ٹھنڈے پتے سے کیا حاصل؟“

عصے نے چونک کر اپنے سر کو جھکا دیا اور کہا ”تمارا جی! ایک زمانہ میں اس درخت سے بڑھ کر تمنا اور سایہ دار اس جنگل میں کوئی دوسرا درخت نہ تھا۔ جس کی پتوں میں پیدا ہوا، میں نے اس کی دالیوں پر اڑنا کیا تھا، غرض شروع سے کہ بہت کم میں اس درخت کے سایہ میں

میں نے اس میں رہنا چاہا لیکن کبھی نہ ملنے کی وجہ سے ہرگز نہ رہا۔ ایک اور کئی کئی سالوں میں ہر سال کے کئی دن میں یہ سائل کیساتھ تھا دھل دیکھتے ہیں

انور کی جھوک کا وقت

<p>(۱)</p>  <p>(۱) انور جھوک سے متاثر ہے۔ پینٹ چمک گیا ہے۔ اتنیس فل جو وانتہر پرچہ بڑی ہیں۔ گھر میں یہ دعا مانگا دامن تھا کہ خدا کیسے روٹی پک کچی ہوئے</p>	<p>(۲)</p>  <p>(۲) انور کی ماں باور پیچھا نہ میں ہی۔ انور ماں سے کھانے کو دریافت کرتا کہ ماں! جھوک لگی ہے۔ اب کیا دیر ہے! اور کیا پکا رہی ہو؟</p>	<p>(۳)</p>  <p>(۳) ماں سامان بھونٹے ہیں اتنی مشغول کہ انور کی کچن میں نہ تھی۔ انور چمکتے گھر سے میں پھر خود ہی دھکے بونے برتوں کی دیکھ بھال کرتے نکلتا ہے۔</p>
<p>(۴)</p>  <p>(۴) پھر ایک مرتبہ ماں سے اپنی جھوک کمنے فریاد کرتا کہ کین ماں باور پیچھا نہ میں اسی محض کہ کچن نہیں سنتی۔</p>	<p>(۵)</p>  <p>(۵) انور کو ایک دوسری میز پر ایک مشتری دکھاتی دیتی ہے اور پورا امید بندھ جاتی ہے۔</p>	<p>(۶)</p>  <p>(۶) انور مشتری سے سر پوش اٹھاتے ہیں چٹنی کو جو ماہرہ سے اسکی ماں کی سہیل نے بھیجی تھی میز پر گرا لیا ہے۔</p>
<p>(۷)</p>  <p>(۷) لیکن ماں کے درمے مارنے فوراً ایک دروازے اوپر سے ڈاکو کھینک آتا ہے اور ماں کو پکار کر بکٹ نکال دینے کی اجازت طلب کرتا ہے۔</p>	<p>ممتاز نعیم بیگم</p> <p>ماہرہ روی</p>	<p>(۸)</p>  <p>(۸) جب کوئی جواب نہیں ملا تو خاموشی غم رقا بھگدھ بکٹ غمت خانہ میں سے نکال کر گانے گاتا ہے کہ بکٹ کھانا تیار ہو جھوک کو تو بکٹیں ہے۔</p>

کوائف جامعہ

تقریباً بیس لاکھ میں اور اس سیشن کے ختم ہونے میں آپ کی دیکھ بھال کی کوئی امید ہی آپ کے تادم خوں سے معلوم ہوئے کہ آپ برابر لوگوں سے مل رہے ہیں اور لوگوں میں جامعہ سے کوئی پیداوار نہیں ہے۔ مولانا محمد علی صاحب مدظلہ بھی باوجود بی گناہی و معصومیتوں کے جامعہ کے خیال سے غافل نہیں ہیں۔ امید ہے کہ ان معصوموں کی توجہ سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو برائیں فاضلی کامیابی ہوگی۔

جامعہ کے اکثر معلقوں میں پروفیسر محمد مجیب صاحب فی اے ڈاکس کی شادی نانہ آبادی کی خیرنیت سرت کے ساتھ سنی جائیگی شادی کے بعد سے آپ نے اپنا پرانا مکان چھوڑ دیا اور ایک نئے مکان میں غازی آبادی کی تیاریاں کر رہے ہیں جو حصہ جو آپ نے نیا مکان کے عنوان سے رسالہ جامعہ میں ایک نہایت دلچسپ انشاء لکھا تھا۔ اسے خیر بھی کہ چند بیسیوں بعد وہ انشاء واقعہ کی شکل اختیار کرے گا۔ عدالت دعا ہے کہ یہ شادی اور غازی آبادی دونوں کو مبارک ہو!

ایکے قیامات گرام میں اساتذہ جامعہ کے وفود بھی ملک کے مختلف حصوں میں جا چکے جناب شیخ الجامعہ کی یاد دہانی پر اساتذہ کرام اپنے اپنے حقوق اور باخبر رہاؤں کے متعلق نصیحت کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ جن جن معلقوں میں جامعہ کے حدود وہی ڈال دیئے گئے وہ ان وفود کی پوری مدد فرمائیں گے۔

ماسٹر عبدالغفار صاحب مدحوی جامعہ کے جویر اساتذہ میں مفسر ختوں سے ایک نہایت نمایاں شخصیت رکھتے ہیں۔ آپ کو جامعہ بلدی نے اپنے خیر پیر تعلیم کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جو گاؤں (گھرانہ) بھیجا ہے جہاں عیسائی مشنریوں کا نہایت اچھا اور بڑا ہتھیاروں پر ایک نرنگ لکھول ہے۔ آپ ایسا ایک ملک واپس تعلیم حاصل کرینگے بعد آپ اپنے کو جامعہ ہی کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گے۔

درستہ جامعہ کے سالانہ امتحانات ۳۴ مئی سے شروع ہوئے اور اس مئی تک جاری رہیں گے۔ ۱۶ مئی سے گریجویٹ کی بڑی تعینیل شروع ہوگی۔ جامعہ جو ترقی پزیر مرکز کے امتحانات اپریل سے شروع ہوئے اور اپریل تک جاری رہے ہیں کیا خوب تقریب شائع ہونے والا ہے۔

جامعہ کے سالانہ کھیلوں کا سلسلہ اپریل کے آخری ہفتہ ممبر ہا تقسیم انعامات کا جلسہ ۱۷ اپریل کو اجلاس میں مسٹر آصف علی نے ان کو اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم کئے۔ جامعہ نے باوجود اپنے محدود ذرائع آمدنی کے تقریباً دو ڈیڑھ سو روپے انعامات میں صرفہ کئے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ انعامات زیادہ سے زیادہ طلباء کو ملیں۔ ان کھیلوں کے سلسلہ میں پیشہ ایک اساتذہ کی دیر بھی موار کی تھی جس میں شیخ الجامعہ داخل آتے ہیں۔ ابھی بارہوا کے اعتبار سے نہیں لکھیں گے سکاٹ سے شیخ جامہ مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیہ چوری اول آئے ہیں کے صدر میں انکو بھی ستر موقوفہ کے ہاتھ سے ایک خوشنما انعام ملا۔ جامعہ میں ورزش اور کھیلوں کی یہ غامت کچھ پیروانہ ہی ہے کیلاٹ صاحب کی کوششوں کی ہیں۔ انتہا ہے جس کے لئے وہ قابل مبارکباد ہیں۔

آج کل طلباء کی محنت بہت خراب ہو رہی ہے اور اس کا ایک بہت بڑا سبب دلی کی آپ و جماعت خرابی ہے۔ اکثر بڑے بچے بیمار ہوتے اور اچھے ہو گئے اور کئی ایک اب بھی بیمار ہیں۔ طبیہ کالج کے ڈاکٹر اور اہلکار صاحبان یا محسوس ڈاکٹر ظفر یاب صاحب اوس سرجن کے ہمہ مت منہم ہیں کہ آپ نہایت توجہ اور مہربانی کے ساتھ عارضہ مریضوں کا علاج کرتے رہے۔ آئندہ سال سے انشراحہ جامعہ خرابی محنت کے اسباب دور کرنے اور علاج وغیرہ کی طرف مخصوص طور سے توجہ کرے گی۔

جناب شیخ الجامعہ صاحب اپنے رنگوں کے دورے سے اب تک واپس

نتیجه امتحان سالانه ۱۳۲۹ء

مدرسہ جامعہ علمیہ اسلامیہ

تثاویف چارم

نمبر سند	نام طالب علم	اسلامیات ۱۰۰	اردو ۱۰۰	انگریزی ۱۰۰	معارفیات ۱۰۰	تاریخ	کل نمبر حاصل کردہ	کیفیت
۱	مرزا انور زیدی	۳۲	۴۰	۳۹	۳۲	۶۰	۲۱۷	پاس
۲	فضل حق تریخی	۳۰	۲۲	۳۳	۲۵	غیر حاضر	۱۰۷	فیل
تثاویف دوم								
		اسلامیات ۱۰۰	اردو ۱۰۰	انگریزی ۱۰۰	ریاضی ۱۰۰	تاریخ و جغرافیہ	کل نمبر حاصل کردہ	کیفیت
۳	شہ عزیز الرحمن	۶۷	۴۷	۳۵	۱۸	۴۲	۲۷۷-۲۷۷	پاس
۴	اشفاق حسین	۵۲	۳۲	۳۰	۲	۱۵	۲۰۵	فیل
۵	سراج الہدی	۶۵	۲۹	۴۵	۲۲	۲۵	۲۱۸	پاس
۶	مطیع اللہ	۳۸	۳۳	غیر حاضر	۲	۲۵	۱۷	
۷	محمد عمر	۳۵	۳۲	۲۵	۲۲	۲۹	۱۷۱	ترقی نہیں ہوگا جب تک کہ حسابات سنا نہ ہوں
۸	نذیر حسین احمد	۵۵	۵۱	۶۵	۱۸	۱۲	۲۳۵-۲۳۵	دوم
تثاویف اول								
۹	مرزا محمود احمد بیگ	۵۷	۳۸	۴۳	۴۹	۳۱	۲۸۳-۲۸۳	پاس
۱۰	محمد حسین دہوی	۵۰	۳۱	۳۲	۷	۱۵	۲۸ ۱/۲	فیل
۱۱	محمد سعید	۵۳	۳۲	۳۱	۳۸	۲۳	۲۵۵	پاس
۱۲	ذوالفقار علی	غیر حاضر	۰	۰	۰	۰	۰	
۱۳	اسمیں حاجی یوسف	۰	۰	۶۹	۰	۳۵	۳۰ ۱/۲	
۱۴	یوسف احمد ملّا	۰	۰	۶۱	۰	۳۲	۲۵	

ابتدائی قسٹم

ردیف	نام طالب علم	اساتذہ	ادارہ	انگریزی	فارسی	عربی و اسلامیات	ذرائع	بخاری	مکمل نمبر حاصل کردہ	کمیٹی
۱۵	غزالیہ الدین	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۹۸	ترقی نہیں دی جائیگی جب تک حساب صاف نہ ہو۔
۱۶	غیر احمد	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۵۶	مشروط ترقی۔
۱۷	سایدی	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۳۴	مشروط ترقی۔
۱۸	محمد صادق	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۸۶	مشروط ترقی۔
۱۹	نور الدین	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۲۶	ترقی نہیں دی جائیگی جب تک حساب صاف نہ ہو۔
۲۰	سودا خیر	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۳۳۴	ترقی نہیں دی جائے گی جب تک حساب صاف نہ ہو۔
۲۱	غزالیہ الحق	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۹۸-دوم	پاس
۲۲	محمد صیب	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۳۰۷-اول	"
۲۳	بنی احمد	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۱۹	"
۲۴	محمد اسلمی	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۵۶	"
۲۵	معین الدین	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۲۵	حساب صاف ہونا چاہیے۔
۲۶	مرتضیٰ کریم	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۱۵	"
۲۷	حسن صدی	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۱۶	"
۲۸	شاہ میر خان	غیر حاضر	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۱۳	ترقی نہیں دی جائیگی جب تک کہ عربی میں کامیاب نہ ہوں۔
۲۹	محمد قیس جعفری	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۰۰	پاس
۳۰	عین الدین	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۵۶	ترقی نہیں دی جائے گی جب تک حساب صاف نہ ہو۔
۳۱	سید ادریس	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۹۶	پاس
۳۲	ضیاء الحق	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۳۰۷-دوم	"
۳۳	عبدالمجید	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۰۱	"
۳۴	کبیر اللہ	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۲۸	"
۳۵	ممتاز احمد	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۲۵	"
۳۶	فتح را احمد	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲۲۵	"
۳۷	محمد اسلمی	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۳۰۷	فیل
۳۸	رضوان الحق	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱۱۳	حساب صاف ہونا چاہیے۔

ابتدائی و ختم

ردیف	نام طالب علم	اساتات	ادب	تجزی	دینی	پنج روزہ یا سہ ماہی	درجہ	تجاری	کل فراصل کردہ	کیفیت
۳۹	نور الدین	۱	۱	۲۱	۱	۰	۴	۱۱	۲۳۸	پاس
۴۰	شاکر علی	۱	۵	۷	۱	۰	۶	۷	۲۱۸	"
۴۱	گرامت علی	۱	۳	۱۵	۱۱	۰	۹	۵	۲۶۹	"
۴۲	محمد واحد	۳	۷	۲۱	غیر حاضر	غیر حاضر	۱۱	۱۱	۱۶۳	تمام مضامین دوبارہ امتحان ہوگا۔
۴۳	مجتبیٰ کریم	۵	۱۱	۱	۵	۰	۱۵	۳	۲۶۷	پاس
۴۴	احمد عابدی یوسف	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰		
۴۵	یوسف احمد ملا	۰	۰	۱۱	۰	۰	۰	۰		
۴۶	عبدالحق	۶۵	۵	۷	۶	۱۸	غیر حاضر	۳۴	۳۵۹-اول	پاس
۴۷	سرتاج دلی	۵۰	۵۸	۱	۷	۶۶	۵۴	۲۸	۳۶۸	پاس
۴۸	رضی الحق	۸۰	۶	۱۰	۱۸	۱۱	۳۵	۳۹	۳۴۳	"
۴۹	منظور الحق	۶۰	۶۱	۷	۱۸	۲۲	۲۸	۱۵	۳۵۳	"
۵۰	محمد ابراہیم	۶۳	۶۱	۱۰	۲۲	۲۲	۵۵	۳۹	۳۴۳	ترقی نہیں دی جائیگی جب تک حساب صاف نہ ہو۔
۵۱	عبدالرحمن	۶۶	۶۰	۳۷	۳۶	۵۰	۳۴	۵۵	۳۶۸	پاس
۵۲	مصطفیٰ حسین	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	-		فیل
۵۳	ابوالحسن	۳۳	۱۳	۱	۱۱	۱۱	۱۱	۲۰	۲۰۶	پاس
۵۴	محمد احمد	۲۰	۲۰	۱۱	۱۱	۱۶	۵۰	۵۱	۲۹۰	"
۵۵	سلیم الدین	۸۲	۸۲	۱۱	۱۱	۱۱	۲۷	۲۲	۳۵۷	"
۵۶	ابوالبرکات	۵۶	۹۴	۵۴	۸۰	۶۴	۶۲	۶۳	۳۷۵-اول	"
۵۷	محمد امین	۶۴	۸۲	۶۰	۳۷	۸۰	۵۱	۵۰	۳۴۹-دوم	"
۵۸	مرزوق حسین	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	غیر حاضر	۰		حساب صاف ہونا چاہئے۔
۵۹	ریاض الحق	۳۶	۶۱	۱۵	۲۴	۶۰	۲۹	۲۲	۲۹۷	پاس
۶۰	شوکت علی	غیر حاضر	۲۲	۱۷	۶۰	۵۶	۵۲	۲۵	۲۳۴	"
۶۱	ماشاء اللہ	۶۰	۳۸	۵	۷	۳۰	۳۸	۷	۲۳۶	حساب صاف ہونا چاہئے۔
۶۲	محفوظ رفیع	۳۴	۳۱	۱۰	۲۰	۳۶	۳۶	۱۱	۱۸۰	فیل

ابتدائی ہیام

[illegible]

نمبر	نام طالب علم	پہلا نمبر	دوسرا نمبر	تیسرا نمبر	کل نمبر حاصل کردہ	تفصیل
۱۰۸	فرادین	۶۰	۵۴	۶۴	۲۳۸	پس
۱۰۹	محمد براہیم	۶۶	۵۲	۶۰	۲۶۸	ش
۱۱۰	فضل الرحمن	۹۰	۱۴	۸۰	۲۸۴	ش
					مکتب:-	
۱۱۱	منہاج حق	۶۰	۶۰	۶۴	۲۶۴ - اول	ش
۱۱۲	تمنا زالدین	۵۰	۶۲	۳۰	۱۹۲	ش
۱۱۳	محمد سلیم	۶۰	۸۸	۶۸	۲۵۶ - دوم	ش
۱۱۴	علی محمد	۴۸	۶۴	۶۶	۲۳۶	ش
۱۱۵	محمد عارف	۵۲	۴۴	۶۴	۲۴۸	ش
۱۱۶	عبدالرحمن	۶۰	۳۲	۶۴	۱۶۶	ش

سرکار کا دربار امام عصر حضرت مولانا ابوالکلام غزالی کے لئے

تنہیم اور امام غزالی کے لئے ضرورت تھی کہ آسان اور صاف زبان میں آنحضرت و علی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و اکابر اسلام کی سیرت پر چھوٹے چھوٹے رسائل ۱۰۰ سیدھے اور صحت کے ساتھ لکھے جاتے۔ سرکار کا دربار کے نام سے مولوی احمد الیاس صاحب پبلی نے جو سالہ کتابت اور جامعہ ملیہ نے شائع کیا ہے میں خیال کرتا ہوں، وہ اس غرض کے لئے مفید رہا۔ اسے جامعہ ملیہ نے اپنی ابتداء کی تنہیم کے نصاب میں اسے داخل کر لیا ہے میں دوسرے مدارس اسلامی کے منتظمین کو بھی مشورہ دوں گا کہ وہ اسے تنہیم کے منتخب کریں۔

”ابوالکلام“

کتابت بہترین، طباعت پاکیزہ - حرم کعبہ مدینہ اور بیت المقدس کے تین ہاٹ ٹون فوڈز، سرورق رنگین نہایت خوبصورت و دیدہ زیب جس پر دوزخہ پاک کا نقشہ بھی دیا گیا ہے۔ حجم ۱۵ صفحات اور قیمت صرف ایک روپیہ (۱۰)

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ جامعہ ملیہ قریب لہناں دہلی

لڑکے لڑکیوں، عورتوں اور عام مطالعہ کیلئے

ہمارے رسول

ہمارے نبی

مولانا خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی دورِ حاضر کے مشہور معرفت مفسر قرآن ہیں آپ نے ہماری درخواست پر یہ مفید رسالہ بچوں کے لئے سیرۃ یک پاک پر اس انداز میں لکھا ہے کہ بچوں کے علاوہ بڑوں کے دل میں بھی اتباع سنت کا جذبہ صادق پیدا ہو جاتا ہے۔ زبان آسان و صاف ہے۔ چھپائی وغیرہ اعلیٰ اور فائدہ کتبہ کا نوٹ۔ قیمت آٹھ آنے۔

پروفیسر سید نواب علی ایم۔ اے۔ پرنسپل مبادین کالج ہونا گڑھ نے بچوں کے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پاک کہانیوں کے انداز میں لکھے ہیں یہ کتاب بہت مقبول ہوئی، اس کے پڑھنے سے بچوں کے دماغ میں سیرۃ پاک کا خاکہ قائم ہو جاتا ہے۔ زبان نہایت آسان ہے۔ چھپائی وغیرہ اعلیٰ قیمت آٹھ آنے کے بجائے اب چار آنے ہے۔

سرکار کا دربار

امام عصر حضرت مولانا ابوالکلام دہلوی
راے

تعلیم اور عام مطالعہ کے لئے ضرورت تھی کہ آسان اور صاف زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و اکابر اسلام کی سیرت پر چھوٹے چھوٹے رسالے سلیقہ اور صحت کے ساتھ لکھے جاتے سرکار کا دربار کے نام سے مولوی احمد انیس صاحب مجبی نے جو رسالہ لکھا ہے اور جامعہ ملیہ نے شائع کیا ہے میں خیال کرتا ہوں، وہ اس غرض کے لئے مفید رسالہ ہے، جامعہ ملیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم کے نصاب میں اسے داخل کر لیا ہے میں دوسرے مدارس اسلامی کے تشکیلات کو بھی مشورہ دوں گا کہ وہ اسے تعلیم کے لئے منتخب کر لیں۔

”ابوالکلام“

کتاب بہترین، لطافت پاکیزہ۔ حرم کعبہ، حرم مدینہ اور بیت المقدس کے تین باغات و نولوں، سرودق رنگین نہایت خوبصورت رویدہ زیب جس پر رونق پاک نقشہ بھی دیا گیا ہے۔ حجم ۱۵ صفحات اور قیمت صرف ۵۰

نوٹ :- یہ کتابیں باجاً داخل نصاب ہیں اور پوری ہیں۔

میجر مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قزوین دہلی

محکم خانیہ شیخ اکبر صاحب نیراتھم سید عابد حسین صاحب ریٹائرڈ مبشر جامعہ مدینہ دہلی میں میجر و نثریام تعلیم سے شائع ہوا۔

اردو کی منتخب کتابیں

سیر المصنفین

ابو موسیٰ محمد یحییٰ صاحب تہذیب غازی آباد ادب اردو میں یہ بکس پہلی اور قابل قدر کتاب ہے ابتدا سے اردو ناولوں اور مصنفین کا ایک دلچسپ تذکرہ ہے جو بڑی محنت و کاوش اور خوش ترتیبی اور سلیقہ سے لکھا گیا ہے۔ حالات کے ساتھ ہی اردو زبان کے مختلف زمانوں اور دوروں کی تبدیلیاں اور ترقیوں کا بھی دل چاہے انداز میں ذکر ہے۔ مصنفوں کی تحریروں کے نمونے کتاب کی دل چاہی چھادیتے ہیں۔ یہ کتاب داخل لغت ہونے کے قابل ہے۔ جس طرح آبِ حیات اردو شاعری کی تاریخ ہے۔ یہ اردو شاعری کی سیر گذشت ہے۔ قیمت نصف

اول دور ہے۔ نصف دوم ہے

ہماری شاعری ابو موسیٰ سید محمد حسن صاحب رنجی ادیب ایم اے پروفیسر کھنوپور میٹری کا و مشہور محقق جو عام طور پر بہت مقبول و مشہور ہوا۔ اب چند اضافوں کے کتابی صورت میں چھپا ہے پوری کتاب بڑے اہتمام و وسیع زبانی کا ساتھ دو رنگوں میں چھاپی گئی ہے اردو شاعری پر یہ ایک مبسوط و مفصل تصنیف ہے اور قابل دید۔ ۲۰۰ صفحات کپڑے کی خوش نما جلد قیمت نصف

ایشانی شاعری ابو موسیٰ سید محمد علی صاحب اشہری کی یہ وہ مکررہ الایہ مصنفین ہے جو مسلم لیگ کو ادب میں کوشش کا شوق رکھنے کے سلسلہ شعبہ ملی کی ایک قابل قدر کوشش ہے۔ اردو شاعری پر ایک اچھی کتاب ہے۔ جس میں بڑی نفیس زبان استعمال کی گئی ہے اور بڑی خوبی اور کارآمد باتوں کا ذکر ہے۔ شاعری پر بہت خوب چیز ہے ۲۰۰ صفحات ۱۱۳-۱۱۴ قیمت صرف صر

مختصر خیال

سیاحی انصاری مرحوم دکنی بادہ بکلی کے چند بزرگ نویس ادبی و اصلاحی مضامین کا مجموعہ ناولوں جو بہت زیادہ قابل سوچا تھا۔ اب چند کتابیں باقی ہیں۔ چونکہ اس مرحوم کی جو عمر کی یادگار کے طور پر شائع ہو رہی تھیں اس لئے بڑے اہتمام اور نفاست سے چھاپے اور جلد پر نسخے حرف میں نام تحریر ہے۔ سب دور جو خوش نگر خوش نگار ادیب تھے۔ ان کے مضامین میں خاص قدرت و ادبیت اور کلام میں خاص کیف و جذبہ خیالی اور جذبہ نگارش کی ہوتی ہے۔ انہیں کھنوپور صاحب مدظلہ غول اور نظموں کا ہے۔ قیمت دور و پے آٹھ لائے۔

تمائے دید

اخلاق، تمدن اور معاشرت پر بے حد دل کش انداز اور دلچسپ نقطہ کے پیرا میں بیض ضروری مسائل زندگی۔ از جناب سیاحی دمرزا بیگ مرحوم۔ ۱۰۰ صفحات قیمت صرف ۱۰۰

ریخ و راحت

جناب آفتاب عمر صاحب برادر مشرف عمر نے یہ ناول پوری کامیابی کے ساتھ لکھا ہے۔ فطرت صاحب کی کتاب میں درجہ مقبول ہوئیں سب جانتے ہیں لیکن اگر آپ اس کتاب کو پڑھیں گے تو کسی طرح کم نہ پائیں گے۔ اس میں غزل کی تباہی عام انتشار۔ مضطرب زندگی کا ہر پہلو نقشہ ہے۔ ایک درد انگیز کہانی ہے۔ ایک ہندوستانی لیلی اور انکی مٹی کے شہر کا ذکر ہے۔ غرض یہ کتاب ناول بھی ہے اور عبرت کا بہترین نمونہ مرثیہ جی۔ قیمت صرف ۱۰۰

جور فلک

مشہور و معروف انگریزی ناول ایٹ لین کا دلکش مجلس اردو ترجمہ۔ از پروفیسر انعام اللہ خاں علی گڑھ۔ تین حصوں میں مجموعی تعداد صفحات ۱۲۶۶ نفیس طباعت قیمت صرف ۱۰۰

منیجر مکتبہ جامعہ ملیہ قرویلہ دہلی

یلفون نمبر ۲۵۱۹

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا

نرخ نامہ چندہ

سالانہ عمار

ششماہی عمر

فی پرچہ ۱۔

ایڈیٹر :-



تہذیب اسلامیہ

سید انصاری بنی اس (جامعہ)

رجسٹرڈ سال ۱۹۶۱

پندرہ روزہ تعلیمی رسالہ

نرخ نامہ اسشتمار

فی صفحہ ۱۰

نصف صفحہ ۵۔

چوتھائی صفحہ ۳۔

نمبر

۲۱ جون ۱۹۶۲ء

جلد

دو منفید کتابیں

قیامت کے حالات
اگر آپ قیامت کے متعلق مفصل حالات - کتاب -
ثواب - جنت - دوزخ - بل صراط - ایمان - کتاب -
کی کیفیت دیکھنا چاہتے ہیں تو کتاب طی الفرائض اور دوزبان کی ایک بڑی کتاب منظر
دیکھئے - کاغذ چھاپائی بہت عمدی ہے لیکن صاف واضح - قیمت صرف ۳۔
کلمات وفا
نیچے لکھ کر سر دفتر خیراں افضل اشتر اناج بولوی گیم بلا ہادی خاں
صاحب دنا مرحوم راہپوری حسین اردو ناز سی کلام کا کل مجموعہ
یعنی قصائد و غزلیات و رباعیات وغیرہ درج ہیں حضرت وفا کا کلام پڑھنے سے تعین
رکھتا ہے اور صرف مکتبہ جامعہ سے مل سکتا ہے - قیمت صرف ۲۔

مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی

فہرست مضامین

- ۱۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟
 - ۲۔ بچوں کی جسمانی نشو و نما
 - ۳۔ زلفہ تعلیم
 - ۴۔ گوانف جامعہ
 - ۵۔ اسلام
 - ۶۔ ریڈیم کیا ہے؟
 - ۷۔ غیاث الدین بلبن
 - ۸۔ گلشن اسٹریٹیم
 - ۹۔ ہمارے نوجوانوں کی نظر
 - ۱۰۔ بوسنے کی دعا
 - ۱۱۔ انجمنی مٹا
 - ۱۲۔ اشتہارات
- ۲۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب
- ۳۔ عبدالواحد صاحب
- ۴۔ "گوانف ہنگار"
- ۵۔ مولوی فتح محمد صاحب
- ۶۔ ممتاز رفیع بیگم صاحبہ
- ۷۔ سید انصاری
- ۸۔ باسط علی صاحب فرخ آبادی
- ۹۔ ارگندہ اخلاق
- ۱۰۔ سید نصیر احمد صاحب
- ۱۱۔ "
- ۱۲۔ ۱۹۶۱ء

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

ممالک غیر

افغانستان میں پارلیمنٹ کے انتخاب ختم ہو گئے ہیں۔ اس سال مزدوروں کی جاعت کو فتح حاصل ہوئی ہے اور مسٹر رام نے میکڈالڈ وزیراعظم مقرر ہوئے ہیں نئی وزارت میں مشر بنجود کو ہندوستان کے سکرٹری آف اسٹیٹ کا عہدہ ملا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے محکمہ سیاسی کے حکام کا خیال ہے کہ افغانستان کی بدنامی کے باعث پچھلے تہہ کو وہاں کا بادشاہ تسلیم کرنا غیر ممکن ہے۔

حال ہی میں بچہ مقتول اپنے چار جرنل ملائشور باڈار کی سرکردگی میں جرنل نادر خان کی خدمت میں بھیجے اور ان سے درخواست کی کہ وہ بادشاہ کا انتخاب کرنے کے لئے ایک قومی جرگہ میں شامل ہوں لیکن جرنل موصوف نے اس دعوت کو نامنظور کر دیا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ تمام افغان قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ایسے جرگہ میں شمولیت کی دعوت تمام افغانی قبائل کی طرف سے ہونی چاہیئے۔

مسٹر کابلی پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے فن طیارہ میں بڑی مہارت حاصل کی ہے اب وہ اپنے ہوائی جہاز پر شیکر ہندوستان آرہے ہیں

چین کی ایک اطلاع منظر ہے کہ روسیوں نے منگو لیا پر حملہ کر دیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ روسی سفارت خانے پر حکومت چین نے دست دراندازی کی تھی۔ اس کے جواب میں حکومت روس نے بھی چینی سفارت خانہ کو زیر حراست کر لیا ہے۔



ہندوستان

سردار بھگت سنگھ اور بی۔ کے۔ وٹ پنکا اسمبلی میں ہم بیٹھنے کے سلسلہ میں مقدمہ میں رہا تھا اس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ جج نے دونوں ملزمان کو مجرم قرار دیتے ہوئے کالے پانی کی سزا دی۔

مقدمہ سازش میر پور کی سماعت ۱۲ جون سے شروع ہو گئی جو معلوم ہوا ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ کمپن چارمنوں میں ہوگا اور کوئی پانچویں گواہ پیش کئے جائیں گے۔

دریائے گوتمی میں زبردست طغیانی لگی تھی جواب کم ہو رہی ہے۔ اس طغیانی کی وجہ سے فصلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

مرکزی بینکنگ انکوائری کمیٹی کی ہینٹ ترکیبی کا اعلان غنقرپ کیا جائے گا۔ جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے اس کمیٹی کے صدر سری این مسترا اور نائب صدر سر پرشوتم داس تھا کر داس مقرر ہوئے ہیں۔

تمام سرکاری بلوں کی آمدنی اس سال ۲۸ ستمبر تک ۱۱ لاکھ ہوئی جو سال سابق کے اسی عرصہ سے بقدر ایک کروڑ ۲۳ لاکھ اور سال ۱۹۷۴ء کے اسی عرصہ سے بقدر ۴۰ لاکھ کم ہے۔

بنگال کونسل کے انتخاب میں کانگریس کو زبردست کامیابی ہو رہی ہے۔

ڈولمزئی اور موہن باگن کے ہمیں جو بد مرگی پیدا ہو گئی تھی اور جسکی وجہ سے تمام ہندو نہیں لیگ سے پیچھے ہو گئی تھیں اب ان میں اور لیگ کی کمیٹی میں ایک چھابھوٹہ ہو گیا ہے اور لیگ پھر شروع ہو گئے ہیں۔

اور دل پر اثر کرتا ہے۔ خصوصاً جس زمانے میں بچوں میں کسی حصّہ جسم کی نشوونما تیزی سے ہو رہی ہو۔

یہ تو اکثر لوگوں کو معلوم ہوگا بچوں کی بڑھوتری میں بعض زمانوں میں تیزی ہو جاتی ہے بعض زمانوں میں سستی۔ تیزی کے زمانہ کھنڈ، ”کے زمانے اور سست نشوونما وائے زمانے ”بھڑاؤ“ کے زمانے کھلتے ہیں۔ بھڑاؤ کا پہلا زمانہ ۲ سے ۴ سال کی عمر کا ہے۔ پہلا کھنڈ ۴ سے ۷ سال کی عمر تک۔ ۷ سے ۱۰ سال کی عمر تک رہتا ہے اور ۱۰ سے ۱۴ سال تک ”کھنڈ“ کا دوسرا زمانہ آتا ہے۔ اس دوسرے زمانے میں لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ بڑھتی ہیں۔ لیکن ۱۴ سال کے بعد لڑکے اس کی کو پورا کر لیتے ہیں۔ کچھ اڑکے زمانوں میں بچوں اور لڑکوں کی عمریں کو جیسے پر مجموعہ کرنا بہت مضرب ہے۔

ہندوستان کی علماء کی متحدہ آواز

اگر آپ کلک اور مذہبی مسکن ہیں ہندوستان کے علماء کی متفقہ رائے سنیں گے کہ اگر آپ جانتے ہیں تو مجھے بتائیں کہ انجیل کا آغاز کب ہوا ہے جس کا نام ”انجیل“ ہے اور جو ہندوستان کی کتب سے بڑی مذہبی جماعت

مجیدہ علماء ہند کا واحد ترجمان

ہے۔ یہ انجیل ہی سے نفقہ میں دو بار نکلتا ہے اور تمام مسکنی مذہب پر اثر کیا ہے۔ یہ نہایت متانت و فقیہی سے بحث کرتا ہے اس انجیل کا حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر مجیدہ علماء ہند اور جناب مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم مجیدہ علماء ہند کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے۔ قیمت مسلمانوں پر صرف چھ روپے، موزیہ طلبہ کو مفت بھیجا جاتا ہے۔ غیر انجیل جمعیت بازار پٹیا ملان دہلی سے طلبہ کیجئے۔

نی فرسٹ

شائع ہو گئی ہے جو علم و دوست اصحاب کو صرف ایک کارڈ دیکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ کو اردو کی بہترین کتابوں کا انتخاب کرنا چاہو تو فوراً ہماری نی فرسٹ طلب فرمائیے۔
میجر کتب خانہ جامعہ دہلی

معلم کے لئے یہ ان تغیرات کا ساتھ دینا اور ان سے مفید نتائج نکالنا ہوتا ہے۔ یہ جانا بھی ضروری ہے کہ مختلف دورانِ تفریق میں مختلف اعضاء کس طرح بدلتے ہیں۔ مثلاً آنکھ بچپن کے پہلے دو تین سال میں ہی اپنی پوری بڑائی کی پہ پہنکتی ہے اور ساتویں برس کے ختم ہوتے تو اس کا پڑھنا ختم ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن آنکھ کے ساتھ جوا عصاب ہیں ان کی تکمیل کہیں سن بلوغ پر نہیں ہو سکتی ہوتی ہے۔ صحیح طور پر دیکھنے کے لئے ان اعضاء کا مکمل نشوونما اور انکھ کے پٹھوں اور ان کے اعضاء کا پوری طرح مستعد ہونا ضروری ہے۔ ۱۰ سے ۱۲ بجے سے یہ توقع غلط ہے کہ وہ محنت کے ساتھ سے دیکھا ہی دیکھے جیسے کہ لڑا۔ عہدوں میں اور مدرسوں میں اس کی طرف اکثر کم توجہ کی جاتی ہے اور بچوں کی نظر کو مستقل نقصان پہنچ جاتا ہے۔

بدانٹش کے وقت ہاتھ اور پاؤں بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہاتھ تو علم کے سہرے اور چھ سال کے درمیان بہت بڑھتے ہیں اسی بڑھوتری کی تباہی کے لئے بچہ ان دونوں میں ہاتھوں سے بہت کام کرتا ہے۔ ہر چیز کو ہاتھ سے لیتا ہے، چھو لیتا ہے، پاؤں خوب بڑھتے ہیں اس عمر میں ہاتھوں کا استعمال بچوں میں کم ہو جاتا ہے اور بچہ سروں سے بہت کام لینے لگتا ہے، اچھلتا، کودتا، دوڑتا اس زمانے کے خاص اشتغال ہیں۔

بچہ کے جسم کے ٹھپے بھی بہت تیزی سے بڑھتے ہیں۔ جوان آدمی کا پورا وزن بچہ سے ۲۰ گنا ہوتا ہے۔ لیکن جوان کے پٹھوں کا وزن بچہ سے ۷۰ گنا ہوتا ہے۔ یہ بڑھوتری مختلف اوقات میں ہوتی ہے اور عموماً جسم کے ان حصوں میں جن سے عمر کے مختلف اوقات میں زیادہ کام لیا جاتا ہے، بچہ کے پٹھوں میں پانی زیادہ ہوتا ہے۔ بدن میں نہرے مادے جلد پیدا ہوتے ہیں اور جلد دن ہو جاتے ہیں۔ اگر بچہ کو اچھی طرح سانس لینے کا موقع نہ ملے یا تنگ زیادہ جائے تو یہ نہرے مادے دفع نہیں ہوتے۔ مدرسہ میں بچوں کو مارا کر بٹھانا اور کتا بے سر مٹانے نہ دینا اس وجہ سے زیادہ مضرب ہے کہ کتاب پر توجہ کے وقت سانس کا آنا جانا سست ہو جاتا ہے اور بچہ میٹھے میٹھے تنگ جاتا ہے۔ خون کی مصافی نہ ہونے سے بچوں میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً دوسرے بحیرہ بھوٹا، جھوک، ننگنا، بقیں، دقیرہ گھٹوں چھوٹے بچوں کو میٹھے پر مجبور کرنا تا کہ وہ جلد جلد بڑھ جائیں دراصل ان کی نشوونما میں رکاوٹ پیدا کرنا ہے۔ دیر تک میٹھے رہنے سے بچوں کے پٹھوں

کوائف جامعہ

گزشتہ سال کی طرح اب کے بھرتالا ب ان طلباء کے جو چند جوہات کی بنا پر تعلیمات میں مکان نہیں چل سکے دل چاہی کام کر رہے۔ روز بروز و خاتم طلباء تیرتے ہیں اور لطف اٹھاتے ہیں۔ جناب شیخ امجاہ صاحب بھی اکثر تشریف لائے ہیں اور باوجود کوشش تیرنے میں اب تک تمام طلباء پیچھے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ اس سال ہندوستان کے مختلف حصوں سے طلباء کے داخلہ کے لئے کثرت سے درخواستیں آ رہی ہیں، امید ہے کہ اب کے گزشتہ سال کی نسبت طلباء کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگا۔

جامعہ کے اکثر حلقوں میں جناب اسٹرکٹر جن صاحب فاروقی کی شادی خانا آبادی کی خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی۔ ہم اہل جامعہ کی طرف سے فاروقی صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

گزشتہ دو مہینوں سے دہلی میں سخت گرمی مڑی تھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ تین چار روز سے موسم نہایت خوشگوار ہو گیا ہے اور کبھی کبھی پانی بھی برسنا ہے۔ چنانچہ پریسوں شام کے وقت پانی بارش ہوئی طلباء نے کبڈی وغیرہ کھیل کر پرانی روایات کو تازہ کیا۔

تعلیمات میں جو طلباء میاں مقیم میں گوان کی تعداد بہت کم ہے لیکن اس وقت تعداد طلبہ کی وجہ سے جامعہ کی دیکسمیوں میں اب بھی کوئی کمی نہیں اور اکثر تقریجی مجالس منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ چند نئے بچے، نوٹو مانیٹر صاحب نے ایک دعوت دی۔ تربوز کے موسم کی وجہ سے اسی کی زیادتی تھی۔ سننے میں آیا ہے کہ عقرب آموں کی ایک زبردست دعوت ہونے والی ہے کیونکہ ہمارے اکثر جامعی اجابا نے آم بھیجے کا وعدہ کیا ہے۔

رفقاہ تعلیم

درس گاہ فن زراعت کا قیام
فانٹا پر ایک وسیع رقبہ محکمہ زراعت نے کلکتہ کے نواح میں بوس نیٹیوٹ کے لئے دیدیا ہے جہاں تحقیق فن زراعت کا درس ہوگا۔

ہندوستان کے سائنس دان کی اسٹریڈم کو رو انگی
سرگودیش بوس اور ان کی اہلیہ بی بی جوتی پرشاد سرکار کے بی بی کی طرف روانہ ہوئے ہیں جہاں وہ اسٹریڈم جائیں گے۔

اسپین میں طلباء پر جبر و تشدد کا دور
شاہ اسپین کے تیمجد کو مہندم کرنے کے الزام میں پولیس نے یونیورسٹی کے طلباء کی ایک معتد بہ جماعت کو گرفتار کر لیا ہے۔

ایک ہندو عورت کی علمی فضیلت
سنسراینا چندی ایم۔ اے مدراس یونیورسٹی کے جدید امتحان بی ایل میں کامیاب ہوئی ہیں۔ ہندوستان میں یہ پہلی عورت ہے جس نے قانونی و گری حاصل کی ہے۔ ایک مشہور زمانہ اخبار کے سینجنگ ایڈیٹر ہو چکی خست سے وہ پہلے بھی مشہور ہیں اب وہ وکالت کا کام شروع کرنے والی ہیں۔

لاطینی حروف کے استعمال کے بعد ترکی میں مشکلات
ترکی اخبارات آج کل بہت مانی خسارہ اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے کہ عربی حروف کو لاطینی حروف نہیں بدل سکتے یہ برائیت ہو کہ بہت سے لوگوں نے اخبارات پڑھنا چھوڑ دیا کیوں کہ اب تک عوام کا بڑا حصہ لاطینی حروف سے نا آشنا ہے اور بہت سے افراد ایسے ہیں جن کو جدید حروف میں تحریر پڑھنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں۔

مذہب

اسلام

(۳)

۱) یہ مضمون مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری کی کتاب الاسلام سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب مسلمان طلباء کے لئے بہت مفید ہے۔ ہم فقیر دنیا کے دوسرے مذاہب پر بھی مفید مضامین پیام تعلیم میں شائع کر کے کام بند و بست کر رہے ہیں (ایڈیٹر)

کوئی شخص جو کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہو اور بچے اس کے درجے کو پہنچ جائے کہ دین کی باتوں کو سمجھ سکے یا کسی دوسرے مذہب کا آدمی دین اسلام میں داخل ہو تو اس کو خدا اور خدا کے تمام پیغمبروں اور خدا کی تمام کتابوں اور فرشتوں اور تقدیر اور روز قیامت اور دوزخ اور بہشت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان چیزوں پر ایمان نہ لانے والا مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

خدا تعالیٰ کے لئے پرایمان لانا جس نے آدمی کے جاے میں ختم لیا ہے اس کو اتنی بات سمجھنی کی بھی شکل نہیں کہ دنیا کے کارخانے کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا اور بنانے والا اور چلانے والا ہے۔ جس طرح دنیا کے کارخانے کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ خدا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس کو ہر طرح قدرت ہے۔ وہ کسی چیز سے غافل دے خبر نہیں اس کی حکمت کی تفہیم نہیں۔ اسی طرح اور بہت صنعتیں میں جنکا دنیا کے عظیم انسان کارخانہ کے پیدا کرنے والے اور غائبانے والے میں جو ماضی ہے

پیغمبروں پر ایمان لانا خدا نے بننے پیغمبر بھیجے ہیں سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ محاورے میں تو اسی طرح بولا جاتا ہے کہ خدا نے پیغمبر بھیجے ہیں مگر اس کے معنی نہیں ہوتے کہ وہ آسمان پر سے بھیجے گئے ہیں یا کسی دوسرے ملک سے ان کو ایلی کر کے بھیجا گیا ہے۔ پیغمبر اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو وہ باتیں بتائے جو خدا نے اس کو بتائی ہوں۔ پیغمبروں کے بھیجے سے خدا کا یہ مقصود تھا کہ دنیا میں خدا کی توحید قائم ہو اور نیکی پھیلے۔ اسی واسطے جس قوم اور جس ملک میں مشرک اور کفر اور بت پرستی اور فساد کی باتیں ہونے لگیں

ان کو سمجھانے کو خدا نے پیغمبر بھیج دیے۔

خدا کی کتابوں پر ایمان لانا جو کتابیں خدا نے اپنے پیغمبروں پر نازل کی ہیں جن کا جانب استدلال ہونے کا یقین کرنا بھی ضروری ہے۔ یعنی اس بات پر ایمان لانا کہ جبرح دوسرے مصنف اپنے دل سے بنا بنا کر کتابیں تصنیف کیا کرتے ہیں اس کتاب میں پیغمبروں نے اپنے دل سے نہیں بنائیں۔ بلکہ ان کا آثار نے والا خدا ہے علام ہے اور وہ سب اسی کا کلام ہے پیغمبر ان کتابوں کو پڑھ کر سنا دینے والے ہیں اور بس۔ چار تو مشہور کتابیں ہیں جو چار رسولوں پر آئیں۔ زبور حضرت داؤد پر۔ تورات حضرت موسیٰ پر۔ انجیل حضرت عیسیٰ پر۔ قرآن ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ پر۔ ان کے علاوہ اور صحیفے بھی دوسرے پیغمبروں پر نازل ہوئے۔ یہ بات نہیں کہ خدا نے ان کتابوں کو اپنے دست قدرت سے لکھ کر یا فرشتوں سے لکھوا کر ایک ہی دفعہ پیغمبروں کے حوالے کر دیا۔ بلکہ جن جن اوقات میں خلاصت سمجھنا تھا تھوڑی تھوڑی آیتیں نازل فرماتا تھا۔ جب اس قدر احکام جو خدا کے نزدیک اترنے ضروری ہوتے تھے اتر چکے تھے تو وہ ایک مکمل کتاب ہو جاتی تھی۔

فرشتوں پر ایمان لانا فرشتے اس شکل و صورت کی مخلوق نہیں جیسے انسان۔ بلکہ وہ اور قسم کے ہیں۔ ان کی پیدائش فوسے ہے جیسے آدمی کی خاک سے یا شیطان اور جنات کی آگ سے۔ یہ بڑے نیک ہوتے ہیں خدا کے حکم سے کبھی انحراف نہیں کرتے۔

مشہور فرشتے چار ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل۔ عزرائیل۔ اسرافیل۔ جبرائیل انبیا کے پاس خدا کے پیغام و احکام لایا کرتے تھے۔ میکائیل کو بندہ کے زدن پہنچانے کا اہتمام سید ہے۔ عزرائیل لوگوں کی رو میں قبض کرتے ہیں۔ اسرافیل قیامت کے دن ہل بجائیگا جس کی آواز سے تمام لوگ زمین میں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ (ایضاً آئندہ)

سلطان غیاث الدین بلبن

علاقوں سے آتے دن ٹورنٹوں اور لٹاؤوں کی خبریں آتی رہتیں۔ اور ان سب پر طرہ یہ کہ مغلوں کا بھوت ہر وقت سر پر سوار رہتا۔ جہاں اور ملک میں ڈرامی بے مینی اور انتشار ظاہر ہوا اور وہاں سے بھونچال کی طرح آدھ گئے۔ غریب دہلی ان وحشیوں کے خیال سے تھر تھر کاہتی تھی۔ اس وقت بلبن بھیا دور اندیش لائق، جری اور بابرنا خزانہ ہوتا تو سلطنت غلامان کی کشتی کب کی ڈوب چکی ہوتی! وزارت کا یہ زمانہ بلبن کے لئے اس امر کی ناقابل انکار دلیل تھی کہ ناصر الدین کے بعد تاج و تخت کا مالک اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ۶۵۷ھ میں جب بلبن، سلطان غیاث الدین کے لقب سے تخت حکومت پر بیٹھا ہے تو کسی نے چون تک نہیں کی۔ اپنی وزارت کے زمانہ میں ہر خندق کہ وہ سیاہ و سفید کا مالک تھا لیکن سلطنت کے اندر وہ امن و استحکام پیدا کر سکا جو وہ چاہتا تھا اور اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب غسان حکومت پورے طور سے اپنے ہاتھ میں ہو۔ اس نے سب سے پہلے اپنے دونوں بیٹوں کو بایہ تخت سے جدا کر کے دو بڑی جاگیروں پر بھیجا تاکہ سلطنت کے لئے معیار اور کارآمد ہوں۔ بڑے بیٹے محمد سلطان کو جو نہایت لائق اور باادب ہوئے کے علاوہ اہل علم و فضل کا دل سے قدردان تھا، امور ہانڈاری کے متعلق کچھ باتیں دیکھ کر مٹان بھیجا تاکہ مغلوں کے سیلاب کے لئے بند کا کام دے۔ چھوٹے بیٹے عزیز خان کو چودڑا کمین اور عیش پسند تھا، اخلاقی پند و نصائح کے ساتھ سامانہ کی جاگیر پر روانہ کیا۔ دربار کے دوسرے امرا اور افسران کے لئے اس نے خفیہ پولیس کا محکمہ قائم کیا تاکہ ان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی اور مخفی سے مخفی حرکت کا ہر وقت پتہ چلتا رہے۔

(باقی آئندہ)



سلطان آتش کے چالیں غلام تھے جو سب کے سب خدمت شاہی پر مامور تھے لیکن بلبن ان سب میں سب سے زیادہ ہونا اور لائق تھا۔ آتش کے مرنے کے بعد جب سلطنت اس کے جانشینوں کے زمانہ میں بہت کمزور ہو گئی تو خود اسے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی اور کئی سال تک نہایت فوجی اور قابلیت کے ساتھ دہلی کے تخت پر حکومت کرتا رہا۔

بلبن اصل میں وسط ایشیا کے الہی نامی ایک ترک قبیلے سے تھا۔ اور اواس عمر میں وہ اور غلاموں کے ساتھ نپڑاؤ گیا لیکن قسمت وہاں سے اسے گجرات کھینچ لائی جہاں خواجہ جلال الدین بھری ایک شخص نے اسے لیا اور لیکر دربار شاہی میں لائے گئے منہ مانگے دام میں گئے۔ سلطان آتش کا زمانہ تھا۔ بلبن پر نظر پڑے ہی بادشاہ نے اسے خرید لیا اور خاص اپنے حضور میں رکھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بلبن کے جوہر کھل گئے اور وہ روز بروز بادشاہ کی نظروں میں گلہ پانے لگا۔

بلبن کی یہ مقبولیت اس کے آقا آتش ہی تک محدود نہ رہی تھی بلکہ وہ اس کے بعد اس کے جانشینوں کے زمانہ میں بھی روز افزوں کرتی کرتا رہا سلطان رفیع کے وقت میں خاصہ دار سے امیر متکار ہو گیا۔ معز الدین کے زمانہ میں امیر آخوند کے عہدہ پر مامور ہوا اور بادشاہ کی طرف سے دیلے راوی کے کمانڈر ایک بہت بڑی جاگیر عطا ہوئی۔ سلطان ناصر الدین کے عہد میں انغخاں، یاخان، اعظم، کے لقب سے وزارت کے عہدہ پر فائز ہوا اور سچ و چھو تو اس تمام زمانہ وزارت میں حکومت کی اصل باگ بلبن ہی کے ہاتھ میں تھی۔

ناصر الدین ایک نہایت متقی، پرہیزگار، سیدھا سادہ، نیک مزاج بادشاہ تھا۔ وہ بجز سلطنت اور سب کام کے لئے عموماً ہوسکتا تھا۔ اس کی کمزوری کی وجہ سے اس کی تمام مدت حکومت میں ہر طرف فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا۔ یقین ہی کی تدبیر مکی اور قابلیت و شجاعت تھی جو تمام سرکش اور باغی زیرِ محضے اور ملک عام بامنی اور فساد سے محفوظ رہا۔ ایک طرف ناصر الدین کے امرا بایم خفیہ سازشوں اور پردہ ساز باز میں مصروف رہتے، دوسری طرف مغفور

گلف اسٹریم

وہ بھی زیادہ تر کبرہ کی صورت میں۔ سال کے باقی حصہ میں کاشتکار کھیت تیار کرتے ہیں فصلیں کاٹتے ہیں۔ کارخانے والے بخوبی کام کرتے ہیں۔

میاں سے گلف اسٹریم بحرِ شمالی میں ہوتا ہوا ساحلِ ناروے کے تھوڑی بہت سے ساحل اور اس ساحل پر بھی خوب خیز اثر ڈالتا ہے۔ ناروے اور سوڈن نظر اترے ہوئے ملک ہیں صرف ایک پارا اسکینڈینیویا درمیان میں حائل ہے۔ صرف اس پارا کی وجہ سے یہ دو ملک تصور کئے جاتے ہیں ساحلِ ناروے سے گلف اسٹریم نکلتا ہے اور یہاں اپنا پورا اثر ڈالتا ہے لیکن پارا کی وجہ سے سوڈن تک اس کا اثر بالکل ضائع ہو جاتا ہے اور روس کی طرف سے وہاں سرد ہوائیں آتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ناروے گرم اور تر رہتا ہے لیکن بدست سوڈن سرد اور خشک رہتا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ گلف اسٹریم نے ناروے اور سوڈن کی آب و ہوا میں اس قدر الٹا فرق پیدا کر دیا۔

ساحلِ ناروے کے بعد بحرِ شمالی شروع ہوتا ہے۔ اس میں داخل ہو کر گلف اسٹریم میں ایک زبردست تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس کی رفتار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس کی گرمی بھی کچھ سردی سے تبدیل ہونے لگتی ہے لیکن اتنی نہیں کہ وہاں سے ایک سو درجہ گھٹانے کے قابل ہو جائے۔ یہ طیارا ایشیا کے شمالی ساحل کے تھوڑی بہت خاص شے ہے جہاں اس حصہ میں اس کی خصوصیات اتنی تبدیل ہو جاتی ہیں کہ کوئی شخص اسکو گلف کے نام سے نہیں پکارتا ہے۔ بلکہ یہ ایک گناہ طیارہ رہتا ہے۔ اسی گناہ کی حالت میں بتے بہتے ایشیا کے شمالی ساحل کو بالکل پار کر لیتا ہے اور ایشیائی بیڑوں کی بجائے بحری جہازوں کی جانب رخ کرتا ہے اب یہ اس قدر سرد ہو جاتا ہے کہ اس کو سرد طیارے کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ وہی طیارہ ہے جو جاپان کے نزدیک کیوروسو سے ملکر کمرہ پیدا کرتا ہے۔ اسکا نام صرف ساحلِ ناروے تک گلف اسٹریم رہتا ہے لیکن حقیقت ہے کہ یہ جاپان تک قائم رہتا ہے۔

شمالی اور جنوبی Equatorial Currents امریکہ کے شمالی ساحل سے گذر کر بحرِ ہند میں اور فلج میکسیکو میں داخل ہوتے ہیں یہ طاریات میاں اس قدر پانی جمع کر دیتے ہیں کہ بڑے زور شور سے ایک گرم طیارہ ابلنے لگتا ہے اور یہاں ہوا نکلتا ہے۔ اس کو گلف اسٹریم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مشرقی امریکہ اور شمالی و مغربی یورپ اس کے وجود کا گیت گاتے ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ان دونوں ملکوں کا موجودہ اقدار ایک بڑی حد تک گلف اسٹریم پر مبنی ہے۔ اس طیارے کی کارآمد حرارت 3.81° و 5.4° سیل جوڑا ہے اور 3.5 فیڈ میٹر گرائی تک اس کا اثر قائم رہتا ہے۔ اگر اس میں کوئی تیز چھوڑ دیا جائے اور جاز صرف طیارہ کی مدد سے چلے تو جاز کی رفتار 5 میل فی گھنٹہ ہوگی۔

ایشیائی فلورڈا سے ٹھکرے طیارہ شمال کی طرف بڑھتا ہے۔ شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل کو پورے طور پر فائدہ بخشتا ہوا جزیرہ نیو فاؤنڈ لینڈ تک پہنچتا ہے۔ میاں پر ایک بہت دلچسپ بات نظر آتی ہے۔ شمال کی طرف سے ایک سرد طیارہ لیسبراڈ اور اس گرم طیارے میں تصادم ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں سخت کمرہ پڑتا ہے۔ جاز جو اس طرف آئے ہیں اسی کمرہ سے گزر کر ساحل تک پہنچتے ہیں۔

اب گلف اسٹریم بجائے شمال کے مشرق کی طرف رخ کرتا ہے اور بحرِ اطلانتک کو اپنے قابو میں کر کے خوب اچھی طرح اپنا حصہ دکھاتا ہوا یورپ کے مغربی جانب پہنچتا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی اپنی بخششوں کا زبردست ثبوت دیتا ہے۔ یورپ کے تمام مغربی حصہ پر اپنا کافی اثر ڈالتا ہے۔ خاص کر جزائر برطانیہ کی حالت بالکل تبدیل کر دیتا ہے۔ جزائر برطانیہ بحرِ اطلانتک اور شمالی روس قریب قریب ایک ہی عرض البلد میں واقع ہیں لیکن روس سال کے نو مہینے برف سے بھرا رہتا ہے بحرِ اطلانتک بھی جاز رانی کے لئے ٹائونز رہتا ہے۔ البتہ جزائر برطانیہ میں صرف 3 ماہ برف پادی رہتی ہے

نظم

بہا درنو

براکام کوئی نہ صبر گزرد تم بری بات ہرگز نہ منہ سے کو تم
مدافعت کے رستے پید سے چلو تم کرو عہد تو اس پہ قائم رہو تم
ارے پیارے لڑکوں بہا درنو تم نہ چھوٹے بہانے کبھی تم بناؤ
خطامو گئی تو نہ اس کو چھپاؤ جو استاد پوچھے وہ سچ سچ بتاؤ
کہاں ٹھپتے پھرتے ہو میڈاں میں آؤ ارے پیارے لڑکوں بہا درنو تم
کہو کچھ کسی سے تو نڈنڈوں کو تو لو کبھی گالیوں پر نہ منہ اپنا کھولو
کبھی بھول کر بھی نہ تم جھوٹ بولو جو میری سنو سیدھے رستے پہ چلو
ارے پیارے لڑکوں بہا درنو تم نہ مصیبت کہاں یہ تو عین راحت
سبق یاد کرنا نہ سمجھو مصیبت کرو خوب محنت کرو خوب محنت
ارے پیارے لڑکوں بہا درنو تم محقق علم کی راہ سے گزرنا
محقق مدرسے کا سب کام تفرنا نہ محنت سے ڈرنا نہ محنت سے ڈرنا
ارے پیارے لڑکوں بہا درنو تم بہا در لڑکے میں میدان میں آتے
بہا در لڑکے میں میدان میں آتے محقق علم کا قول ہم ہیں سناتے
ارے پیارے لڑکوں بہا درنو تم

(انگلستان کا اخلاق)

بونے کی دعا

اور

غنا کا پیر

کہ اس نوکری میں کیا ہے،

سام نے بھی خدا کے فضل سے ویسی ہی طبیعت پائی تھی اگر کرکے، پچھندہ بونے نے کہا خدا کرے ایسا ہی ہو۔

جب سام محل میں بچھا تو اول سے اندر جانے کی اجازت ہی نہیں ملتی تھی لیکن جب اس یقین دلانے پر کہ اس نوکری میں سبب ہی ہیں، اجانتی اور بادشاہ نے اپنی موجودگی میں اس نوکری کو کھلوا یا تو اس میں سے کچھ نودیں نکلیں بادشاہ جید غصہ ہوا اور اسے قید کرادیا۔

مسکن کے سب سے چھوٹے لڑکے کا نام تھا قباچی، اور اپنی بے وقوفی کی وجہ سے لوگ اسے گھلاکتے تھے۔ جب اس نے اپنے دونوں بھائیوں کا پورا وافر سامنا تو اس نے اپنے باپ سے محل میں جانے کی اجازت مانگی۔ باپ نے اول اجازت نہ دی کہ تم چھپکھپو وہاں جا کر کیا کرو گے لیکن اس کے بے حد اصرار سے اس نے کہ سبب منگاوتے۔ راستہ میں اس سے اسی بونے سے ملاقات ہوئی۔ بونے نے کہا اس نوکری میں کیا ہے۔ قباچی نے جواب دیا سبب بادشاہ کی لڑکی کے لیے پاپا بونے نے کہا، خدا کرے ایسا ہی ہو۔

قباچی جب محل کے دروازہ پر پہنچا تو اسے اندر جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی، اس پر اس نے زور زور سے رونا شروع کیا۔ آخر اس کی گریہ و راری دیکھ کر دربان نے اس کو اجازت دی۔ بادشاہ نے اپنی خوبصورتی میں نوکری کو لائی تو اس میں سے نہایت عمدہ سبب نکلی۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا اور دو تین سبب چن کر شہزادی کے کمرے میں بھیج دیے۔ ابھی شہزادی نے ایک ہی سبب کیا تھا کہ نوکروں نے بادشاہ کو مژدہ جانفزا سنایا کہ شہزادی بالکل تندرست ہو گئی ہے اور بخود دیوے کے بعد شہزادی خودی کا موجد ہوئی۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا لیکن قباچی کی صورت دیکھ کر اپنے وعدہ سے پھر گرا اور کہنے لگا شہزادی سے تمھاری اس وقت شادی ہو گئی جب تم ایک ایسی کشتی بناؤ جو خشکی اور تری دونوں پر چل سکے۔

آج ہم تمہیں ایک پرانے زمانے کے بادشاہ کا دل چپ قصہ سناتے ہیں۔ یہ بادشاہ کس ملک پر حکومت کرتا تھا اور اس کا نام کیا تھا یہ نہیں جانتا۔ ہاں اتنا معلوم ہے کہ اس کے کئی لڑکے تھے لیکن لڑکی ایک ہی تھی۔ تمام محل کے لوگ اس سے بہت محبت کرتے اور شہزادی شہنشاہ کے ہر اسے پکارتے ایک دن شہزادی کی طبیعت خراب ہو گئی۔ حکیموں اور طبیبوں نے بہتر علاج کیا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

جب نامہ ڈاکٹر اور حکیم علاج سے عاجز آ گئے تو ایک بزرگ نے شینگونی کی کہ اگر شہزادی ایک خاص قسم کا سبب کھلے تو اچھی ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے ایک اعلان جاری کیا کہ جو کوئی شہزادی کو اچھا کرے اسے ساتھ اسکی شادی کر دی جائے گی۔

ایک شہر کے قریب ایک کسان رہتا تھا جس کے تین بیٹے تھے۔ اس اعلان کو سن کر کسان نے اپنے بڑے لڑکے پھاگ سے کہا باغ میں سے اچھے اچھے سبب محل میں لے جا۔ شاید اس کے کھلنے سے شہزادی اچھی ہو جائے۔ تم اس سے شادی کر لینا اور کچھ دنوں کے بعد تم بادشاہ ہو جاؤ گے۔

پھاگ نے اچھے اچھے سبب ایک نوکری میں جمع کئے اور محل کی طرف چلے۔ راستہ میں اسے ایک بوٹا ملا۔ بونے نے پوچھا اس نوکری میں کیا ہے؟ پھاگ بد مزاج تھا اس نے خفا ہو کر کہا نیند ک، بونے نے کہا کہ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

پھاگ جب محل میں پہنچا اور بادشاہ کو اس کے آنے کا سبب معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ لیکن جب بادشاہ نے اپنے سامنے نوکری کھلوائی تو اس میں سے نیند نکلی۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا اور کوڑے لگو کر پھاگ کو محل سے باہر نکلوا دیا۔

اب کسان نے اپنے دوسرے بیٹے سام کو سبب دیکھ محل میں بھیجا جب محل بخود دیوے کا موجد ہوا تو سام کو بھی ملا اور اس نے وہی سوال کیا

بجایا اور خرگوش بھاگتا ہوا واپس گیا۔

جب قباچی اس امتحان میں بھی پورا اترا تو بادشاہ نے کہا کہ تم اس پرندے کا پر لا دو جس کا نام فقہا ہے۔ لا دو گے تو تمہاری شادی ضروری کے ساتھ ضرور کر دی جائے گی۔

قباچی نے اس کا وعدہ کیا اور علی الصبح اپنے کام پر روانہ ہوا۔ جب شام ہوئی تو وہ ایک قلعہ میں پونچھا اور رات بھر قلعہ دار کا کمان رہا۔ رات میں قلعہ دار نے جب اس سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو تو اس نے جواب دیا فقہا کا پرینے کے لئے۔

”واقعی“ قلعہ دار نے کہا۔ ”میں نے سنا ہے کہ وہ دنیا کی تمام باتیں جانتا ہے۔ میری میرے کی انگوٹھی گم ہو گئی ہے۔ تم ذرا تھرا بانی کر کے اس سے دریافت کرنا کہ وہ انگوٹھی کہاں لے گئی۔“

”بہت اچھا“ قباچی نے جواب دیا۔

صبح تڑپنے کے بعد پھر روانہ ہوا اور ایک دوسرے قلعہ میں پھونچا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ غنچا پرندے کے پاس جا رہے تو ایک شخص نے اس سے کہا میری لڑکی سخت بیمار ہے اور بچے کی کوئی امید نہیں۔ ذرا اس کی دوا وغیرہ کے متعلق اس سے پوچھنا، قباچی نے وعدہ کیا اور علی گھر پہنچا۔ تین دن اور تین راتیں بٹنے کے بعد وہ ایک جھل کے کنارے پہنچا جہاں کئی کی بجائے ایک آدمی مسافروں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لے جا رہا تھا۔ اس آدمی نے قباچی سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور جب اسے معلوم ہوا کہ فقہا کے پاس وہ جا رہے تو اس نے کہا اگر تمہیں فقہا ملے تو اس سے پوچھنا کہ میں نے کیا تصور کیا ہے جو مسافروں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لے جاتا رہتا ہے۔

”بہت اچھا“ قباچی بولا میں دریافت کروں گا۔

ایک دن سفر کرنے کے بعد وہ ایک بہت بڑے قلعہ میں پھونچا جہاں فقہا اپنے بال بچوں اور جوی کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جس وقت قباچی قلعہ میں پونچھا تو فقہا موجود نہ تھا۔ اس نے جوی سے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ مجھے فقہا کے ایک پر کی بھی ضرورت ہے۔

اس کی جوی نے کہا، یہ ذرا مشکل کام ہے۔ لیکن کوئی شے ضرور کرنی چاہیے، تم اس کی چار پائی کے نیچے چھپ جاؤ اور جب وہ گری خیز

قباچی نے جواب دیا کہ اچھا میں ایسی ضرور بناؤں گا اور گھر جا کر باپ سے سارا قصہ بیان کیا۔ کسان نے فوراً اپنے بڑے بیٹے بھانک کو جنگل میں بھیجا اور اس نے وہاں کام شروع کر دیا۔ دوپہر کے وقت وہی بونا بھانک کے پاس آیا اور کہا کیا بنا رہے ہو؟ بھانک نے فقہا سے جواب دیا نگرہ کی برتن اور اپنا کام کرتا رہا۔ شام کو اس کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ ہر جگہ برتن ہی برتن بنے ہیں۔

دوسرے روز قباچی جنگل میں گیا اور اس نے بھی کام شروع کر دیا۔ دوپہر کے وقت وہی بونا بھانک آیا اور اس نے سوال کیا کہ کیا بنا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا، ایسی کشتی جو خشکی اور تری دونوں پر چل سکے۔ قباچی مسرت و خوشی کے ساتھ شام تک کام کرتا رہا اور کشتی بنا کر اس میں بیٹھا اور بادشاہ کے محل میں پھونچا۔ بادشاہ بہت حیران ہوا اور بڑے غور و فکر کے بعد شادی کے روکنے کی ایک اور ترکیب نکالی۔

بادشاہ نے قباچی سے کہا کہ تم صبح سے شام تک نونو خرگوشوں کی نگہبانی کرو۔ اور اگر خرگوش ایک بھی گم ہو گیا تو شہزادی سے تمہاری شادی نہ ہو سکے گی۔

”دس دن صبح تا چوتھوں خرگوشوں کو میدان میں لے گیا اور ایسی اچھی طرح سے ان کی حفاظت کی کہ ایک خرگوش بھی گم نہ ہوا۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر اپنے ایک وفادار خادم کو پاس بلایا اور اس سے کچھ کان میں کہا وہ خادم کر قباچی سے کہے گا۔ ”ابھی ابھی تمہارے بادشاہ سلامت کے ہاں کچھ حمان لگے ہیں۔ ان کی دعوت کے لئے ایک خرگوش کی سخت ضرورت ہے“ قباچی نے جواب دیا کہ آج کچھ اور بچا لو۔ میں اس وقت تو خرگوش نہیں دینے کا۔ ہاں اگر شہزادی خود مانگے آئے تو البتہ دے دوں گا۔ خادم یہ جواب سنکر محل واپس چلا گیا۔

ابھی وہ خادم نظروں سے ہٹا ہی تھا کہ وہی بونا قباچی کے پاس آیا اور بچنے لگا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ میں ایک سو خرگوشوں کی حفاظت کر رہا ہوں“ اس نے جواب دیا، تو اچھا۔ ایک با جالو، جب تم اس بابے کو بجاؤ گے تو ہر خرگوش جہاں بھی کہیں ہوگا تمہارے پاس آجائے گا۔ بونے نے اسے وہ با جالو اور غائب ہو گیا۔ اتنی دیر میں شہزادی بھی آگئی اور ایک خرگوش کو کھیر کر طعنی بنی۔ لیکن ابھی وہ وہی قدم گئی ہوئی کہ پھر اس نے بونا

سورہ ہوتا ایک پرکھنے لیا۔ باقی باتوں کے متعلق میں خود پوچھ لوں گی۔

جب شام کے وقت متعلقہ گھریا قوابی بیوی سے کہا بیوی مجھے کسی آدم زاد کی پوچھتی ہے۔

”تم تھک کہتے ہو“ بیوی نے جواب دیا ”ایک آدمی آیا تھا لیکن دیوہٹی کہ وہ چلا گیا“ عفتا چپ ہو گیا۔

آدھی رات کے وقت قباغہ جارہائی کے نیچے سے نکلا اور دم میں سے ایک پرکھنے لیا۔ پرکھتے ہی عفتا کی آنکھ کھل گئی اور اس نے اپنی بیوی سے کہا ”یہاں کوئی آدمی ضرور ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے مجھے ہاتھ لگایا“

بیوی نے جواب دیا ”تم کوئی خواب دیکھ رہے ہو گے۔ میں نے کہا نہ کہ ایک آدمی آیا تھا وہ کسی گم شدہ انگوٹھی کے متعلق پوچھ رہا تھا“

”سب کے سب بے وقوف ہیں“ عفتا چلا کر بولا ”وہ انجھتری باوچیا کے دھن کوٹنے کے پاس جو سورج رہے، اس میں رکھی ہوئی ہے“

”وہ ایک لڑکی کا ذکر بھی کر رہا تھا جس کے بچے کی کوئی امید نہیں“

”لا حول ولاقوة“ عفتا نے کہا ”اس امیر کے مکان کے بڑے کمرے میں ایک پرندے کا گھونسلہ ہے۔ اس گھونسلے سے ایک ننھا لڑکے کا کھلاؤ بس وہ ابھی ہو جائے گی“

وہ آدمی ایک دوسرے آدمی کے متعلق بھی کچھ کہہ رہا تھا جو برابر مسافروں کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لیجاتا ہے۔

”ہاں وہ جھیں والا آدمی“ عفتا نے زور سے کہا۔ ”وہ کسی ایک مسافر کو پانی میں گرادے تو اسے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی“

جب صبح ہوئی تو قباغہ وہاں سے روانہ ہوا اور اسی جیل کے کنارے پہنچا۔ اس آدمی نے اپنے متعلق پوچھا کہ بھائی کیا دریافت کر لائے۔ قباغہ نے کہا کہ دوسرے کنارے پر پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب وہ دوسرے کنارے پر پہنچا تو کمانڈر کی طرف کو پانی میں گرادو۔ اور تمہیں ہمیشہ کیلئے نجات مل جائے گی۔

وہ آدمی بہت خوش ہوا اور قباغہ سے کہا کہ میں تمہاری اس ہمرائی کے عوض میں چاہتا ہوں کہ تمہیں پھر دوسرے کنارے پر بھیجاؤں۔ لیکن قباغہ سمجھ گیا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا۔ اسی طرح دووں قلعوں میں اس نے عفتا کے جوابات سنائے اور وہاں سے اس کو مت سے تحائف اور مال دولت ہاتھ آئے اور آخر اس نے بادشاہ کے حضور میں چھپکر وہ پریش کیا۔

بادشاہ نے آسمانوں و دولت دیکھ کر پوچھا کہ تم کو یہ سب کچھ کیسے ملا قباغہ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ مجھے عفتا نے دیا ہے۔ بادشاہ نے سوچا کہ جلیس بھی عفتا کے پاس جلیوں اور وہاں سے مال و دولت ملاؤں۔ لیکن وہ جس کے کنارے پہنچا تو اس آدمی نے جو اس انتظار میں کھڑا تھا، بادشاہ کو پانی میں گرادیا اور اس طریقے سے مصیبت سے ہمیشہ کے لئے نجات پائی۔

اور قباغہ نے شہزادی شیمہ سے شادی کر لی اور بڑی شان و شوکت سے اس کی تخت نشینی ہوئی۔

(مسئلہ صفحہ ۷)

دھات کو ماہل کہا جاسکے گا۔

حال ہی میں کانگوں میں ریڈیم کے نمک کی ایک خاص مقدار حاصل ہوئی جس کی وجہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس کی قیمت میں کافی کمی ہو جائے گی یعنی بجائے چودہ ہزار لاکھ روپیے فی ماشہ کے کوئی چار پانچ لاکھ روپیے رہ جائے گی۔ اور بازار میں اسی توقع پر اب یہ نی رتی دو سوادو لاکھ روپیہ کے حساب سے بیکے لگا ہے۔

ریڈیم اس قدر مفید دھات ہے کہ اگر صرف اس کے استعمال کے مختلف طریقوں کا حال لکھا جائے تو ایک علیحدہ مضمون اس پر تیار ہو جائے۔ لیکن یہاں مختصر آئنا بتا دینا کافی سمجھتی ہوں کہ بے تار کی خبر رسائی کی ایجاد کا بہت شوق اس نایاب عنصر سے ہے۔ معدنیات کی کانوں میں بھی اسکو دھاتی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

پھلی کیڑے کے لئے ایک چھتری ایجاد ہوئی ہے اس میں اس کا استعمال ہے۔ اسی طرح سرطان اور ایسی ہی دوسری بیماریوں کا علاج اس سے کیا جاتا ہے۔

آنکھوں کے علاج کے لئے اس کی مشعاعیں اکیر ہیں۔

مہجران سب سے بالابڑی بات یہ ہے کہ حیات کے لئے ایک زہری چیز ہے کیونکہ یہ ریڈیم حرکت قلب کو قائم رکھتا ہے۔ ریڈیم کی تحریکوں سے ہم کو یہ امید ہے کہ دنیا کی مذہبیت میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگا اور ایک ایسا شان دار زمانہ آئے گا جسے ہم دور زمین کہہ سکیں گے جب کہ انسان کی زندگی طویل ہوگی اور ایجادات کے مقابلے میں یہ دور سب میں بڑھ کر رہے گا۔

انعامی معما

شرائط

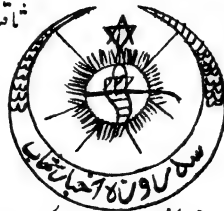
- ۱۔ صحیح حل بھیجنے والے کو مبلغ صد کی کتابیں پیش کی جائیں گی۔ لیکن اگر ایک سے زیادہ اور پانچ تک صحیح حل وصول ہوئے تو انعام برابر با تقسیم کر دیا جائیگا۔ پانچ سے زیادہ صحیح حل وصول ہونے پر پانچ شخصوں میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام تقسیم ہوگا۔
 - ۲۔ خریدار پیام تعلیم یا وہ لوگ جو اپنے حل کے ساتھ ۳۰ روپے کا ٹکٹ بھیجیں تقابلے میں شریک ہو سکتے ہیں۔
 - ۳۔ روز اشاعت سے پندرہ یوم کے اندر تمام حل دفتر بھیج جائیں۔
 - ۴۔ تمام حل دفتر پیام تعلیم کے پتہ پر ڈال دیں۔ "و" کے نام پر بھیجے جائیں۔
- یہ معاہدہ فیضیہ صاحب - سابق طالب علم جامعہ نے بنا کر بھیجا ہے۔ فیضیہ صاحب نے صرف عامر کا انعام پیش کیا تھا لیکن پیام تعلیم مبلغ سے مراد شامل کر کے مستحق کے لئے مبلغ صد کے انعام کا اعلان کرتا ہے۔

- اوپر سے نیچے
- ۱۔ ایک مشہور عیسائی ناول نویس
 - ۲۔ نیک
 - ۳۔ فرما بردار
 - ۴۔ اقرار
 - ۵۔ ضروری
 - ۶۔ یورپ کا ایک بد فیض بادشاہ
 - ۷۔ حکومت
 - ۸۔ دو دھک
 - ۹۔ نجوم کا دھکا
 - ۱۰۔ جو میٹری کی ایک اصطلاح
 - ۱۱۔ ایک مشہور جانور
 - ۱۲۔ طریقہ
 - ۱۳۔ کمانا
 - ۱۴۔ دباؤ
 - ۱۵۔ بھید

۶		۵	۴	۳	۲	۱
			۸			۷
						۹
		۱۳		۱۱		۱۰
			۱۵	۱۴		۱۳
	۱۶				۱۶	
۲۱		۲۰			۱۹	۱۸
			۲۳			۲۲
			۲۵			۲۴

- دائیں سے بائیں
- ۱۔ دنیا کی ایک مشہور پرانی درگاہ
 - ۲۔ ملاپ
 - ۳۔ کھانے کی ایک چیز
 - ۴۔ بہادر
 - ۵۔ ی۔ الف۔ ع۔ ل
 - ۶۔ امید
 - ۷۔ روپیہ
 - ۸۔ اعراف
 - ۹۔ ایک مشہور ذات
 - ۱۰۔ مندوتن کا ایک حصہ
 - ۱۱۔ ایک طاقتور جانور
 - ۱۲۔ قربانی
 - ۱۳۔ ائر لینڈ کا ایک شہر (مقلوب)
 - ۱۴۔ نقصان

دیکھ لیا ہے
جس



شاہ شہاب

حکومت نے بھی
کہ

حریت و آواز کی کاواہی، غریبوں اور مظلوموں کا حامی، سودہ سرحد کا سب سے پہلا سر روزہ اخبار

شہاب روزہ

کا اہمی سے مگر گھر چاہے۔ جس کے سحر تحریر نے عورتوں، بوزخوں اور نوجوانوں کے دلوں اور ذہنوں کو لپٹ کر رکھ دیا۔ جس کے پریوں کو ملک کے گوشے گوشے میں راست اپنے دوستوں عزیزوں کو تھکے کے طور پر سمیٹتے ہیں۔ جس نے غلامی و ذلت - تاریک خیالی رجعت پسندی - بیدینی - محمود اور غفلت شعاری کے پروں پر کھلیوں کی بارش برسا دی۔ جس کا پیرائے والا صرف خدا کی غلامی گڑھی تھی۔ اس کے بعد اگر محبتِ اعلیٰ کا باجروت باو شاہی کیوں نہ ہو - ایک مساوی انسان کی حیثیت سے پرواز اور پراہت برعنائی تھی۔ اور سخت و غریب اور تکر و اقتدار پسندی کے جن کو ٹھکرا دیتا ہے وہ اخبار "شہاب" آگے چلا کر کیا نہ دکھائے گا - "شہاب" محضیت اور صداقت کیساتھ دہل اور باطل کے قلعوں کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس کی یہ قصبی معرکت پسند اور دوا داری کا ہر طبقے میں انحراف کیا جا چکا ہے -

عبادت کے سارے بچا لے۔ - شہاب کے پرستے والے نظر نگارہ عالم کی گھٹا لوٹ تاریکی میں تبلیغ اسلام اور آرا و خیال ہونے اور اپنے ان فی الواقعہ تفتیش کر کے "شہاب" کو مستقل طور پر پڑھنا شروع کر دیں - کاغذ - کھائی - چھپائی نہایت عمدہ ہے - قیمت سالانہ چھ روپے - ششماہی ہے - سہ ماہی ۴ روپے - نمونہ کا پیرچھفت ہے - لیکن نمونہ دیکھنے کا انتظار بے سود ہے -

میخبر سالانہ "شہاب" راولپنڈی

نورجہاں کا کانفرنس نمبر

رسالہ نورجہاں کا کانفرنس نمبر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ اس نمبر کی خصوصیت یہ ہے کہ ہندوستان بھر میں سب سے بڑی زمانہ کانفرنس کے مکمل حالات اور مفصل کیفیت سوائے نورجہاں کے اس کانفرنس نمبر کے تمام ہندوستان بھر میں اور وہ زبان کے کسی دیگر زمانہ یا امر و اخبار یا رسالہ میں آپ کو نہ ملیں گے۔ کانفرنس نمبر شائع کر کے کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان ستورات کو بھی ہندوستان کی اس سب سے بڑی زمانہ کانفرنس کی اس عہد و جد کا صحیح ترین علم ہو جو یہ ہندوستان میں عورتوں کی تعلیمی، تمدنی، معاشرتی اور سیاسی ترقی کے لئے کر رہی ہے تاکہ مسلم خواتین علمی و تمدنی ترقی کے اس دور میں اپنی ہمسایہ قوم کی خواتین سے کسی طرح پیچھے نہ رہ جائیں۔ جو ان کے لئے سید نقصان کا باعث ہوگا۔ اس کانفرنس نمبر میں متعدد علمی و تقاریر ان غامدگان وعدہ دارانِ عین کی شائع ہوئی ہیں جن کی جانفشانی سے دو سال کے قلیل عرصہ میں اس کانفرنس نے نمایاں ترقی کر لی ہے - قیمت فی کاپی صرف عمر سالانہ چندہ پانچ روپے

قسم اول - تین روپے قسم دوم - سالانہ خریدار کو علاوہ کانفرنس نمبر کے آئندہ کے وہ خاص نمبر بھی چندہ ہی میں ملیں گے -

میخبر خاتون رسالہ نورجہاں کو جرائدِ احوالہ (پنجاب)

قرآن مجید

مترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمد حسن

یہ ترجمہ جس کے لئے مسکن بدوں سے سراپا انتظار تھے بفضل تعالیٰ نہایت آسان تاب کے ساتھ چھپ کر مکمل ہو گیا ہے اور بہترین طب کیا جا رہا ہے۔ آج تک جس قدر ترجمے قرآن پاک کے ہو چکے ہیں یہ ترجمہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ تحت لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور سلیس ہے۔ زبان ایسی سستہ اور صاف کہ جس کو معمولی لکھا پڑھا بھی بخوبی سمجھ سکے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ترین معیار پر بھی ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ جری منتقش نفیر ہندوستان (دہلی) عبدالعلی منتقش قلعہ فیضیہ غیر علیہ منتقش محمولہ لکھنؤ خراج میکانک کار فرمائش کیا جاتی ہے ماضی میں

المشتر محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ بکھور

یہ ترجمہ تعلیمی اور امتدادی مقاصد کے لئے فیضیہ کرلیہ، لاہور مسکن کا ایک بڑے بڑے جلد قومی اسلامی مجلسین اور انجمنوں اور ناشرین پریشان و انعام سید دیکھے نام نفع و خیرت ہمارے ہی ہوا جائے پس آپ نے ہی اپنی اپنی انجمنوں اور ناشرین کو مطلع ناظروں اور اپنے لئے علاقہ کے تمام انعام سید کو مطلع کر دیا کہ وہ فوراً انجمن و دفتر میں بھیج کر مسکن لاہور علی دینی اسلامی اور تعلیمی رسالہ جی ایم سی ماسٹ برہمپور اشاعت ہوتے ہی نام ہمارے کراچی اور لاہور اشاعت سے مودوم نہ رہیں۔

المشتر محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ بکھور

اخبار مدینہ بکھور

ہفتہ میں دوبارہ

مجلس قافلہ اہل قلم ایڈیٹروں کی زیر اہدات جاری ہے خدمت قوم و ملک پاسداری نہ سب و ملت اس کا شعار ہے۔ آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علم بردار، اردو جراندین کی تلاش سیاست حاضرہ کا منتظر حق و صداقت کا شہسوار، عربی انگریزی اخبارات کا خلاصہ، دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلنے والا، ملّا خط و ملامت خود ہمارے بیان کی تصدیق کرنے کا۔ نمونہ مفت۔ قیمت سالانہ سے ہشتماہی ہے، سہ ماہی کار نی پرچہ ار۔ مالک غیر سے ملے رسالہ۔

دفتر روزنامہ اجمل بمبئی سے

ایک ہفتہ وار
۶ جولائی سے نکلتا شروع ہوگا۔ جیسا ساڑھڑا۔ کاغذ اور طباعت و کتابت نہایت اچھی ہوگی۔ اور تازہ ترین تصاویر عمدہ مقالات، ادبیات، و سبب افانے، اور شائیات کا اعلیٰ ترین صفات پر پیش کیا جائیگا۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت سالانہ نمونہ و لکھنؤ لکھنؤ ششماہی عمارت ماہی عمارت اور نی پرچہ ۱۰ روپے ہوگی۔

بمبئی ششماہی کی نجات

بمبئی ششماہی یعنی کمرہ جولائی سے ۱۰ روپے پر سالانہ نمونہ و لکھنؤ لکھنؤ جولائی تک بذریعہ نی آڈر بھیجیں ان سے صرف کچھ کئے جائیں گے۔ مشہرین پر ذیل پر خط لکھ کر ہفتہ ماہ اشتہارات طلب کریں۔

مبھور روزنامہ اجمل پرنس بلنگ بمبئی نمبر

بھگت نواب شیخ ایچامہ صاحب زیر اہتمام سید عابد حسین صاحب پرنٹر و پبلشر جامعہ ملیہ پریس دہلی میں چھپ کر دفتر پیام تعلیم سے شائع ہوا۔

ٹیلیفون نمبر ۲۵۱۹

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا

نرخامہ چنڈہ

سالانہ شمار

ششماہی عدد

فی پرچہ طر

رجسٹرڈ اول نمبر ۱۹۶۱

پندرہ روزہ تعلیمی رسالہ

نرخامہ اشتہارات

فی صفحہ ملٹر

نصف صفحہ عدد

چوتھائی صفحہ عدد

تعلیم

ایڈیٹر:- سید انصاری بی بی (جامعہ)

جلد ۱، جولائی ۱۹۶۹ء نمبر

فہرست مضامین

- ۱- دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ "اخبار"
- ۲- اسکول لائبریری
- ۳- رفتار تعلیم
- ۴- کوالٹ جامعہ
- ۵- اسلام
- ۶- کیا اور کیوں؟
- ۷- آبادی
- ۸- غیاث الدین بلبن
- ۹- بچپن (نظم)
- ۱۰- احسان کی قید
- ۱۱- بن باسی قلندر
- ۱۲- انعامی مضامین
- ۱۳- انعامی معا
- ۱۴- اشتہارات
- ۲- اشکوں سیرے ۳- برسوں
- ۵- سید انصاری
- ۷- سید انصاری صاحب بی بی (جامعہ)
- ۹- سید انصاری
- ۱۰- جناب درد صاحب کا کوری
- ۱۱- عبدالرشید صاحب نیاور
- ۱۲- سید غلام دستگیر صاحب اورنگ آباد
- ۱۳- ایڈیٹر
- ۱۴- زری- د
- ۱۵- ۳۴۱۵

سیرۃ پاک پر چار مفید کتابیں

- ۱- ہمارے نبی ص ۴۴
- ۲- ہمارے رسول ص ۸
- ۳- سرکار کا دربار ص ۴۴
- ۴- سیرت الرسول ص ۴۴

- (۱) یہ کتابیں نہایت تحقیق کے بعد لکھی گئی ہیں
- (۲) عماد اور قابلیت کے مدارج کا خیال رکھا گیا ہے
- (۳) ان کی قیمتیں خدمات کے اعتبار سے کم ہیں
- (۴) انکی خوبیاں عام طور پر تسلیم ہو چکی ہیں

خاص رعایت

پورے سٹک کی قیمت صرف دو روپے بارہ آنے

تاجران کتب بعض خط و کتابت کریں

ملنے کا پتہ:- مکتبہ جامعہ ملیہ - دہلی (نمبر)

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے اندر

آسام میں بہت زوروں کا سیلاب آیا ہوا ہے جس سے متعدد مقامات تباہ ہو گئے ہیں۔ بہت سی جگہوں میں بہت سے نویشیوں اور انسانوں کی جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اس سیلاب کی وجہ سے سخت قحط پڑے گا، چنانچہ حکومت آسام نے بنگال گورنمنٹ سے ہزاروں چاول سٹور لیا ہے۔

ملک منظم انجمنستان کی صحت یابی کی خوشی میں بیاں جو سربراہ جمع کیا جا رہا ہے، اس کی مجموعی مقدار اس وقت ۲ لاکھ سے اوپر پورچ کلکی ہے جس میں ایک لاکھ سے اوپر دیسی ریاستوں کا حصہ ہے۔

ہما تھ گاندھی، بھل یو۔ بی کے بعض مقامات کا دورہ کر رہے ہیں۔ ہمارے کو وہ نئی تال پیچھے جاں ان کا بہت سرگرم خیر مقدم کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور باشندگان نئی تال کے ایڈریسوں کے جواب میں گاندھی جی نے فرمایا کہ انھیں اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ ایڈریس مختصر تھے لیکن اس سے انوس ہوا کہ تعلیمی نسبتاً بھلی تھی۔

الموڑہ کے دورے میں ہما تھ جی کے ساتھ ایک نہایت ناگوار واقعہ پیش آیا اور وہ یہ کہ جس وقت وہ موٹر پر جا رہے تھے، ایک بوڑھا شخص احتراماً پاؤں چھونے کے لئے برآمد ہوا تھا کہ اتفاق سے موٹر سے ٹکرا گیا اور کافی زخمی ہو گیا۔ ہما تھ جی فوراً موٹر سے اتر آئے اور اسے اپنے ہمراہ ہسپتال لے گئے جہاں ان کے صاحب زادے دودھ اس گاندھی اس کی برابری تیار داری کرتے رہے لیکن انوس ہے کہ وہ شخص جانبر نہ ہو سکا۔ ہما تھ جی ہر روز اس کو دیکھنے کے لئے ہسپتال جاتے تھے۔

ہندوستان کے باہر

مسٹر ریمبرٹ میکڈانڈ جیہ وزیر اعظم انجمنستان اور جنرل ڈاس امریکی سفیر متعینہ انجمنستان کے درمیان تخفیف اسلحہ کے مسئلہ پر بہت دیر گفتگو ہوئی رہی تمام دنیا میں جنگ کو روکنے اور امن کے قیام کرنے کی کوششیں ایک عرصہ سے ہو رہی ہیں، متعدد بار مختلف ممالک کے نمائندوں کی کانفرنسیں ہوئیں اور ناکام رہیں لیکن دنیا کی ان دو بڑی طاقتوں کے ذمہ دار نمائندوں کی اس ملاقات گفتگو سے کچھ کامیابی کی امید ہو رہی ہے۔

جنرل ناڈرواں نے ٹسٹن قبائلی کے نمائندوں کا جو جگہ کا نفرنس منعقد کیا تھا، اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حبیب اللہ خاں عرف ”بچہ سقہ“ کو سیٹھ سے افغانستان کا امیر تسلیم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بچہ سقہ کے نمائندوں نے جو اس کا نفرنس میں شریک تھے، اس کے جواب میں یہ کہا کہ جنرل ناڈرواں کو اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے اور اس کے عوض میں حبیب اللہ خاں انھیں وزارت پیش کش کر رہے ہیں۔

انجمنستان میں بھی بحرم کی رسم منائی جاتی ہے، چنانچہ عشرہ کے دن کئی ہاں میں کچھ مسلمان جمع ہوئے جن میں سرزاد انقار علی خاں، سرعمر حیات خاں اور سرنواب علی خاں بھی تھے۔ عہد اللہ سرور دوسری نے جلسہ کے سامنے ایک لکڑیوں دیا۔

۲۲ جون کو ایمان اللہ خاں سابق امیر افغانستان مع اپنے ہمراہ کے بھتی سے بادل غلین اور چتر پور میں کیلئے روانہ ہو گئے۔ آپ کے بھائی غیاث اللہ ابھی وہیں ہیں اور وہ ۳۰ جون تک ایران جائیں گے ایمان اللہ خاں نے اپنے تمام زیورات و جواہرات وغیرہ وغیرہ کا بیع کر لیا ہے اور اپنے ہمراہ بہت کھوڑی نقدی لے جا رہے ہیں۔

اسکول لائبریری

جنرل لائبریری

پبلک لائبریری اسکول لائبریری

کلاس لائبریری پچھڑ لائبریری

پچھڑ لائبریری - اس میں شک نہیں - کہ پچھڑ لائبریری کے واسطے کتب مہیا کرنے میں دسترسٹ اور ڈاکا کافی سرمایہ صرف ہو جاتا ہے۔ اس کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک سنٹر میں مختلف نسخے بچھ دیے جائیں۔ وہ متواتر یکساں مطالعہ میں لاتے جائیں۔ سال کے اخیر میں ایک سنٹر دو دوسرے سنٹر سے متبادل کر کے مطالعہ کر سکتا ہے۔ یہ گویا ایک قسم کی سرکولر ٹیکنیک لائبریری بن جلنے لگی۔ اس کے علاوہ مدرسین گزرو فوج کے سنٹر اور اسکول لڑکی تمام کتب کا مطالعہ کریں۔ لائبریرین ایک رجسٹر اس قسم کلاس میں مندرجہ ذیل اندراج ہوں۔ اپنے پاس رکھے۔

نمبر شمار	نام کتاب	لے کی تاریخ	اداپی کی تاریخ	آخر کی تاریخ	مستقل مدرسین	کیفیت
-----------	----------	-------------	----------------	--------------	--------------	-------

لائبریرین ہر ایک مدرس کا علیحدہ علیحدہ گوتوارہ تیار کرے۔ کہ ہر ایک مدرس نے کس قدر سالہ جات اخبارات و کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اسی طرح سال کے اخیر پر اندازہ لگائے۔ اور ڈی۔ آئی صاحب کی خدمت میں رپورٹ ارسال کئے کلاس لائبریری - اس کے واسطے جامعہ اور کتابت میں تقسیم ہوں۔ اور ہر ایک متعلقہ جماعت کے استاد کے پاس موں۔ نمونہ کتابت ہیں لیتے وقت طلباء ایک دو صفحہ کی ورق گردانی کرتے ہیں۔ اگر اس کا دیباچہ اچھا ہوا۔ تو لے لی۔ ورنہ کسی اور کتاب کے متناظر ہوتے ہیں۔ مدرس کو چاہیے۔ کہ وہ گاہے جگہ کتب کے متعلق طلباء کو اطلاع دیتا رہے۔ کہ نفاذ کتابت میں غفلت خوں ہے۔ اور انھیں مطالعہ کا شوق دلاتا رہے۔ اور اپنے رجسٹر میں طلباء کے مطالعہ کے متعلق حسب ذیل اندراج کرتا رہے۔

(۱) ضرورت - تعلیم کا مقصد طلباء کی جسمانی - تعلیمی - اخلاقی - دماغی - روحانی تربیت کرنا ہے۔ جسمانی ترقی دینی سکھوں اور دیگر ذرائع سے اسکول کے وقت ہی میں کر سکتے ہیں۔ لیکن تعلیمی ترقی خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ اس ترقی کے واسطے پڑھائی سے نیکو دل اور ہائی اسکولوں تک میں لائبریری کا اجرا کیا گیا ہے۔ کیونکہ لائبریری سے زیادہ اور کوئی مفید ذریعہ نہیں۔ جس سے تعلیمی ترقی ہو۔ کوئی شخص خواہ کتنے ہی امتحان پاس کر کے منادات اکٹھی کرے۔ جب تک وہ اپنے فرصت کے وقت میں کتب کا مطالعہ نہیں کرے گا۔ شاید کہلانے کا مستحق نہیں۔

(۲) فوائد - (۱) ریڈنگ روم میں تازہ اخبار اور رسائل موجود ہوتے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے کپوریشن میں مبتلا ہوتی ہے۔ اور کپوریشن ہر ایک معنوں لکھے کا طریق بتاتی ہے۔

(۲) اخباروں اور رسالوں میں اصلی واقعات درج ہوتے ہیں۔ قریب اور فرضی تذکرے نہیں۔ اس سے ان کے مطالعے سے اصل واقعات ظہور جاتے۔ (۳) ان کے لکھے کا طریق موجودہ طریق کے مطابق ہوتا ہے۔ اور عام بول چال کے الفاظ متضلع ہوتے ہیں۔ اس سے بولنے یا لکھنے میں اپنے الفاظ خیالات میں مدد و معاون ہے۔

(۴) مستقل فزجی سے مطالعہ کا عادی ہو جاتا ہے۔

(۵) مختلف حالات کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو دنیا میں مفید ہستی بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

اقسام لائبریری - سب سے بڑی جنرل لائبریری ہوتی ہے۔ اس کی پچھڑ دو ہیں۔ ایک پچھڑ لائبریری اور دوسری کلاس لائبریری۔ جنرل لائبریری میں مشترکہ کتب یکجا پڑھی ہوتی ہیں۔ گویا پبلک لائبریری اور کلاس لائبریری اور پچھڑ لائبریری کے متعلق تمام کتب ایک جگہ پڑھی ہوتی ہیں۔

اسی طریق سے کر سکے۔ جس سے جلدی متاثر ہوں۔

(۶) مستقل مزاج ہو۔ زیادہ کام سے اس کے دل میں گھبراہٹ پیدا نہ ہو۔ بلکہ مکمل اور مستقل مزاج رہے۔ اگر لائبریرین گھبرانے والا ہوگا۔ تو وہ اس ڈیوٹی کا اہل نہیں ہوگا۔

(۷) لائبریرین جیت و چالاک ہو۔ تاکہ سنٹر سے دو تین میں کے فاصلہ پر چھپکر تعلیم کی اشاعت بذریعہ کچر۔ ڈرامہ جات وغیرہ کر سکے۔

جلد بندی۔ ہر ایک لائبریرین کو کتابوں کی جلد کرنے کا خاص خیال ہونا چاہیے۔ مطالعہ کرنے کو کتابوں سے پہلے جلد بندی کا خیال لازم ہے۔ اس کا نایت آسان طریق ہے۔ یعنی ہر ایک بڑے کو ایک کتاب کی جلد بندی کا سامان ہمارے لانے کی بدایت کرے۔ اور ایک جاہت کو بعد از اوقات مدرسہ صرف اودھ ٹھکانے رکھنے سے اپنی زیر نگرانی جلد بندی کرا سکتا ہے۔ حصہ بدل کے دو تین دوروں میں تمام لائبریری کی کتب جلد ہو سکتی ہیں۔ اس طرح سے طلباء کو جلد بندی کا طریق آجائے گا۔ دوسرے لائبریری کی الماریاں صاف رہ سکیں گی۔ لیکن اس امر کا خیال رکھنا چاہیے۔ کہ بری ٹری جلدیں تیار نہ کرانی جائیں۔ میرے خیال میں اگر دو کتابیں ہوں۔ تو دونوں کی تعداد صفحات ۲۰ تا ۳۰ سے تجاوز نہ کرنے پائے۔

اصول لائبریری۔ ہر ایک ریڈنگ روم میں ذیل کے اصول خوشخط لکھ کر آویژن کر کے چاہئیں۔

(۱) ریڈنگ روم میں اگر بآداب خاموش مطالعہ کیا جائے۔

(۲) اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آتی ہو۔ تو لائبریرین سے دریافت کر سکتا ہے۔

(۳) کوئی کتاب یا رسالہ گھر پرے جانے کی اجازت نہیں۔ اور کوئی

کتاب ایک ہفتہ یا دو ہفتہ (جیسا مناسب خیال فرمائیں) سے زیادہ مستعار نہیں رہ سکتی۔

(۴) اگر کوئی کتاب گم ہو جائے گی۔ تو اس کی قیمت داخل خزانہ کرنی پڑے گی۔

(۵) اسٹول لائبریری کھلنے کا وقت سرویوں میں بجے سے لیکر

۳ بجے تک اور گیموں میں ۴ سے کر کہ بجے شام تک ہے۔ وغیرہ (ملاحظہ فرمائیے)

نام عالم	۱	۲	۳	۴	۵	۶	وغیرہ
----------	---	---	---	---	---	---	-------

اس کے علاوہ ہر ایک لڑکے کے پاس ایک کاپی ہو۔ جو کتب اس نے مطالعہ کی ہیں اس پر بطریق ذیل اندراج کرے۔

نمبر شمار	نام کتاب	لینے کی تاریخ	تاریخ واپسی	ختم کی یا نہیں	کیفیت
-----------	----------	---------------	-------------	----------------	-------

طالب علم ایک ماہ تو اتر مطالعہ شدہ کتاب کا اندراج مندرجہ بالا طریق کے مطابق کرے۔ اور ایک ماہ کے اختتام پر انچارج لائبریری جس طرح عام گوشوارہ متعلقہ حالات تعلیمی وغیرہ تیار کر کے جاتے ہیں۔ طلب کی کاپی دیکھ کر باقاعدہ اندراج کرے۔ اور ریکارڈ رکھے۔

اوصاف لائبریرین۔ (۱) لائبریرین ایسا مدرس ہو۔ جو درحقیقت لائبریری کو ہر دن عزیز بنانا چاہتا ہو۔ اور وہ دل سے کام کرنے کیسے تیار ہو۔ ایسے مدرس جو کتابوں کے گم ہو جانے کے خیال سے الماری کا دروازہ کھولنے سے ہچکچاتے ہیں۔ ان کو انچارج بنانا سراسر نقصان ہے۔

(۲) لائبریرین مطالعہ کرنے کا شوق ہو۔ گویا ہر وقت طالب علم ہے جو مدرس لائبریری کے صرف کردہ وقت کو مٹانے خیال کرتے ہیں۔ وہ بھی انچارج بننے کے مستحق نہیں۔

(۳) خوش خلق ہو۔ جو بجا بیاہک میں سے کوئی شخص برائے مطالعہ ریڈنگ روم میں آئے۔ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ اگر کوئی بجا حرکت کرتا ہے۔ یا لائبریری کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو کسی احسن طریق سے اس کو سمجھائے۔ کہ اس کی دل شکنی کا باعث نہ ہو۔

(۴) صفائی پسند ہو۔ اکثر دفعہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ کتب خانے کی الماریاں گروہ سے نیچی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور کتابوں کی کوئی ترتیب مقررہ نہیں ہوتی۔ اس طرح کتابوں کے نسخے بہت تلف ہو جاتے ہیں۔ لائبریرین کو اس کو سکھایا گیا ہو۔ کہ متعلقہ کو مد نظر رکھ کر طلباء سے جلدیں بندھوانی چاہئیں۔ تاکہ زیادہ عرصہ تک کتابیں کام آسکیں۔

(۵) شہرین متعال ہو۔ ہر ایک کو خوش کر سکے۔ اور مطالعہ کے اوصاف بیان کر کے ہر ایک خواندہ کے دل میں مطالعہ کا شوق پیدا کر سکے۔ اور آئے دن کے دقائق کا اظہار بہک اور لڑکوں کے دہمو

رفتارِ تعلیم

مدارس جمعیت متعینہ کا اجلاس

تعلیم جبری اور مفت ہونیکا سوال
مدارس سمبلیہ کونسل کے منتخب اراکین ایک جلسہ وزیر تعلیم نے ڈٹاٹ ایڈیٹر ایجوکیشنل بن پر غور کرنے کے لئے منعقد کیا۔ اس امر پر بحث ہوئی کہ آیا تعلیم جبری اور مفت ہونی چاہئے یا نہیں کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر جلسہ برافاست ہو گیا۔

ادارت تعلیمی کا بورڈ

دہلی میں دوسری کانفرنس کا افتتاح
ہنر ایکسپنسی وائسرائے ہند نے ادارت تعلیمی کے دعوت نامہ کو قبول کر لیا ہے اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو وہ اس بورڈ کی دوسری کانفرنس کا افتتاح کریں گے۔

جمعی میں گرچوٹ عورتوں کا اجلاس

ہندوستانی عورتوں کی یونیورسٹی کا گیارہواں اجلاس ۲۴ جون کو منعقد ہوا اور بنارس یونیورسٹی کے پروفیسر وائس چانسلر نے نایت عمدہ تقریر کی جس میں انھوں نے فارغ التحصیل خواتین کو مبارکباد دی۔

ہندو یونیورسٹی کو ایک بیش بہا لکھنا کا عطیہ
مسٹر بی۔ جودھری پرنسپل ملکہ نے ہندو یونیورسٹی کو فرانسیسی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ عطا کیا ہے جسکی قیمت ۲۰ ہزار روپیہ ہے۔

مصری وزیر اعظم کو اعزاز سی تعلیمی دیگر

انگلستان کی سیاحت کے دوران میں محمود پادشاہ وزیر معرکہ حاضہ آکسفورڈ۔ ڈاکٹر آف شول لا کی دیگر سیانیت کی۔

کوائف جامعہ

مجلس تعلیمی منعقدہ ۱۵ ستمبر کے مطابق حب وین ریمیم نصاب تعلیم میں منظور کی گئی ہے، ابتدائی دوم سے ابتدائی نمونہ، دوران سال میں مختلف ہدایات اساتذہ کے نام جاری کی گئی ہیں کی جن کی اطلاع پیام تعلیم کے ذریعہ بھی ہونی رہا کریں گی۔

ثانوی دوم و سوم میں اردو میں "مقدّمہ شعر و شاعری" کی بجائے "قدّمہ اردو" پڑھائی جائے اور فارسی کی دوسری اور تیسری کتاب شل کر دہ پنجاب یونیورسٹی کی بجائے انجمن حمایت اسلام لاہور کی فارسی چوتھی پڑھائی جائے۔ ریاضی جیسا کہ جامعہ جوینر کے رچوں سے معلوم ہوا ہوگا کہ نئے ریاضی کی تعلیم اور امتحانات کو رفتہ رفتہ اردو میں رائج کیا ہے اور گزشتہ سال میں پہلے اردو زبان میں دیئے گئے تھے۔ لہذا آئندہ ریاضی کی کل تعلیم اردو زبان میں دی جائے۔

جیومیٹری (مجمہ ہندسہ) میں پیرلوٹ کی جیومیٹری دھن کا اردو ترجمہ مکتبہ جامعہ ملیہ سے ملکتے، نایت معینہ ثابت ہوگی اس کتاب کا پہلا حصہ جب دہلی طریق سے پڑھایا جائے مفصل تجربات اور فصل عملی لامبوت ابتدائی ششم تک اور فصل عملی مع ثبوت و فصل نظریہ ثانوی اول میں پڑھایا جائے۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ ثانوی اول کے بعد جامعہ میں شروع کیا جائے۔

جامعہ کا آئندہ سیشن ۳ اگست سے شروع ہوگا مگر انتظامات ابھی سے شروع ہو گئے ہیں۔ جامعہ کے ثانوی طلباء کے لئے ایک شان دار دفتر لکھنؤ کراہیہ پرلی جاری ہے بڑے طلباء کے لئے بھی دوسرے مکان کی تلاش کی جا رہی ہے۔

اس ہفتہ جناب شیخ اسحاق صاحب یو۔ بی کے دورہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں جناب مہاں سے آپ علی گڑھ اور علی گڑھ سے بنارس وغیرہ ہوتے ہوئے اعظم گڑھ جائیں گے، ایسی آفریادہ تک ہوگی۔

مذہب

اسلام

(مسلسلہ اشاعت گزشتہ)

تو اس کی کوشش ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

روز قیامت پر ایمان لانا خدا نے دنیا کو داجرا اور مقام امتیاز میں
عطا کیا بلکہ ایمان، یقین، اعمال اور اقوال کے بدلے کے لئے ایک اور دن
مقرر فرمایا ہے۔ قیامت کا دن وہی دن ہے۔ اس روز تمام لوگوں کو خواہ
کوئی مرنے کے بعد آگ میں جلا گیا ہو یا زمین میں دفن کیا گیا ہو۔ یا پانی میں
گرگرم ہو۔ یا درندوں نے بھڑکھایا ہو غرض سب کو خدا ازمبرؤ زندہ
کرے گا تاکہ ان کے اعمال کا جو وہ دنیا میں کرتے رہے حساب کرے اور
سب کو بدلا دے۔

دو فرخ اور جنّت پر ایمان لانا دو فرخ نہایت عذاب اور تکلیف کی جگہ
ہے۔ اللہ کی سنگنائی اور بھڑکائی کوئی آگ ہے جو مشرکوں، کافروں،
منافقوں، بے ایمانوں، ظالموں، گناہ کاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔
بشت مجیب دل کش اور راحت بخش مقام ہوگا۔ خدا کو ایک جاننے،
اس کی عبادت کرنے، گناہوں سے بچنے، ماں باپ کی حرمت و ادب کرنے،
انسانے جس کا بھلا چاہئے، ان کا بھلا کرنے۔ غرض تمام نیکیوں کا پیچھا کرنا،

ریڈنگ نام۔ ریڈنگ روم میں ہر ایک کا اس کے متعلق علیحدہ علیحدہ فہرستیں
تیار کر کے لگائی جائیں۔ علاوہ ازیں کمرہ مطالعہ کو مختلف قطعات اور
پند ہائے سود مند سے مزین کیا جائے۔ اور ہر بی بی میزوں پر اجنبی
اور سائل نہایت صفائی سے ترتیب دیئے جائیں۔ تمام اخبارات و
رسائل متواتر ایک میز پر پڑے رہیں۔ ایک ماہ بعد ہر ایک کی علیحدہ
علمیہ فائل تیار کی جائے۔ ایک سہ ماہی یا ششماہی کے رسائل
راخبارات اکٹھے کر کے ایک جگہ گرائی جائے۔ اور جبرئیل پریس
میں دوج کر دیئے جائیں۔ علاوہ ازیں کمرے کے باہر ایک لوٹس پورڈ
ہو جس پر روزانہ جدیدہ جدیدہ خبریں درج ہوں۔ اگر کوئی رسالہ کا
نقص اور پرستی اور نصیحت آمیز مضمون ہو۔ تو وہ بھی درج کیا جائے۔

تقدیر پر ایمان لانا تقدیر کے معنی ہیں اندازہ معزز کرنا۔ خدا فرماتا ہے کہ جس نے چیز
اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے۔ یہ خواہی کا اندازہ بھیرا ہو جسے کہ آفتاب ایک
وقت میں نکلتا اور دوسرے وقت میں غروب ہوتا ہے۔ چاند بھی گھٹتا بھی بڑھتا
ہے۔ کبھی دن ہوتا ہے کبھی رات۔ کوئی مرنے کا ہے۔ کوئی بیمار ہوتا ہے۔ کوئی شفا پاتا
ہے غرض دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہو گا سب خدا کے علم میں ہے۔ اللہ
فرماتا ہے کہ اسی باطن عجب کی کنجیاں ہیں۔ ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا
اور جو کچھ نکل اور دریا میں ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ اور کوئی پتا درخت سے
نہیں بھڑکا مگر وہ اسکو معلوم ہے۔

یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ جب ہر بات خدا کی طرف سے ہوتی ہے تو پرستش اور جبرا
اور سزا کوئی ہے؟ یا یہ کہ جو تقدیر میں ہوتا ہے ہو رہا ہے اپنی جانب سے کسی
بات کی کوشش کرنے یا عمل صلح کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھو کوئی
شخص کا گھڑ کی تیلی کی طرح بے اختیار نہیں ہے کہ کسی کے ہاتھ کے سوا ہل ہی
نہ سکتا ہو۔ سب آدمی اپنے ارادے سے اٹھتے اپنے ارادے سے بیٹھتے۔ اپنے ارادے
سے بولتے۔ اپنے ارادے سے نماز پڑھتے اور اسی قسم کے دین و دنیا کے تمام کام
اپنے ارادے سے کرتے ہیں۔ خدا نے انسان کو عقل دی ہے انھیں اختیارات
اور سمجھ کے سبب اس نے انسان کو اپنے احکام کی بجا آوری کا پابند کیا ہے۔
ایک جگہ خدا کا ارشاد ہے جس نے خیرات کی اور (خدا سے) دور رکھا اور بھلی
بات کو سوچ جانا تو ہم اس پر برکتی کرنی آسان کریں گے اور جس نے بھل کیا اور
نہ دیا تو ہم اس کو سختی میں مبتلا کریں گے۔

تقدیر کے مسئلے میں دراصل اس بات کی تعلیم ہے کہ خدا کو تمام حالات
موجودہ اور گزشتہ اور آئندہ کا عالم سمجھا جائے۔ یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور
ہو رہا ہے اور ہو گا۔ سب اذیل سے ابتک اس کو معلوم ہے۔ اور یہ کہ ہر بات
اس کے بقدر قدرت میں ہے اور وہ جس طرح چاہے ہر چیز میں تصرف کر سکتا
ہے۔ لیکن لیسَ لِلْإِنْسَانِ الْإِنْسَانِ یعنی انسان کو جو کچھ حاصل ہوا ہے

سائنس کیا اور کیوں؟

ہے۔ اور تھک جاتا جو جیسے کہتے ہیں کہ ہمارا دماغ کام نہیں کرتا دماغ میں اس وقت زہریلے مادے پیدا ہوتے ہیں جب ہمارا جسم کام میں مشغول ہو۔ اگر ہم کسی ایسے کتے کا خون چکھتا ہوں جو کسی دوسرے کتے کے دماغ میں سے تھکاوٹ نہ ہو والو دوسرے کتے کو فوراً تھکاوٹ محسوس ہوگی۔

اب ری ایل کی دھڑکن تو دل کبھی تھک ہی نہیں سکتا ہے اس کی حرکت بند نہیں ہو سکتی اگر ہم اس پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، دل کی ایک مقررہ حرکت ہی سے ظاہر ہے کہ اگر ہم دل سے زیادہ کام لیں گے تو اس کی حرکت بھی تیز ہو جائیگی یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ زیادہ حرکت کہاں سے آتی ہے؟ دل کے معلق

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس میں ایک لمبی قوت ہے جو ایسے موقعوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ دیکھئے دب زیادہ دوڑتے یا تیرتے ہیں تو اس لمبی قوت کا ظہور ہوتا ہے یعنی دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ جہاں تم دیکھو کہ یہ لمبی قوت ظاہر ہوتی ہے تو تم دوڑنا یا تیرنا بند کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری صحت پر برا اثر پڑے گا اور اکثر اوقات تم بے ہوش بھی ہو جاؤ گے۔

سلیم۔ ماسٹر صاحب، یہ بیہوشی کیا چیز ہے اور آدمی بیہوش کیوں ہوتا ہے۔ ماسٹر صاحب۔ سلیم واقعی بیہوشی ایک چیز ہے۔ جب آدمی زیادہ تیز دوڑتا یا تیرتا ہے تو اس کے دل کی لمبی قوت ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ اس وقت دل دماغ کو زیادہ خون میں پھیلتا۔ دل اور دماغ کا آپس میں تعلق ہے اور دل کا یہ فرض ہے کہ وہ دماغ کو خون پہنچائے۔ جب دماغ کو کافی خون نہیں پہنچتا تو دماغ کام نہیں کرتا اور زمین پر گر جاتا ہے۔ اور بیہوش ہو جاتا ہے لیکن اگر آس کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ جب ہم کھڑے یا بیٹھے ہوں تو دل کو دماغ تک خون پہنچانے میں کافی دقت ہوتی ہے۔ کیونکہ زمین عام چیز دنگو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسلئے جب آدمی گر جاتا ہے تو دل کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ اور جیسے ہی دماغ کو خون پہنچتا ہے دماغ اپنا کام شروع کر دیتا ہے سب کو ہم کہتے ہیں کہ ہوش آجاساں درست ہو گئے۔

احمد۔ دیکھو سلیم آج تالاب میں کتنا پانی ہے۔ اور کس قدر مٹا شفاف! آٹھ فٹ سے زیادہ ہی ہو گا۔

سلیم۔ کیا کہتے ہیں۔ آج تو میں تالاب کے تین پلکے ضرور لگاؤں گا۔ دوبنے کا تو کچھ ڈر ہی نہیں۔ اگر تھک گئے تو میں دیوار کو پکڑ لیا۔

احمد۔ تو بھی میں تجھے رہنے والا سمجھتا ہی ہوں۔ بس جہاں تم وہاں میں دونوں دوستوں نے کپڑے اتارے اور تیرنا شروع کیا۔ ابھی سلیم نے وہی پلکے لگائے تھے کہ تھک گیا اور میرے حصوں پر تھیک کر آرام کرنے لگا۔

احمد۔ بس۔ کہاں گئے آپ کے دوسرے۔

سلیم۔ بھی میں تھک گیا ہوں۔ میرے دل کی حرکت بھی زیادہ ہو گئی ہو سمجھ میں نہیں آتا۔ آدمی تھکا کیوں ہے؟ اور اس کے دل کی حرکت کیوں زیادہ ہو جاتی ہے؟

احمد۔ بس اتار آئے فیلو فیوٹ گنگو پر۔

سلیم۔ مذاق مت سمجھو۔ میں تو جا کر ماسٹر صاحب سے پوچھ چکا، دو گھنٹے کے بعد سلیم اور احمد پور ڈمک پہنچے اور سلیم سیدھا ماسٹر صاحب کے کمرے میں گیا اور کھانا ماسٹر صاحب کے دواخانے میں کھانے لگا۔ ہم تھکے کیوں ہیں اور زیادہ دوڑنے یا تیرنے کے بعد ہمارے دل کی حرکت کیوں تیز ہو جاتی ہے؟

ماسٹر صاحب۔ تمہارے دل میں یہ خیالات کیسے پیدا ہوئے؟

سلیم۔ آج میں نے تالاب کے وہی پلکے لگائے تھے کہ میرا سانس پھول گیا اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

ماسٹر صاحب۔ تھکنے کی دو وجوہات ہیں۔ لیکن ہمیں عام وجہ بتانا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب ہم کوئی کام کرتے ہیں تو مختلف تبدیلیوں کی بنا پر ہمارے جسم میں ایسے مادے پیدا ہو جاتے ہیں جو زہریلے ہوتے ہیں۔ یہی زہریلے مادے ہمارے جسم پر اثر کرتے ہیں۔ اور تم تھک جاتے ہیں۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ جب ہم کوئی سخت کام کرتے ہیں تو جسم کے دوسرے حصوں سے زیادہ ہمارا دماغ اثر پذیر ہوتا

جغرافیہ

آبادی

دنیکہ ہر ایک حصہ میں کیسا آبادی نہیں۔ پھر ایک ہی ملک کے سب حصوں میں ایک سی آبادی نہیں ہوتی۔ جس طرح کوئی شہر شہر ہوتا ہے اور کوئی چھوٹا۔ اسی طرح دنیا کا کوئی حصہ زیادہ آباد ہے اور کوئی کم۔ اس کی وجہ سمجھنے کے لئے سب سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیے کہ لوگ رہتے کہاں ہیں؟ ظاہر ہے کہ انسان کی آبادی شہروں میں ہوتی ہے یا گاؤں میں۔ اب اگر ہم یہ معلوم کر سکیں کہ دنیا کے مختلف حصوں میں شہروں اور گاؤں اور پھر شہروں اور گاؤں میں آبادی کی کتنی جتنی کا کیا سبب ہے تو ہم یہ سمجھ سکیں گے کہ آبادی کا انحصار کن باتوں پر ہے۔ فرض کرو تم یہ کہنا چاہو کہ کسی ایسے دیار میں یا پھر دنیا بھر میں کوئی چیز پیدا ہوتی ہو تو کیا تم وہاں رہنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔ ہرگز نہیں۔ اس طرح اوپر اور نیچے ہزار ہا سال بھر تک سوالے برف یا گنے جنگلوں کے اور کھیتیں ہوتا، دشوار گزار گھاٹیاں، دشت و صحرا، سنگلاخ ساحل اور گنے جنگل آبادی کے لئے موزوں نہیں ہوتے، نتیجہ اس کا یہ ہے کہ دنیا کے کونساں سلسلوں کا بیشتر حصہ، ایشیا اور افریقہ کے صحرا، ایمیزن اور کانگو کے جنگل اور متعدد ساحل آبادی سے بالکل خالی ہیں ایسے ہی شمالی اور جنوبی سمندروں کے اکثر جزائر، قطبی علاقے اور افریقہ کے اکثر حصے آب و ہوا کی ناموزونیت کی وجہ سے آبادی کے لائق نہیں۔ مثلاً آنتانی شمال اور آنتانی جنوب میں تو اس قدر سردی پڑتی ہے کہ انسان اسے برداشت نہیں کر سکتا اور بھات متقدہ کے شمال میں ہمالیہ کے ساتھ ساتھ ایک نشیبی علاقے میں جو ترائی کے نام سے موسوم ہے لیکن میاں کی آب و ہوا سخت کے لئے نہایت مضر ہے۔ ان سب علاقوں میں یا تو موسم ہی سے آبادی نہیں یا ایسے ہی نہیں خالی خالی کچھ لوگ بستے ہیں۔ ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ہم دنیا کے نقشے پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اگرہ ارضی کے بعض حصے آبادی سے کیوں محروم ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہم یہ بھی بتا سکیں گے کہ دنیا کے جن حصوں میں کثرت سے آبادی ہے اس کی کیا وجہ ہے صاف ظاہر

ہے کہ انسان ہمیشہ جنگلوں اور پہاڑوں سے دور مسکن اور شادابادیوں مرتفع و نشیبی میدانوں اور ایسے سواحل پر آباد ہو گا جہاں آمد و رفت میں کئی چیز نافع نہ ہو۔ انسان اپنی ضروریات زندگی حباب ہی پوری کر سکتا ہے اگر کھیتی باڑی بھی ہوتی رہے اور لوگ صنعت و حرفت میں حصہ لیتے رہیں۔ یہی ایک صورت ہے تجارت، کاروبار، ذرائع آمد و رفت اور شہروں اور گاؤں کے قائم ہونے کی۔ ممکن ہے بعض لوگ یہ کہیں کہ ہم نے تو صحراؤں اور جنگلوں اور دشوار گزار پہاڑوں میں بھی انسانوں کو بستے دیکھے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ صحراؤں میں کہیں کہیں عمدہ خلیستان بھی ہوتے ہیں جہاں آدمی باسانی رہ سکتا ہے اور دوسرے ملکوں میں آج سکتا ہے اسی طرح جنگلوں میں ایسی چیزوں کی کمی نہیں ہوتی جن سے انسان اپنا پیٹ بھی بھر سکتا ہے اور جن کی تجارت سے وہ روپیہ کما سکتا ہے۔ اسی لئے لوگ کبھی جنگلوں ہی میں آباد ہو جاتے ہیں اور زیادہ تر خشک ریگزار کرتے ہیں۔ بعض ساحلوں کے کنارے کہنا ہے ماہیگیر تو ہیں ہمیشہ حرکت کرتی رہتی ہیں۔ ان کی گند چمکی کے ننگا رہ رہتی ہے۔ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹی چوٹی تنگ وادیوں میں بھی تھوڑی بہت جگہ آبادی کے خاں غل آتی ہے اور وہاں کی آدمی آباد ہو جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ان تمام مقامات پر میدانوں کے مقابلے میں آبادی بہت کم ہوگی۔ بہر کیف جس طرح ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ بعض علاقوں میں جو آب و ہوا کے قابل نہیں ہوتے کہیں کہیں کموں تھوڑے بہت لوگ آباد ہو گئے۔ اس طرح ہم یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا کے مختلف ممالک یا ایک ہی ملک کے مختلف حصوں میں آبادی کی کتنی کمی کیا وجہ ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جہاں کسی ملک میں باکسی ملک کے کسی حصہ میں پہاڑوں، صحراؤں، وادیوں اور نہروں کی کثرت ہوگی اس قدر وہاں آبادی بھی کم ہوگی۔

(بقیہ آئندہ)

تاریخ

سلطان غیاث الدین بلبن

(سلسلہ اشاعت گزشتہ)

لے کر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوا۔

نے کر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوا۔
 طغرل نے کوئہ سلطانی کی آمد کی خبر سنی تو فوراً وہ فرار اختیار کی اور حاجی
 میں جا کر پناہ لی۔ لشکر سلطانی نے طغرل کا تعاقب کیا اور بھی مبت و دیرین پھینچے
 تھے کہ بعض جاہل مزدادوں نے اسے جالیا۔ طغرل اس بدحواسی کے عالم میں
 ایک دریا میں کود پڑا اور جا لیا کہ پارتی تیرے۔ لیکن فضائے الہی سربراہ کی تھی،
 ایک مردانے اسی حالت میں اپنی تیغ بے نیام سے اس کا سر تن سے جدا کر لیا
 اور وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سر لاکر لکھنؤ کی کے بازار میں لٹکا دیا گیا تاکہ
 سرکشوں اور باغیوں کو عبرت ہو اور بدعات و سرکشی کا سودائے خام ان کے
 دماغ سے نکل جائے۔ طغرل کے بیٹے رفیق اور شریک کار باقی وہ گئے تھے جنہیں
 انھیں سخت سے سخت سزاؤں کا حکم دیا۔ چنانچہ وہی میں قطاری کی تپا بجھا لیاں
 کھڑی کر دی گئیں کہ خاندان سلطنت اور بے وفایان و دولت کی گردن میں ان
 سے لٹکادی جائیں، لیکن بہن بیاضت مزاج تھا، وہ سیاہی رحل بھی تھا۔ قاضی
 شہنے جب یہ قیامت برپا ہوئی تو ہمہ تن سفارش و تکرر سے انھیں بچنے کے لئے
 نے آئے تاکہ سب پوچھا تو دلی زبان سے عرض کیا کہ اگر اترنے اس لوگوں کی جان
 بخشی کر دی جائے تو یہ عفو و کرم ہمیشہ کئے ان کی گردنوں میں اطاعت و
 وفاداری کا پھندا ڈال دے گا۔ بادشاہ نے قاضی کی اس سفارش پر
 سب کو قیلم معاف کر دیا۔ (باقی آئندہ)

تذکرہ کی کہانیاں

اس کتاب میں ترکی بچوں کی باہر سی اور بہت وجوہات کی چند صحیح اور سچی کہانیاں ہیں جن کے پڑھنے سے بچوں میں قومی جوش پیدا ہو جائے اور ان ترک بچوں کی طرح وہ بھی تندرست اور باہر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

قیمت صرف ۴۲ روپیہ

پایہ تخت کی طرف سے اطمینان کرنے کے بعد اس نے برون شہر کی طرف رخ کیا۔ دہلی کے مصنفات میں کچھ سیوا کی رہا کرتے تھے اور مغربی دروازے سے یاہران کا کین گاہ تھا۔۔۔ وقت بے وقت جہاں موقع پاتے، شہر کے اندر گھس آتے اور شہر والوں کو لوٹ مار کر بھرتے کین گاہ میں واپس چلے جاتے۔ بادشاہ نے ایک چھوٹا سا فوجی دستہ نیکران کا سربراہ لگایا اور بالآخر انھیں وہاں سے شہر کے شہر کو مامون و محفوظ کر دیا۔ علاوہ اس کے قرب و جوار میں جہاں اور کس قیام امن اور حفظ جان دال کی ضرورت تھی، بادشاہ نے فوجیں بھیج بھیجا اسے درست کیا۔ کام پلید اور میاں کے درمیان جو سرگ تھی، اس پر غارتگری کی تسکیت تھی، بادشاہ نے اس کی روک تھام کی۔ دہلیوں کے قرب کی لوگوں نے سراٹھایا، بادشاہ نے عین وقت پر نیکران کی سرکوبی کی۔ شیرخان نامی ان چالیس غلاموں میں ایک غلام تھا جس کی طرف سے بادشاہ کو بغاوت کا خبر تھا، بادشاہ نے اس کاٹنے کو راہ سے دوڑھینکا لیکن سب سے زیادہ فکر بردار کا باعث کھنوی دہنگاہ کا علاقہ تھا جو یائے تخت سے اس قدر دور ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سرکشی اور بغاوت کا مرکز بنا رہتا تھا۔ اس وقت جبکہ بادشاہ قرب و جوار میں قیام امن کی تدبیروں میں مصروف تھا، طغرل نامی ایک شخص کے علم بغاوت بلند کرنے کی خبر سنی کی طرح گری۔ مجرروں نے اگر جزوی کفر لے کھنوی کے مقابلہ میں معیت الدین کے لقب سے خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے اور خطر میں اپنا نام رکھتے اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی جاری کر دیا ہے۔ بادشاہ نے یہ سنتے ہی امیرخان نامی ایک افسر کی سرکردگی میں فوج بھیجی، امیرخان کو شکست ہوئی اور وہ غناب شاہی کے مورہ ہوئے۔ اس کے بعد پھر دوسری فوج بھیجی گئی لیکن اس کا بھی یہی انجام ہوا۔ اب تو بادشاہ کا جوش انتقام بھڑک اٹھا۔ پایہ تخت کا انتقام نامی شہر کے سیرو کیا۔ چھوٹے بے خبر افغان کو سامان سے ملایا اور ایک رے لشکر کو عمر

نظم بچپن

دیر زندگی صاحبِ دردِ ہماری اُردو اکادمی کے رکن ہیں اور اس سناٹے اس نظم پر ان کا شکریہ ایک رسمی بات ہوگی البتہ یہ درخواست ضرور کیا جائے گی کہ
کئے ایسی دلچسپ نکتوں کی ابھی اور ضرورت ہے (ایڈیٹر)

اسے بچپن، مہرے ہمدرد، میرے نگہگار
اک زبان تک رہا ہے تو۔ تو میرا یادگار
تو میری شخصی حکومت کی ہے نادر یادگار

تو فوجِ محبِ المِ تہذیب سے آوارہ تھا
جب لوہے آغوشِ شہسختِ نظرت بس ترا گوارہ تھا

ایک وہ دن تھا کہ تجھے سے عقل بھی بچوں کو دور
ایک وہ دن تھا کہ بالکل ہی نہ تھا تجھ کو شعور
ایک وہ دن تھا کہ جب ہوتا تھا کچھ تجھے تصور

مارا کیا ہے کوئی تجھ کو جھڑکنا بھی نہ تھا
مطلعِ امید روشنِ فعل تھا ہر اک ترا

کھلتی ہوئیوں پہ تیرے جب سیرت کی لہر
باغِ خوش ہوتا تو ماں سرور ہونی دیکھ کر
پھر چل کر دوٹو جانے سے تیرے ہر بات پر

ماں اسی دم چھٹھانے کر مانی پھر تجھے
اور گھٹنوں لگا لگا کر وہ ہنسائی پھر تجھے

صبح سے پھر وہ بے ترک یہ ترارِ مہیا نظام
کھینتا رہتا تو مٹی کے کھلونوں سے حرام
پھر اسے توڑا اسے پھینکا اسی میں ہوئی شام

تیری سستی لذتِ عالم سے لذت کش نہ تھی
تیری خوش بینی کسی حالت کی منت کش نہ تھی

تو فنی، اور فکر میں رہتے سبھی تیرے لئے
کون سی شے تھی نہ جو وجود تھی تیرے لئے
تو نے جو زندگی، وہ پوری کی گئی تیرے لئے

سچ تو یہ ہے تو بھی اپنے وقت کا ہے بادشاہ
اب اثر تیرا نہ وہ تیری حکومت، آہ آہ

لوریاں لے مکے ماں تجھ پر ہوا کرتی فدا
تجھ کو بھولے میں لٹا کر گیت گاتی نیند کا
شع سے باتیں کیا کرتا تھا تو گھٹنوں پر

تیرا سزاگِ فعل سب کو اس قدر محبوب تھا
جرم کرنے پر بھی کچھ تجھ کو نہ ملتی تھی سزا

تھے یہ سب تیرے ہنر، جب تک سمجھائی نہ تھی
جب سمجھائی۔ تو کس حرکت میں رسوائی نہ تھی
خندہ زن تجھ پر اکیلی یاس دہنائی نہ تھی

شانِ استقلال بھی ہنستی رہی آٹھوں پر
جیت تجھ میں اب تک باقی ہے بچپن کا اثر

کیسے ہیں ہمدرد، کچھ ہم، گر گزرتے ہی نہیں
نقشِ ہستی میں بقا کا رنگ بھرتے ہی نہیں
جیت ہے ہم۔ کام کوئی۔ جہم کے کرتے ہی نہیں

پھر تیری کس طرح ہو کس طرح ہو بس پھلین
جب قدمِ داہِ عمل میں دنگلاتے ہی ہیں

احسان کی قید

کئے ایک بتریا۔ تھوڑی دیر اور مطالعہ کے بعد سرسٹر صاحب بھی ہو گئے۔ افضل نے لحاف سے منہ نکالا۔ سمع جل رہی تھی۔ اور اس کی حیل دار روشنی میں وہ نفرتی گدستے اپنی سار دکھا رہے تھے۔ اور ایک طرف ایک سونے کا گدستہ رکھا تھا جو جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ مگر افضل کی نگاہ صرف ان دونوں نفرتی گدستوں پر پڑی۔ یہ دیکھ کر اسے لایح نے آدیا۔ کہ سرسٹر صاحب اب خواب میں مدھوش ہیں۔ یہ حیلے جانے کا اچھا موقع ہے۔ اور سرسٹر کی همان نوازی اسے ملاست و نڈت کر رہی تھی۔ مگر آخر اس پر چوری کی عادت غالب آئی۔ وہ بستر سے اٹھا۔ اور دونوں گدستے اٹھا کر دروازے کی طرف چل دیا۔ اس کا دل ضمیر پر فتح پانیا۔ حرص اس کو گدستے دکھا کر جو ملہ دلا رہی تھی۔ اس نے چپکے سے دروازہ ہولا۔ اور سرسٹروں پر سے اترنے لگا۔ ہر ایک سیرھی اسے ملاست کرتی تھی بالآخر وہ باہر چلا گیا۔

صبح سویرے سرسٹر صاحب اٹھے۔ گدگدستے نہ پا کر مبت گھبرائے لیکن انھیں افضل پر رحم آیا۔ اور وہ اطمینان سے مطالعہ میں مشغول ہو گئے وقتاً سرسٹروں سے کسی کے اوپر اس کی آواز آئی۔ اور جلد ہی ایک لڑکے کا نشیل افضل کو پکڑے ہوئے لایا۔ اور بولا۔ ”سرسٹر صاحب۔ یہ شخص آپ کو اسادوست بنا رہا ہے۔ اور کتنا کہ سرسٹر صاحب نے یہ دونوں گدستے تحفے کے طور پر دئے ہیں۔ مجھے شک و شبہ ہوا۔ اس نے اس کو آپ کے سامنے پیش کیا۔ سرسٹر نے کہا:-

اوہو۔ انھیں جلدی پھپھورو۔ یہ تو میرے عزیز دوست ہیں۔ میں نے انکو یہ دو نفرتی گدستے تحفے میں دیے ہیں۔ اور ایک اور جلدی ملائی گدستہ دینا تھا۔ مگر یہ صاحب اس گدستے کو پھول گئے تھے۔ اچھا ہوا۔ جو اس اگئے۔ یہ کمکر سرسٹر صاحب نے ایک اور ملائی گدستہ لا کر افضل کے ہاتھ میں دیا۔ اسدن سے افضل نے توبہ کی۔ کہ آئندہ چوری نہ کروں گا۔

سروی کا موہم ہے۔ شام کے آٹھ بجے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جل رہی ہے۔ شہر کی شاہی سڑک کے دورو یہ جا بجا خوشنما پھول لگے ہیں جو اپنی خوشبو سے سڑک کی نفا کو معطر کر رہے ہیں۔

افضل باہر نکلا۔ وہ غریب اور محتاج میکس تھا۔ ایک دفعہ چوری کے الزام میں دو سال کے طویل عرصہ تک جیل میں قید رہا۔ چوری کرنے کے وقت ایک ۱۶ سالہ نوجوان تعاب وہ ۱۸ برس کا ہے۔ چوری کی عادت اس کا پچھیا میں بھورتی۔ وہ اپنے دل میں طرح طرح کے خیال لاد رہا ہے اور ہر کام سرسٹروں کی قوت اپنے اندر پاتا ہے۔ وہ ایک موٹا سا ڈنڈا لے کر ایک جانب کوروا نہ ہوا اس کا اس وقت کا خیال چوری تھا۔ اور پریشانی کی حالت میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر جاتا تھا۔ اتنے میں گھر والے نے وٹس بجائے۔ تو وہ چونک بڑا۔ ہر طرف نظر دوڑائی۔ اور پنج دس سکندھو پکڑ کر ایک طرف کو چل پڑا ایک بازار سے جو کر ایک تنگ گلی میں پھنسا۔ میان اس نے جب جاب ایک ترانسادروازہ کھولا۔ اور سرسٹروں پر چڑھنے لگا۔ آخر کی سرسٹری کے پاس کھڑا ہو گیا۔ کو کچھ مالک مکان جو ایک شریف اور مدبر سرسٹر تھا۔ سو بامیں تھا۔ بلکہ اپنے مطالعہ میں مشغول تھا۔

تھوڑے عرصے بعد بارش ہونے لگی۔ اور افضل سروی برواشت نکر سکا کیونکہ اس کے پاس کوئی اور ڈھنچے کا کپڑا نہ تھا۔ سروی کی وجہ سے اس کے دانت کٹ کٹانے اور ہاتھ پاؤں کا پھٹنے لگے۔ تنگ آکر اس نے مالک مکان سے رہائش کی جگہ مانگی۔

سرسٹر کے دریافت کرنے پر ”جناب میں ایک لاجاریہ تیم اور غریب آدمی ہوں۔ بوجھ گزشتہ امام میرے پاس کپڑا میں۔ سروی کے مارے مڑا ہوں۔ اور تنگ آکر آپ کے پاس پناہ گزین ہوا ہوں اس وقت میری حالت قابل رحم اور آپ کے ترس کی محتاج ہے۔“

یہ سن کر سرسٹر کو مبت رحم آیا۔ پہلے اس کو چلنے پلانی پھر سونے

”بن باسی قلندر“

سے عجیب ٹہلنے راگ بگھٹتے تھے ہر طرف ہرے ہرے سبزے کی سا بھٹی تھی اور ایسا معلوم ہوا تھا کہ کسی نے سنبھال و نمور کا فرش کر دیا ہے ماری کے اطراف بہت بھاری خیمے تھے چاندنی میں ان کا پانی ایسا معلوم ہوا کہ گویا سیلاب بہ رہا ہے چاروں طرف ناؤں نے دھوم مچا رکھی تھی۔ عرضِ نظرت کی تمام چیزیں وہاں موجود تھیں۔

میں ان چیزوں کا خطا اٹھاتے ہوئے اور آگے بڑھا جہاں وہ جھوپڑی واقع تھی حب جھوپڑی کے پاس پہنچ چکا دیکھا کہ اس جھوپڑی کے سامنے ایک بن باسی قلندر بیٹھا ہوا ہے۔ سامنے بڑی بڑی راٹھ اور جنس چھوٹی ہوئی ہیں۔ ایک پر بھوت ملا ہوا ہے اور ایک گھسے مک لنگوٹی باندھے ہوئے مستانہ نگاہوں سے اوپر ادھر ادھر دیکھ رہا ہے حب میری اور اس بن باسی کی آنکھیں دو چار ہوئیں تو میں نے ادب سے جھک کر سلام کیا بن باسی نے نہایت حیرت سے دیکھتے ہوئے سلام کا جواب دے کر اپنے پاس بڑی مہربانی سے بلایا اور ہرن کے چہرے کو میرے لئے بچھا دیا۔ میں اس کے اصرار کرنے پر اس پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد بن باسی مجھ سے اس طرح مخاطب ہوا کیوں بابا تمام اس طرف اتنی رات کو کوکہہ رہے تھے۔

میں۔ بابا جی یعنی طبیعت جو اگتا گئی اور دشت کا غلبہ ہوا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دیکھا نہ نظر بھایا۔

بن باسی۔ تم کچھ کھاؤ گے؟

میں۔ جی نہیں ہمارا ج مجھے باگھ اشتہا نہیں ہے۔ آپ کے دیدار سے ہی طبیعت سیر ہو گئی۔

غرض بن باسی نے بڑے اصرار سے بے وقت کھانے پر مجبور کیا پھر ایک جی دجلہ نے کئی قسم کے پھل لاکر سامنے رکھے۔ کھانے سے فارغ ہوئے بعد میں نے بن باسی کے اس طرح تنہائی میں رہنے کی وجہ پوچھی اور دریافت کیا کہ آپ نے اس طرح آبادی سے منہ پھیر کر اس بپاری پر رہنا کیوں کر چن لیا

چودھویں رات کا چاند فلک پر کمال اوج پر تھا۔ قریب بارہ کے بج چکے تھے شہر کی ساری وسعت پر شب کی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ راہروں کی آمد رفت کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ آسمان صاف و شفاف صورتِ بلور بنا ہوا تھا۔ فضا نہایت خاموش اور ہوا کی رفتار نہایت نرم اور خشکی امیر تھی۔ اس پر اثر کیفیت کو دیکھتے ہوئے میں آگن کے صحن میں چار پانی برپا ہوا تھا۔ بجے اس کے کہ اس نظر سے میں متاثر ہوتا مجھ سے قرارداد نہیں تھا طبیعت پر امنائی و شست کا غلبہ تھا اور ٹھکرات چنر و چند کی گھاٹ چھائی ہوئی تھی پھر چنر نگہ کو شش کی کہ پیدا جاکے اور یہ بیلاری دور ہو لیکن نیند نہ آئی تھی نہ آتی اور بے چینی سے چھٹکارہ نہ ملا۔

آخر اگتا کر گنگا جی کی راہ لی۔ گنگا جی کا منظر عجیب سحر انگیز اور دل خوش کن تھا ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ موصوں اٹھ اٹھ کر اپنے خون کو دیکھ کر کڑھ رہی تھیں۔ دشت کا عالم بھی عجیب ہو رہا تھا۔ دودھ سی چاندنی بھیلی ہوئی تھی۔ موجوں کے تلاطم سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی نہیں ہے بلکہ چاندنی کے پتھر ہیں یا لوری آمینہ۔ یہ لوری آمینہ اتنا مرغوب تھا کہ جس میں خوابانہ فلک بھی اپنا جلوہ دیکھ رہے تھے۔

ان پر اثر مناظر کو دیکھ کر میری تمام بیلاری اور ٹھکرات تبدیل ہو گئی و فرخت ہوئے اور میں اس تنہائی کی حالت میں آگے بڑھا چلا گیا۔ قریب ایک میل راستہ طے کرنے کے بعد مجھے ایک بدوور بپاری نظر آئی جو گنگا سے متصل تھی۔ جب اس کے قریب چھوٹی گیا دیکھتا ہوں کہ اس بپاری پر چھوٹی سی جھوپڑی بنی ہوئی ہے اور سامنے کچھ فاصلے پر آگ روشن ہے پہلے تو کسی قدر خوف پیدا ہوا اور آگ کے بڑھنے کو طبیعت بچکائی۔ آخر دل مضبوط کر کے اس بپاری پر چڑھا۔ بپاری اوپر کی جانب نہایت سطح تھی۔ ہر طرف بھاری سی جھاڑی نظر آتی تھی۔ اس طرح دشت و جبل کا دلکش منظر میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہوا کے جھوکوں سے دھڑکنے

انعامی مضامین

۲۹ راکٹر ۲۰۰۷ء کو ہاری عزیز دوس گاہ کا یوم تائیس ہے اور اس خوشی میں پیام تعلیم کا بھی تائیس غبراسی تاریخ کو شائع ہوگا۔ اس خاص نمبر کے لئے ابھی سے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اچھے اچھے مضامین جمع کئے جا رہے ہیں۔ طلباء کے مذاق اور دلچسپی کی تصاویر کا انتظام ہو رہا ہے۔ اس نمبر کی کتابت اور طباعت بہت زیادہ زیب ہوگی اور اگر ممکن ہو تو بعض صفحات کی دوسری رنگین چھاپی کرائی جا سکے گی۔ اس خوشی میں کہ جامعہ اپنی زندگی اور خدمت حق کے نو سال بخیر و خوبی ختم کر رہی ہو آج ہم بعض انعامی مضامین کا اعلان کرتے ہیں جن کا نتیجہ ۲۹ راکٹر پر شائع ہونے والا ”پیام تعلیم“ میں شائع ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پیام تعلیم کے تمام خریدار اس مقالے میں ضرور شریک ہوں گے اور انعامات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱) پانچ روپے کا پہلا انعام اس طالب علم کو دیا جائے گا جو دنیا کے مذہب مثلاً اسلام، عیسائیت وغیرہ وغیرہ میں سے کسی ایک پر بہترین مضمون لکھے گا۔

(۲) پانچ روپے کا دوسرا انعام پیام تعلیم کے سائنس کے مضمون لکھنے والے کو ملے گا۔ عنوان کا انتخاب ہر طالب علم خود کرے۔

(۳) پانچ روپے کا تیسرا انعام اس طالب علم کو دیا جائے گا جو کسی بڑے نقشبند مثلاً گوتمس وغیرہ کی نقشبند اور سفر کے حالات بہترین انداز میں لکھے گا۔

(۴) پانچ روپے کے چوتھے انعام کا مستحق وہ طالب علم ہوگا جو کسی تاریخی موضوع پر بہترین مضمون سپرد قلم کرے گا۔

(۵) پانچ روپے کا پانچواں انعام اس طالب علم کو دیا جائے گا جو بہترین تیغیہ خیر کمانی لکھے گا۔ شرائط (۱) مقابلہ میں صرف دسویں جماعت تک کے طالب علم شریک ہو سکتے ہیں جماعت کا حوالہ دینا بھی ضروری ہے۔

(۲) خریدار ”پیام تعلیم“ اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دیں۔ دوسرے طالب علم اپنے ہر مضمون کے ساتھ ۳۰ کاٹکٹ بھیجیں۔

(۳) انعامات ۱۵ ستمبر ۲۰۰۷ء تک ”زی۔ و۔ دفتر پیام تعلیم“ دہلی کے پتے پہنچ جانا ضروری ہیں۔

کیا شہر میں ایسے لوازمات میسر نہیں آسکتے تھے؟ کیا شہروں میں رکھ دوائے تھلے کو نہیں پاسکتے۔

میرے اس طرح سوال کرنے پر بن باسی نے جواب دیا بابا! جو چیزیں ہم بن باسیوں کو جنگل میں رہ کر میسر ہوتی ہیں وہ شہروں کو عصر بھر بھی میسر نہیں ہو سکتیں۔ تم لوگوں کے دن رات دنیا کے فکروں میں۔ بکری۔ دغا بازی اور حرص و ہوا میں گزرتے ہیں۔ کسی کو دال چپاتی کی شکایت ہے۔ کسی کو سنگی کا شکوہ ہے۔ غرض ہر وہ ناقص اور ذلیل افغان جو انسان کو گناہوں میں مبتلا کرتے ہیں دنیا میں رکھ دیا اختیار کرنے پڑتے ہیں۔

مجھ کو دیکھو کہ کسی سے سرور کا نہیں۔ سنسار سے ہم نے کچھ بھیر لیا اور ساجن کی طرف رجوع ہو گئے۔ اس جنگل میں ہماری زندگی نہایت اطمینان اور آرام کے ساتھ گزرتی ہے جنگل کے پھل ہماری غذا ہیں۔ جنتوں کے پانی سے ہم اپنی پائیں بجاتے ہیں۔ سونے کیلے ہمیں نہروں نخل کا فرش ہے۔ دن کو سورج کی محض ہے۔ رات کو ستاروں کی سبھلے۔ ہمیشہ خوش گوار ہوا ہمارے لئے موجود ہے۔ پر نہ بے اگر عرفان کی تائیں اڑتے ہیں۔ کیا ایسی زندگی کسی کو نصیب ہوئی ہے۔ کیا آبادی میں وہ کراہی ایک زندگی بسر ہو سکتی ہے۔ کیا ہم اس اطمینان کے ساتھ ہمیت کی یاد کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

دنیا کی تو یہ حالت ہے کہ ہر دم پریش کے دھیان میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ دغا فریب و دھوکائی ان کا رات دن مشغلہ ہے۔ کبھی بھی بھگوان کی یاد نہیں ہوتی حالانکہ سب چیزیں فانی ہیں صرف خدا ہی کی ذات کو بچا ہے۔

بن باسی کی تقریر سے میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اور مجھ پر تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر کی جھانگی۔ احمس باتوں اور دیگر مختلف تصویروں میں آسمان کا رنگ بدل گیا۔ چاند ستارے ماند پڑنے لگے۔ طائران خوشنوا اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے۔ میں نے بن باسی سے اجازت لی اور جادھرتے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا۔



دائیں سے بائیں

انعامی معما

اوپر سے نیچے

۱- یورپ کی ایک قوم

۲- شہرنا

۳- حرفِ ندا

۵- کھیلنے کی چیز

۷- پکٹی

۹- چہرہ

۱۲- چادر

۱۳- ناپید

۱۶- آواز

۱۷- کیس (انگریزی)

۱۸- یہی

۲۰- پرانا

۱- ایک شاعر کا نام ۲۳- روانہ ہو

۳- آتش ۲۴- شراب

۶- بانسری ۲۵- جسم

۸- راستہ

۹- انگریز شاعر

۱۰- دور

۱۱- کوئی

۱۳- شان

۱۵- حیات

۱۹- ایک

۲۱- بچوں کی ورزش کرنے والی

۲۲- برداشت کر

۲۳		۱۵		۱۰	۸	۶	۱
	۳۱	۱۶					۲
			۱۲				
۲۴		۱۷		۱۱			۳
					۹		
		۱۸					
			۱۳			۷	
۲۵	۲۲	۱۹	۱۴				۴
		۲۰					۵

شرائط

۷ جون کے معنے کا حل

نتیجہ

۷ جون ۲۰۲۰ء کے معنے کا صحیح حل تو کوئی

موصول نہیں ہوا البتہ مندرجہ ذیل اصحاب

کے حل تقریباً صحیح ہیں۔ شرائط کے مطابق

انعام برابر برا بھلا کہیں

۱- ابوالکلام محمد اختر عالم صاحب - آراء

۲- ساجد علی صاحب - بیٹو دراج - دہلی

۳- سعید احمد صاحب - بالا گھاٹ

۴- محمد عبدالسلام صاحب - بالا گھاٹ

۵- محبوب الرحمن صاحب - دیوبند

انعامات ایک ہفتہ کے اندر حاصل

کروئے جائیں گے۔

ل	د	ہ	د	ن	ز	ی	گ	ن	ز
ی	م		م	و	ب		ل	ا	
ک	ن	خ		ج	د		ل	خ	ن
ا		ر	ز		ا	گ		د	ی
ہ	م		ا	س	م		ن	ا	ہ
سے		ل		ر	ت		ی	م	سے
ن		م		ا	ی	ر		و	ت
ا		ن		ی	س		ا	ی	د
م	ق	س		ش	م		ا	ر	ک
	ک		ب		س		م	ز	ا
م	ر	و	ہ	د	ل	خ	ا	ج	ی

۱- صحیح حل بھیجے والے کو مبلغ صد کی کتاب پیش کیا جائے گی۔ لیکن اگر ایک سے زیادہ اور پانچ تک صحیح حل وصول ہوئے تو انعام برابر تقسیم کر دیا جائیگا۔ پانچ سے زیادہ صحیح حل وصول ہونے پر پانچ شخصوں میں بذریعہ عدالت انعام تقسیم ہو گا۔

۲- خریدار "ساتھ" یا وہ لوگ جو اپنے حل کے ساتھ ۳۰ روپے کا ٹکٹ بھیجیں مقابلے میں شریک ہو سکتے ہیں۔

۳- روزانہ ساعت سے پندرہ یوم کے اندر تمام حل دفتر بھیج جائیں

حکومت نے بھی دیکھ لیا ہے

حزیت و آواز کی کا دعائی

شہا سہ روزہ شائبہ



کا بھی سے گھر گھر جا ہے۔ جسکے کچھ ترنے عورتوں، بڑھوں اور جوانوں کے دلوں اور دھنوں کو لپٹ کر رکھ دیا ہے۔ جسکے بچوں کو ملک کے گوشے گوشے میں دوست اپنے دوستوں غریبوں کو تحفے کے طور پر بھیجے ہیں۔ جس نے غلامی زلت - تاریک خیالی رجعت پسندی - میدنی - جمود اور غفلت شعاری کے پردوں پر بچیوں کی باتیں برسا دی ہے۔ جسکا پرٹنے والا خدا کی غلامی کرتا ہے۔ اسکے بعد اگر نعمت اعلیٰ کا باجروت بادشاہی کیوں نہ ہو۔ ایک مساوی انسان کی حیثیت سے برادرانہ طور پر ہاتھ برھتا ہے۔ اور نخت و غرور اور تکبر و اقتدار پسندی کے تہوں کو بھکرا دیتا ہے۔

وہ اخبار "شہا"

اگے چل کر لیا کیا نہ دکھائیگا "شہا" معقولیت اور صداقت کیساتھ دہل اور باطل کے قلعوں کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس کی بے رحمی معقولیت پسندی اور روا داری کا ہر طبقے میں اعتراف کیا جا چکا ہے۔

مدایت کے تسارے سے بھیجے۔ "شہا" کے پٹے دئے فتنہ گد عالم کی گھاٹوپ تاریکی میں تبلیغ اسلام اور آزاد خیال ہونے اور اپنے انسانی فرائض سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے "شہا" کو مستقل طور پر پڑھنا شروع کروں۔ کا غذا کھائی۔ چھائی نہایت عمدہ و قیمت سالانہ چھ روپے۔ شہا ہی ہے۔ سہ ماہی عمار کو نوہ کا ہر چھٹ ہے۔ لیکن نمونہ دیکھنے کا انتظار بے سود ہے

منیجر سہ روزہ "شہا" راولپنڈی

اخبار مدینہ منورہ

منیجر میں دوبار

سلاطین و قاسم اہل علم ایڈیٹرز کی ذمہ داریت جاری ہو خدمت قوم و ملک ساری ذمہ داریت اس کا شہا ہی۔ آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علم ہزارہ اور دو حرائد میں کثیر الاشاعت مسرت عاجزہ کا مفسر حق و صداقت کا شہرہ، عربی انگریزی اخبارات کا خلاصہ، دنیا کے ہر گوشے میں پہنچنے والا، ملاحظہ و مطالعہ خود ہمارے بیان کی تصدیق کر دیکا۔ نو ذمہ داریت قیمت سالانہ سے شہا ہی ہے، سہ ماہی عمار کو نوہ کا ہر چھٹ ہے۔ لیکن نمونہ دیکھنے کا انتظار بے سود ہے

سہ ماہی عمار کو نوہ کا ہر چھٹ ہے۔ لیکن نمونہ دیکھنے کا انتظار بے سود ہے

اجل روزانہ

ذمہ داریت جناب معین الدین عارف صاحب بی لمے جامعہ حکیم اجل خاندان کی یادگار میں یہ پڑھنے سے جاری کیا گیا ہے۔ اسکے اجرا کا مقصد قوم کی خدمت کرنا ہے اور پابسی دہی جو غیر صاحب کی تھی۔ "اجل" مزدوروں، کسانوں اور سپاہیہ قوتوں کے مفاد کی نگہ رانی کرتا ہے۔ اور ساری دنیا کی خبریں ہندوستان کے بہترین اخباروں کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ ان خصوصیات کے باوجود قیمت سالانہ آٹھ روپے ہے۔ شہا ہی چار روپے۔ سہ ماہی دو روپے آٹھ آئے۔

منیجر اجل پرنس بلڈنگ ممبئی ۴۰

مشاعرہ

شعرائے زبان اردو کا باہوار رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں شعرو شاعری پر مفید اور بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ناظمی سے اردو شاعری پر جو اعتراض کرتے ہیں ان کا معقول اور مدلل جواب دیا جاتا ہے ہر ایک اپنی طرح میں تمام مشاہیر شعرا کی غزلیں اور نظمیں شائع ہوتی ہیں۔ اردو کے قدیم و جدید لہجہ کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔
(قیمت رسالہ ۱۰ روپے)

صلنے کا پتہ

دفتر رسالہ مشاعرہ پرائیویٹ لیمیٹڈ (دکن)

قرآن مجید

مترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد حسن

یہ ترجمہ جس کیلئے مسلمان بدلتوں سے سراپا افتخار تھے بفضلہ تعالیٰ نہایت آب و تاب کے ساتھ جھک کر مکمل ہو گیا ہے اور بکثرت طلب کیا جا رہا ہے۔ آج تک جس قدر ترجمے قرآن پاک کے ہو چکے ہیں یہ ترجمہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ تحت نقلی ہونے کے باوجود باعبار اور سلیس ہے۔ زبان ایسی سستہ اور صاف کہ جس کو معمولی لکھا پر بھی بخوبی سمجھ سکے۔ لکھا لی جھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ زمین دنیا کی بھی ہونی چاہیے بدیہ مجید چرمی نقش لکھنؤ کی ہندو (مصلحہ) جلد اعلیٰ نقش طنائی مصلحہ ر غیر مجلد مصلحہ محمولہ کا کچھ بلیک عمار فرمائش کے ساتھ پیشگی امانت ضروری ہے۔

المستتر محمد مجید حسن مالک اخبار مینہ بخور

قوم پرست طالب علم

یہ ایک تازہ ترین قومی، اصلاحی اور تعلیمی ڈراما ہے۔ جو عالمی جامی بھائی منشی عبدالغفار صاحب حیدر آبادی نے تالیف کیا ہے اور پچھلے سال عید و نمبر طلباء و جامعہ نے حاضرین کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس میں مولانا محمدی، ڈاکٹر انصاری اور دوسرے معزز ہمارے شامل تھے اور سب نے اسے بہت پسند کیا تھا اب یہ طلباء اور دوسرے اصحاب کے اصرار پر نہایت اہتمام اور سلیقہ سے چھاپا گیا ہے۔ مختصر ڈراموں میں عبدالغفار صاحب کا یہ ڈراما طلباء اور دوسرے شائقین کے لئے کیاں دلچسپ ہو قیمت صرف ۴ روپے ۱۰

صلنے کا پتہ

مکتبہ جامعہ ملیہ قروبل باغ دہلی

دنیا کے بننے والے

جہتشیوں۔ امریکہ کے پرانے باشندوں۔ بدو عربوں، افریقہ کے بونوں اور جاپان۔ سوئٹزر لینڈ اور ان ملکوں کے لوگوں کے حالات جہاں ہزاروں من برف گر تے ہیں۔ سید بشیر حسین زیدی صاحب بی اے (دکن)، بیرسٹر ایٹ لا ہیڈ، ایئر مسٹر، پورٹریٹ اسکول علی گڑھ نے بچوں کے لئے اس کتاب میں لکھی ہے۔ کتاب میں تقریباً پچاس تصویروں میں جن میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ انہیں دیکھ کر حسی ضبط گنہ گار ہے۔ لکھا لی جھپائی بہت اچھی ہے۔ شامل خوبصورت اور رنگین۔ قیمت صرف ۴ روپے ۱۰

مکتبہ جامعہ ملیہ قروبل باغ دہلی

شیلون نمبر ۲۵۱۹

رجسٹرڈ نمبر ۱۹۶۱

پندرہ روزہ تسلیمی رسالہ

تسلیم

نرخہ چندہ

سالانہ عمار

ششماہی عمار

فی پرچہ ۱۔

نرخہ اشتہارات

فی صفحہ عمار

نصف صفحہ عمار

چوتھائی صفحہ عمار

ایڈیٹر:- سعید انصاری، بی اے (جامعہ)

جلد

۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء

نمبر

فہرست مضامین

کتاب چارپار شائع ہوگئی

حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاکیزہ، سہجہ آموز اور دلورہ انگیز حالات میں بڑی پیاری کتاب ہے جسے شاہرہ عالمہ ہند اور مستند نقید و نگاروں نے پسند کیا ہے اور ماہرین تعلیم نے اسے تصانیف تعلیم کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ جامعہ ملیہ دہلی اور دوسرے مدارس اسلامی میں داخل تصانیف ہے۔ مولانا عبدالمجید دریا بادی مدظلہ فرماتے ہیں وہ ایسی سلیس و شگفتہ عبارت ہے جس کے لئے میں بھی نہ لکھ سکتا، مجھے آپ کی اس توفیق خیر پر رشک آتا ہے۔ مولانا عبدالمجید قادری بدایونی مدظلہ فرماتے ہیں ”یہ کتاب مفید اور افادہ عام کا خزانہ ہے۔ زبان سلیس، بیان شستہ، طرز اؤ وفتیش، ترتیب بہتر، مطالب معتقدانہ، روایات معتبر، انداز و بھر نرم اور دلکش، ایسی ہی کتابوں اور اسی قسم کی تالیفات کی عہد حاضر میں ضرورت ہے۔“ حجم ۱۶۴ صفحے اور ۱۶۴ صفحے کے بقدر اسلامی دنیا کا نقشہ بہترین کتابت و طباعت لائسنس جوب وگلش اور دیدہ زیب۔ قیمت بجائے ۷۰ کے صرف ۱۲ روپے لئے کا پتہ: منیر مکتبہ جامعہ ملیہ۔ دہلی

- ۱۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟
- ۲۔ خط شیخ السجامہ صاحب
- ۳۔ رفتار تعلیم عبدالواحد صاحب مدھی تعلیم جامعہ
- ۴۔ گوانف جامعہ گوانف نگار
- ۵۔ محاسن اسلام (آداب و اخلاق)
- ۶۔ خادمہ مجلی
- ۷۔ سلطان غیاث الدین بلبن سعید انصاری
- ۸۔ آبادی سینڈز نیاری صاحب بی اے
- ۹۔ خرگوش کا ہونٹ
- ۱۰۔ مقررہ رابعہ دورانی
- ۱۱۔ ہماگلیر کا انصاف
- ۱۲۔ نقل کرانے کا نتیجہ
- ۱۳۔ معا
- ۱۴۔ اشتہارات

دُنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے باہر
روس اور چین کے تعلقات میں بھی کشیدگی پیدا ہو رہی ہے، ہجوم
ہوتا ہے کہ حکومت چین بالشوکی انٹر کو اپنے ملک سے داخل کرنا چاہتی ہو۔
اور اس سلسلہ میں بالشوکی سفارتخانوں پر چھاپے ڈالے جاتے ہیں،
روس نے حکومت چین کو ایٹمیٹیم دیا ہے۔ دونوں طرف انواع و اقسام
پر جمع ہو رہی ہیں۔

حزب العمال کے برسر حکومت ہونے کی وجہ سے برطانوی پارلیمنٹ
میں آئے دن ہندوستان کے متعلق سوالات کی بھرمار دیتی ہے، کامنڈا بھی
ملک تو زبانی سمجھدوی کی دعاوی کر رہی ہے، دیکھئے یہ دعاوی کب عملی
صورت اختیار کرتے ہیں، وزیر ہند پر زور ڈالا گیا تھا کہ وہ مقدمہ میرٹھ
واپس لے لیں، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ایک طرف تو ہندوستانوں پر روس سے تعلقات قائم کرنے پر
مقدمات چلائے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف وزارت برطانیہ بالشوکی
روس سے اذیتوں سیاسی تعلقات قائم کرنے کی کوشش میں ہے، موجودہ
حکومت کی اس دوہلی نے عجب مضحکہ خیز صورت اختیار کر لی ہے۔

سابقہ شاہ افغانستان امان اللہ خاں روس بھیج گئے، میسولینی کی
حکومت نے آپ کا خیر مقدم کیا، شاہ موصوف افغانستانی سفارت خانے
میں مقیم ہیں۔ اطلاعات منظر ہیں کہ آپ ترکی جانے کی نگر میں ہیں،
اور اسی سلسلہ میں اپنی والدہ، جدہ کو مصطفیٰ کمال پاشا کے پاس خط
دے کر بھیجا ہے۔



ہندوستان کے اندر
بھگت سنگھ اور دت نے جن کو اسمبلی میں بم پھینکنے کے جرم میں عبور دیا
شور کی سزا ہوئی تھی ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے کھانا چھوڑ رکھا ہے ان کا
حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ اسیران سیاسی کی حیثیت سے ان کے ساتھ
خاص برتاؤ کیا جائے کیونکہ ہر ملک میں سیاسی قیدیوں کو خاص مراعات
دی جاتی ہیں۔

حکومت ابھی تک اس مطالبہ کے تسلیم کرنے میں تامل کر رہی
ہے، بھگت سنگھ اور دت بھی اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں، دت کی حالت
تشویش ناک ہو گئی ہے، اور کمزوری حد سے بڑھ گئی ہے، بھگت سنگھ پر
بھی کمزوری اور نقاہت کے آثار نمایاں ہیں، ملک میں ہر جگہ احتجاجی طے
ہو رہے ہیں اور ان دو بے درو خواہوں سے ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

لارڈ آرون لندن پہنچ گئے، ان کی غیر موجودگی میں گورنر مدراس
ان کی جگہ کام کریں گے، لارڈ آرون کے اس سفر کو برطانوی اور ہندوستانی
سیاسی حلقوں میں خاص اہمیت دیا جا رہی ہے، لارڈ آرون نے جانے
وقت اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ وہ حکومت برطانیہ کے سامنے ہندوستان
کا مسئلہ پوری طرح پیش کریں گے، نیز اس وقت برطانوی کابینہ کا رویہ
بھی ہندوستان سے معاندانہ نہیں۔

ہر جولائی کو داتا تاجی دہلی تشریف لاتے تھے، اسٹیشن پر انکا
شاہزاد خیر مقدم کیا گیا، اسی دن آپ نے کانگریس کی مجلس انتظامیہ کے جلسہ
میں شرکت فرمائی، جلسہ میں یہ طوطا بایا کہ کونسلوں اور اسمبلی میں سولہوی لاکھین کی عدم
تصویت کے فیصلہ کو کمال دیکھا جائے، اور اس امر پر غور کرنے کیلئے ماہ رواں کے
آخر میں الہ آباد میں کانگریس کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہو گا۔

خط

دخواب شیخ المجاہد ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے اب جب کہ جامعہ کی تعطیلات ختم کرنا ختم ہونے کو ہیں یہ دو تہہ رخصت تمام طلباء و جامعہ کے نام دفتر سے بھجوا دیے چونکہ اس کا مضمون عام لوگوں کے لئے بھی دلچسپی کا باعث ہوگا اور اس میں بعض مفید باتیں بچوں کے ذہن نشین کرائی گئی ہیں ناظرین پیامِ تعلیم کی خاطر ہم اسے حسب ذیل درج کرتے ہیں:-

جامعہ ملیہ اسلامیہ - دہلی

۶ جولائی ۱۹۶۶ء

عزیزم سلمہ - تمہاری گرمی کی تعطیل تین چوتھائی کے قریب ختم ہو چکی۔ اب تم وہاں پہنچی کی تیاریاں کر رہے ہو گے۔ جامعہ اور تمہاری اقامت گاہیں تمہاری نظر میں۔ امید ہے کہ تم آرام کے بعد کام کے نئے اچھے خراج تیار ہو کر آؤ گے۔

پچھلے سال تم نے دیکھ لیا تھا کہ تمہیں کن کن چیزوں کی ضرورت پڑتی تھی پھر سے اپنے کے کپڑے اور اور دھنے بچھونے کا کافی سامان نہ لانے سے سال بھر تکلیف رہتی ہے۔ ابھی وقت ہے، اپنا سب سامان ٹھیک کر لو۔

مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی چاہیے کہ اپنے سب کپڑے کھد کر کے بنوانا۔ تم کھد پینے کی ضرورت اور اس کے فوائد سے واقف ہو۔ لیکن میرے پاس سی تعطیل میں تمہارے کئی ساتھیوں کے خط آئے ہیں کہ ان کے والدین کھد پینے کی ضرورت کو نہیں سمجھتے۔ اور ان سے بحث کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کا اپنا دوسرے۔ تم سے بھی اگر کوئی کہے تو تم کہہ سکتے ہو کہ ہمارے تو سب بڑے بڑے دینی بزرگوں نے ہاتھ کاٹنا اور بنایا ہی بنا۔ ان کے زمانہ میں تو یہ مشینوں کا بنا ہوا کپڑا ہوتا ہی نہ تھا۔ اور کھد کے پینے میں ہندو مسلمانوں کا کیا سوال! یہ تو اس لئے بنایا جائے کہ ہمارے ملک کے غریب کسانوں کو جس میں ہندو مسلمان دونوں میں بیکاری کے وقت میں کہنے کو کام ملے اور ان کی بہت چھوٹی آمدنی میں عورتوں کا اضافہ ہو جائے۔

شہروں کے رہنے والے شاید سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے ملک کے زیادہ لوگ گاؤں میں بستے اور کھیتی کا پیشہ کرتے ہیں۔ ان کے کھیت اکثر اس قدر چھوٹے ہیں کہ ایک خاندان کو بنال بھر اس پر کام کرنے کا موقع نہیں ہوتا۔ پھر کھیتی کے کام کا موسموں کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ کوبے سال بھر کسان شغلوں میں رہ سکتا۔ ہر ملک میں جہاں زیادہ لوگ کھیتی باڑی سے روزی کاتے ہیں کسان کوئی نہ کوئی کام اور بھی کرتے ہیں۔ کہیں کھلونے بناتے ہیں۔ مرغیاں یا بونیشی بناتے ہیں۔ کہیں دیاسلانی کی ڈبیاں تیار کرتے ہیں، کہیں کچھ کہیں پکومتہ ہندوستان میں بھی کسی ایسے کام کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن یہ کھانے کسان دنیا میں سب سے زیادہ مفلس ہیں۔ ان کے لئے ایسا کام چاہیے جس میں شروع میں دام بہت کم لگائے ہوں، یا کام ایسا ہو کہ جب چاہا لے شروع کیا جب چاہا بند کر دیا تاکہ کھیتی کے کام کے وقفوں میں کیا جاسکے۔ اور چونکہ یہ ضرورت سارے ہندوستان میں عام ہے اس لئے وہ کوئی ایسا کام ہو جس سے ہماری ضرورت کی کوئی خاص چیزیں سکے۔ ایسا کام سولے سو ت کتنے اور بننے کے اور کوئی نہیں یہاں وہ ہے کہ ہمارے ملک کے خیر خواہوں نے کھد کو پھر رواج دینے کی کوشش کی ہے۔ اور اب تو اس میں رفتہ رفتہ سرکاری غیر سرکاری سب لوگ ہم خیال ہوتے جاتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے۔

اگر کوئی کہے کہ تم تو کسان نہیں ہو اور تمہیں تو اپنی آمدنی میں دو چار آنے بڑھانے کی کوئی بہت ضرورت نہیں تو تم کہہ سکتے ہو کہ ہماری تعلیم میں شروع سے اس کا خیال رکھا جائے کہ ہم اپنی قوم کی بہلائی کو اپنی بہلائی سمجھیں اور غریبوں کی مدد جس طرح ہو سکے کریں۔

جو لوگ تم سے کھد کی بابت کچھ کہیں ان سے تم یہ سب باتیں کہہ سکتے ہو۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ جو کچھ کو بہت ادب سے۔ بے ادبی سے سب بات چھوٹی معلوم ہونے لگتی ہے۔ تمہیں اپنے بڑوں کے ادب کا ہنسیہ خیال رکھنا چاہیے۔

مجھے یقین ہے کہ تم نے چھٹیوں میں اپنے عزیزوں اور جاننے والوں میں جامعہ کو نیک نام بنایا ہوگا۔ اور لوگ تم کو دیکھ کر اپنے بچوں کو ہمارے ساتھ جامعہ بھیجنا چاہتے ہوں گے۔ اپنے ساتھ ضرور اپنے عزیزوں اور جاننے والوں کے بچوں کو جامعہ میں داخل کرانے لاؤ۔ اگر کوئی بچہ ساتھ

(سلسلہ صفحہ ۷)

دو تین سال ہوئے ہماری جامعہ میں ایک صاحب پڑھتے تھے۔ "پیامِ تعلیم" کے کسی کام سے وہ سائیکل پر جا رہے تھے کہ راستہ میں گر پڑے اور سخت چوٹ آئی فوراً ان کو لوگ ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ جیم کے کسی حصہ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ ہڈی کہاں ٹوٹی ہے۔ اس موقع پر پورا بجلی ڈاکٹر کی مدد کو کھینچی اور ڈاکٹر نے فوراً معلوم کر لیا کہ بازو کے فلاں حصہ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ چند دنوں کے بعد وہ صحت یابن اچھے ہو گئے۔ اگر بجلی ایسے نازک موقع پر نہ پھنکتی تو نہ معلوم ان غریب کو کتنی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا۔

جاندوں کا رواج تو بہت پرانے زمانے سے ہے۔ لیکن پرانے زمانے میں اکثر جائز غرق ہو جاتے تھے اور ان کا نام نشتن بھی نہیں ملتا تھا۔ ہماری خادمہ کو اس دشواری کا احساس ہوا۔ اس نے ایسا انتظام کیا کہ اگر کوئی جاز ڈوب رہا ہو تو وہ فوراً دوسرے جاندوں تک یہ خبر پہنچا دے اور خشک وہ جگہ بھی بتا دے جہاں وہ جاز ڈوب رہا ہو۔ بس دوسرے جاز فوراً اس کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔

اگلے پرچم میں ہم بتائیں یہ بتائیں گے کہ ایسی فداوارہیں کساکں سے ملی اور کیسے ملی؟

آنا جاسا ہوتا بھی سے جامعہ کے دفتر کو لکھ کر داخلہ فارم منگا لیا اور اسے بھرا کر دفتر کو واپس کر دیا۔

تمہارے ساتھ یہ چیزیں ہوں تو بہت اچھا ہے۔

چھ کھدر کے کرتے، چھ یا کھاسے، چھ بنیان، دو شیر و انیاں، چار ٹوپیاں۔ دو تہند دو نیکر دو تولیہ، ۶ رومال، دوسری اوڈنکلیہ، دو پٹنگ کی چادریں، تین تکیہ کے غلاف۔ ایک جوڑا مضبوط جوتوں کا، ایک کھڑاؤں یا چپل، ایک لوٹما، ایک لائینن۔ ایک کبس اور فضل ضرور ساتھ ہو۔ جاہلوں کے لئے ایک فوشنگ، ایک سماف، ایک دولائی، اور ایک مرزائی اور ہونی چاہئے۔

ان میں سے اکثر چیزیں تو تمہارے پاس ہوں گی۔ جو کم ہوں وہ لوپی کر لو۔ اور جو نئے لہکے تمہارے ساتھ آتے ہوں انہیں بھی یہ نہرت بنا دو۔ اسید ہے کہ تم اچھی طرح ہو گے اور تمہارے سب عزیز اور دوست خیریت سے ہوں گے۔ نقطہ

تمہارا
ڈاکٹر حسین

دنیا تے ادب میں شان دار اضافہ

رسالہ "پنجستان" امرتسر

دو ماضی کے قابل ادیب چودھری محمد افضل خاں (سابق "مدرچین") کی ادارت اور مقتدر مہند و مسلم شعر اؤد بار کی اعانت و سرپرستی میں ۱۵ جولائی ۱۹۷۹ء سے ہر مئی آج تک رسالہ "پنجستان" شروع ہوا جو ملک کے ماہ نامہ ناز ادیبوں۔ فنانس نگاروں۔ انشاپروازوں اور بالکل شاعروں کی تحنیک بیانوں و کچپ کمائیوں۔ دل آویز انشائوں اور کیف اور نظموں کے علاوہ رنگین و سادہ تصویروں کا ہمارا آخری مرقع ہے۔

چند سالانہ صرف دو روپے۔ نئی پرچہ ۳ روپے شہر کے انجٹ سے

طلب فرمائیے۔

المشہر: مقبول انور اودی منجر "پنجستان" چوک بجلی امرتسر

بچوں کے لئے مفید و کچپ کتابیں

ہمارے بچی۔ آنحضرت کے حالات کمائیوں کے انداز میں ۴۰۰۰
ہمارے رسول۔ حضور کے مقدس حالات زبان آسان ۸۰۰۰
سرکار کا دربار۔ سرکار مدینہ کی دلکش سوانح سب سے ترین زبان ۷۰۰۰
ترکوں کی کمائیاں۔ چند ترک بچوں اور نوجوانوں کی ولولہ انگیز
وہجی کمائیاں۔ قومی جوش و حشیت پیدا کرنے والی ۴۰۰۰
دنیا کے بسنے والے۔ تمام دنیا کے حالات آسان زبان اور کچپ
انداز میں ۴۰۰۰

بجائے دو روپے چار آنے کی پورا کٹ دو روپے ہیں۔
منجر کتبہ جامعہ ملیہ دہلی

زقار تعلیم

حکومت ہند کی طرف سے دہلی، اجمیر، رواتہ، اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے لئے ایک تعلیمی کمیٹی مقرر ہوئی ہے جس کی غرض ابتدائی تعلیم کے لئے اسکول اور لڑکیوں کو آسانیاں پہنچانی، دائرہ تعلیم کو پھیلانے اور اچھوت و اونکے لئے خاص سہولتیں مہیا کرنی ہے۔ مسٹر آڈنل میڈلر، کمشنر تعلیمات حکومت ہند اس کمیٹی کے صدر ہیں اور حسب ذیل اشخاص اس کے رکن مقرر ہوئے ہیں:-

- (۱) سر عبد القیوم (۲) مسٹر ہر پلاس سر دیا (۳) ریورینڈے چٹرجی اور (۴) مس ایل۔ ایم اسٹریٹفیلڈ
- مسٹر جے۔ آر گرین اس کمیٹی کے سکریٹری ہوں گے۔

جارج سیمسن نامی، اومیو لوئیورٹی (امریکہ) کے ایک جیس سالہ نوجوان طالب علم نے ۱۰۰ گز کی دوڑ ۹ ۱/۲ سکنڈ میں پوری کی ہے جو آج تک کوئی نہیں کر سکا ہے۔ اس سے پیشتر ایڈی ٹولن نامی ایک مہشی ۱۰۰ گز کی دوڑ ۹ ۱/۲ سکنڈ میں دوڑا تھا۔

گما جالبہ کہ کسی ڈبلو پیگ نامی ایک شخص دنیا کا سب سے تیز دوڑنے والا انسان ہے جو ۱۹۲۱ء میں ۱۰۰ گز کی دوڑ ۹ ۱/۲ سکنڈ میں دوڑا تھا، اگرچہ اس سے پیشتر بھی دو اور امریکی اسی قدر فاصلہ اسی ہی مدت میں طے کر چکے ہیں اور اس کے بعد بھی دو اور امریکی اشخاص ۲۲ ۱/۲ اور ۲۳ ۱/۲ میں یہ سہرا اپنے سر لے چکے ہیں۔

کوائف جامعہ

جناب شیخ اسحاق صاحب اعظم گڑھ اور یوپی کے دورے سے واپس آگئے ہیں، اس دوران میں آپ نے دارالمصنفین اعظم گڑھ میں چند روز قیام فرمایا۔

آجکل جامعہ کے نو دو مختلف مقامات پر دورہ کر رہے، جناب خواجہ عبدالحی صاحب بخورا و رنگینہ کے اطراف میں کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور طلباء اور چندہ کی فراہمی کے لئے دورہ فرما رہے ہیں اسی طرح مباحث خاب ارشاد اکتی صاحب اور جناب سعید العارسی صاحب جامعہ کا وفد لکھنؤ میں آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو و نو کو کاغذی کامیابی ہو رہی ہے۔

دہلی کا موسم اب غیر معمولی طور پر اچھا ہو رہا ہے، بارش کی قلت کی بنا پر اب بالکل نہیں رہی، قریباً ایک ہفتہ سے ہوتا باندھی کا سلسلہ جاری ہے، جامعہ کے ارد گرد کا منظر سبزے کی وجہ سے دلنشین ہو گیا ہے۔

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ اس سال سے جامعہ میں اسکالرشپ شروع ہونے والی ہے، یہ تحریک ہمارے اسکولوں میں خاص طور پر مقبول ہو رہی ہے، اس کے فوائد کو دیکھتے ہوئے جامعہ میں اس کا ہونا ایک بری کمی تھی، خدا کا شکر ہے کہ کارکنان جامعہ نے اس کو دفع کر دیا، دہلی کے شعبہ اسکالرشپ کے افسران نے جامعہ کو اس کام میں ہر طرح کی مدد دینے کا وعدہ کیا ہے، آج جب کہ جامعہ کے کھیلے پر کم و بیش ایک ہفتہ ہو گیا ہے، جامعہ کے تنظیمیں خاص سرگرمی سے امتحانات میں مصروف ہیں۔

جو اس ماہ جولائی میں شائع ہوئی ہیں

نئی کتابیں

سیرۃ الرسول - عین باغ الامت (طبع سوم) از مولانا محمد اسلم صاحب جہراچوری۔

تاریخ الامت حصہ چارم (طبع دوم)

چار یار (طبع اول) از احمد الیاس میمن صاحب

حکومت خود اختیاری اور جناب مدظل احمد صاحب (علیگ ایم ایل سی کٹافہ

ہندو مسلم مسئلہ کا حل - ترین گارناٹ، سیاست حاضرہ پر نہایت مفید اور

قیمتی معلومات کا خزانہ۔ حامد اہل الرائے سیاست سے اس کتاب کو پسند کیا ہے

قیمت ۵۰ انگریزی پیر

سائنس

خادمہ بکلی

یہ تو ہمیں آگے چل کر معلوم ہو گا کہ گھنٹی کیسے بجتی ہے اور یہ آواز آگ کے ایشین تک کیسے پہنچاتی ہے لیکن اگر ہم چاہیں تو بکلی خود ہی گھنٹی بجا کر لوگوں کو غصہ کر کے اطلاع دے سکے۔ یقیناً نامیائے بڑے گا کہ بکلی ایک عجیب خادمہ ہے۔

پہلے چل جب ریلیں بنائی گئیں تو ایک ایشین سے دوسرے ایشین تک یہ اطلاع دینے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ گاڑی فلاں ایشین سے روانہ ہو چکی ہے، ہذا لائن بالکل صاف رکھی جائے۔ لیکن کوئی بھی ایسا تیز رو یا مرساں نہیں ملتا تھا جو اس کام کو انجام دیتا۔ اس مشکل وقت میں بکلی نے اس مشکل کو آسان کیا اور یہ کام سنبھالنے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ ہم بکلی کی مدد کے بغیر یہ گاڑیاں ہرگز نہیں چلا سکتے تھے۔

معمولاً دوست سیٹھوں پر تمہارے منگوا کر تم سے۔ یقیناً تو یہ معلوم ہے کہ یہ سب کام بھی کبھی نہیں بھی ایسا سب کام کیسے انجام دیتی ہے، یہ ہم نہیں جانتے۔ فی الحال اس قدر بتا دینا ضروری ہے کہ بکلی ہمارے دوست کی آواز بجا کر دو در ایک پیٹ کے ذریعہ سے دھراتی ہے اور یہ آواز ختم تک پہنچتی ہے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ آواز تو ہو ہو ہمارے دوست کی آواز ہوئی ہے کیونکہ بغیر بتائے ہوئے ہی تم اپنے دوست کی آواز پہچان سکتے ہو۔ تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن تم کو یقین دہانیا جا رہے ہیں کہ تھارے دوست کی آواز صرف اس کے کمرے ہی تک محدود رہتی ہے، اس سے غلط فہم کر سکتے ہو کہ ہماری خادمہ بکلی کسی دوا دار خادمہ ہے۔ دوا دار بلکہ تم دیکھو گے کہ کئی قانون بھی ہے۔

بڑے بڑے شہروں میں ٹرمینس اور بڑی بڑی مشینیں بکلی ہی سے چلتی ہیں۔ بکلی ہی ہمارے گھر اور دوسرے گھروں کو روشن کرتی ہے۔ ایک منٹ کے اندر نہر کے تمام گھوٹے روشن ہو جاتے ہیں۔

آجکل بکلی نے ایک اور نیا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ وہ ڈاکٹروں کی ایک موقع پر مدد کرتی ہے، تم نے ان کے رینٹز کا نام سنا ہو گا جس کے ذریعہ سے ڈاکٹر خیمے کے ہر ایک اندرونی حصہ کو دیکھ بھال سکتے ہیں۔ (دیکھ صفحہ ۴)

اس مضمون میں ہم بکلی کو ایک خادمہ فرض کریں گے۔ اور ہمیں سے ہر ایک کو معلوم ہے کہ خادمہ کسے کہتے ہیں۔ اپنے

مضمون کو دیکھ پڑنے کے لئے ہمیں یہ فرض کرنا ہو گا کہ جس وقت میں ہماری خادمہ بکلی ایک جان دار مخلوق ہے۔ وہ جو کام کرتی ہے افسر کی ہیں۔ جس وقت ہمیں خادمہ کا خیال آئے تب تیار دہن نور کام کی طرف متقل ہو جاتا ہے۔ ہمیں ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ بکلی کسی دوا دار اور بکلی خادمہ ہے۔

مجھے زمانہ میں سب لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر کی کوئی پیام بھیجا جاتے تھے تو کیا کرتے تھے۔ بالآخر کسی تیز رفتار شخص کو اجرت دیکر بھیجے گئے یا کسی آدمی کو گھوڑے یا سائیکل پر یا ہوا میں بھیجا جاتا۔ لیکن ان دنوں ہمیں ان تمام معیتوں اور ٹکٹوں سے بچنا پڑا ہے کیونکہ ہماری خادمہ نے اس کام کو تمام تر اپنے سر لے لیا ہے۔ مجھے زمانہ میں کوئی کئی منٹ اور فیصہ یا ہم پہنچانے میں صرف ہو جاتے تھے لیکن اب اوقات اب اس میں ایک منٹ بھی مشکل سے صرف ہوتا ہے۔ گنتا ہی ٹراپیام جو ہم اوپر عبد الکرم خان کا لفظ منسے نکالو اور اوپر نماد یا پیام دہی دیر میں منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

تم اپنے شام کے اخباروں میں وہ واقعات اور حالات پڑھتے ہو جو اس دن دور دور کے شہروں میں واقع ہوتے ہیں یہ بکلی ہی ہے جو یہ واقعات اور حالات تم تک پہنچاتی ہے۔ اگر کوئی سوائے اس کے کہ ہمارے پیامات کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے اور کبھی نہ کرے بھرتو ہم ہی اسے ابھی خادمہ کہیں گے۔ لیکن بکلی اس سے بھی مشکل اور اہم کام انجام دیتی ہے۔

جب کسی شہر کے ایک حصے میں آگ لگتی ہے تو کوئی شخص غصہ کی گھنٹی بجا دیتا ہے اور بکلی فوراً اس واقعہ کی اطلاع آگ کے ایشین تک پہنچا دیتی ہے اور وہاں سے فوراً آگ بجھانے والا آگ بجھا دیتا ہے۔

تاریخ

سلطان غیاث الدین بلبن

غرض کھنوتی کی

اس فتح و کامیابی

پر شہر میں ہر طرف

خوشیاں منائی جا رہی تھیں کہ یکایک دو مہری ہی سالِ جناب سے مغلوں کے حملے کی خبر پائی۔ بادشاہ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے خانِ ملتان کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور یہ کہا بھیجا کہ پایہ تخت سے بھی غرقِ ملک آدھی ہے۔ لیکن جب کہ دونوں فوجوں میں تضاد مچا تو چچا لوں کے پاؤں اٹھ گئے اور انھیں مغلوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔ امیر لشکر خانِ ملتان شہید ہوا۔ فارسی کے مشہور شاعر میر خسرو مغلوں نے ہاتھ میں گرفتار ہوئے۔ اس شکست اور جوان بیٹے کی شہادت کا بوٹے باپ پر بہت گہرا اثر پڑا۔ اس صدمے سے وہ روز بروز کمزور ہوتا گیا، میان ملک کہیں صدمہ بالآخر اس کی موت کا باعث ہوا۔

سلطان بلبن کے انتقال کا زمانہ جب قریب آچھوچھا تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو کھنوتی سے بلوا بھیجا۔ جب وہ دربار میں آیا یا اپنے اسے بہت کچھ پند نصیحت کے بعد تخت و تاج پر بٹھکھنوتی کی تاکید کی لیکن بغرا خان کھنوتی کے پراس گوند کو چھوڑ کر وہی کے اس ہنگامہ زار میں برٹانیں پاتا تھا باپ نے بیٹے کا یہ میلان دیکھ کر خانِ شہید کے بیٹے خسرو کو جو برٹانیا جو تمام اولاد میں سب سے زیادہ لائق اور اس کام کا اہل نظر آتا تھا۔ لیکن بعض امرا کو یہ انتخاب کچھ پسند نہ تھا اور انھوں نے بلبن کے انتقال کے بعد اسے ملتان بھیجا اور بغرا خان کے ایک کس بیٹے کی قیادت کو تخت پر بٹھایا جو نہایت عیش پرست اور سفلت کے لئے بالکل نااہل تھا اس کے عہد میں غاڈن غلامان کا ہمیشہ کیلئے غائب ہو گیا۔ سلطان بلبن کی کامیابی کے اسباب اس کی وہ ذاتی خوبیاں تھیں جو اس عہد میں بہت کم لوگوں کے اندر پائی جاتی تھیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ شخصی حکمران کی کامیابی کا سب سے بڑا گڑیہ ہے کہ وہ اہم اور ایک مددگار خواص سے بھی بہت

زیادہ بے تکلفی نہ مونی چاہیئے اور سفلت کے رعب و وقار کو ہر طرح سے قائم اور مستحکم رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ عام لوگوں کے سامنے بہت کم آتا اور جب تک ان کے سامنے رہتا، کبھی مسکراتا تک نہ تھا۔ دوسرے سلاطین اپنے امرا اور اہل دربار کو اکثر بے فحاشی اور رقص و سرود کی محفلوں میں شریک کرتے لیکن وہ انھیں شرفِ باریابی بھی بخش نہ جھٹتا۔ اپنے دربار کے رعب و وقار کو باقاعدہ رکھتا کہ وہ، دو تین، تین سو کو کس سے لوگ دیکھنے کے لئے آتے۔ وہ کبھی کسی ادنیٰ اور معمولی شخص سے براہ راست ہمکلام نہ ہوتا اور نہ ان کے ہاتھ میں کبھی کوئی ذمہ داری کا کام سپرد کرتا۔

لیکن اس کٹھنہ کشی اور علیحدگی کے معنی یہ نہ تھے کہ وہ اپنی رعایا کے دیکھ دور کا خیال نہ رکھتا تھا۔ وہ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ فریاد کو سننا اور اس فریاد کی پورے طور سے داد دینی کرتا۔ تاریخوں میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ بادشاہوں کے کسی پڑے امیر نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ اس کی موی دربار میں آئی اور اگر بادشاہ سے فریاد کی۔ بادشاہ نے اس کی فریاد کو نہایت غور سے سنا اور فوراً گھوڑے پر زین کسکر دیا یوں روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر واقعہ کا پتہ لگایا۔ جب تمام واقعہ صحیح طور پر معلوم ہو گیا تو اس نے قاتل کو غلامی طرہ پر مناسب سزا دی۔ اس طرح وہ ہمیشہ کمزوروں اور عاجزوں کی امداد کے لئے آمادہ رہتا تھا۔

وہ نہایت نیک اور متقی تھا۔ تخت حکومت پر بیٹھے کے بعد یہ اتفاقاً اور پرہیزگاری اور بھی رہا کرتی تھی۔ بادشاہ ہونے سے پیشتر اس کا معمول تھا کہ وہ تین دن تک ایک محفل عیش و طرب منعقد کرتا جس میں شراب کے دور چلنے اور نغمہ و سرود کے راگ الاپے جاتے لیکن جب سے بادشاہت کی ذمہ داریاں سر پہ آئیں، اس نے تمام غشیات سے یک نخت توہر کر لی اور عیش و عشرت کے تمام سامان کو ترک کر دیا۔ اس کے بعد سے وہ روز و نماز کا نہایت متقی کے ساتھ پابند ہو گیا اور اکثر وعظ و تذکیر کی مجلسوں میں شریک ہوتا رہا۔

جغرافیہ

آبادی

پھر چون انسان کی ضروریات بڑھ رہی ہیں اور اس مسلم مکتب میں امانڈہ پورا ہے اس نے ان علاقوں کی طرف بھی قدم بڑھانا شروع کر دیا ہے جہاں پہلے سولے ہندوستانی اقوام کی خالی خالی آبادی کے اور کسی کو جانے کی حرمت نہیں ہوتی تھی۔ گزشتہ ڈیڑھ صدی کی ایجادات و اختراعات اور ذرائع آمد و رفت کو غیر معمولی ترقی کی بدولت اب یورپ کی مگران قومیں اس فاصلے کو بھی ہیں کہ وہ دنیا کے بعض ایسے حصوں سے بھی فائدہ اٹھا سکیں جو اب تک بیکار نظر آتے تھے۔ اس کی مثال میں سامبریا، کنڈا، اور گانگو کے غیر آباد حصوں سے ملتی جہاں اب گنگوں کے کنارے کھارے برے برے شہر آباد ہو گئے ہیں اور وہاں نہ صرف اس حصے کی مخصوص صنعتیں بلکہ زراعت بھی ترقی پر ہے۔ کانگوار اور ایمرن کی وادی اور اور کنڈا و دنیا میں بڑا اور گھڑی کے سب سے بڑے ذخیرے ہیں۔ پھر ان چیزوں کے علاوہ وہاں اچھی دانت اور مقدہ معدنیات بھی ملتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیا کے ان حصوں سے انسان غیر ملکی ترقی کے فائدہ ملیں اٹھا سکتا تھا اور فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہاں مستقل طور سے انسان کی آبادی قائم ہو جائے۔ سامبریا اور کنڈا میں جو بڑے بڑے شہر آباد ہیں ان سے کوئی ناواقف نہیں۔ اسی طرح کانگوار اور ایمرن کی وادی میں بھی نئی نئی بستیاں آباد ہو رہی ہیں۔ پھر یہ ذرائع آمد و رفت کی ترقی کی کا نتیجہ تھا کہ جنوبی افریقہ کے آباد کار شمال کی طرف بڑھتے بڑھتے دریا سے زمینی کے کنارے تک پہنچ جاتے اور اس صدی کی دولت سے فائدہ اٹھاتے جو یہاں موجود ہے۔ اسی طرح بعض حصے ایسے ہیں جن سے آدمی اگر براہ راست نہیں لیکن ایک اور سہولت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ ان طبعی قوتوں کا استعمال ہے جو بڑے بڑے دریاؤں، پہاڑوں اور آبشاروں میں پوشیدہ ہیں۔ اس کی مثالیں خود ہندوستان ہی میں مل جائیں گی۔

ہندوستان اور چین دنیا کے آباد ترین ملک ہیں تو اس کی یہی وجہ ہے کہ یہاں بڑے بڑے وسیع میدان موجود ہیں جن کی سرسبز اور شاندار آبادی کی انتہا نہیں ان کے مقابلے پر صحراے اعظم اور وسطی ایشیا میں بہت کم آبادی ہے اس لئے کہ ان ممالک کا زائد حصہ صحراؤں اور بیابانوں پر مشتمل ہے۔ اب اگر غور سے دیکھا جائے تو جو مساب آبادی کی تقسیم اور اس کی کمی بیشی میں حصہ لیتے ہیں انھیں برائے حد تک مشرق اور گاون کی تقسیم اور ان کی آبادی کا انحصار ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ان جگہاں بھی آباد ہو گا وہاں شہر ہوں گے یا گاؤں۔ فائدہ بدوش قومیں جو غنیمت باجھوتی چھوٹی کشتیوں میں گھومنا کرتی ہیں اور بہت تھوٹے وٹوں کسی ایک جگہ قیام کرتی ہیں ان کی حیثیت بھی دراصل داخلی گاؤں کی ہی ہوتی ہے۔ پس اگر ہم مشرق اور گاون کی تقسیم یا ان کی آبادی کے گھٹنے بڑھنے میں اس امر کا اندازہ کر لیا کریں کہ ان کا موقع، محل کیسا ہے، وہاں آمد و رفت کی کیا ضرورت ہے، تجارت، کاروبار اور زراعت کا کیا عالم ہے۔ اب جو ایسی ہے۔ انتظامی امور اور جنگی کارروائیوں کے لئے موزوں ہیں یا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اس سے ہم یہ سمجھ لیں گے کہ کسی علاقے میں گاؤں ہی گاؤں کیوں ہیں۔ شہر کیوں نہیں۔ یا صرف شہر ہیں گاؤں کیوں نہیں یا ایک شہر بڑا ہے تو دوسرا چھوٹا کیوں ہے۔

یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ ان قدر ان اسباب کے علاوہ ایک اور سبب بھی ہے جو آبادی کی تقسیم اور اس کے فائدہ و تحیف پر کہیں کم اثر نہیں ڈالتا اور وہ ان کی لاعلمی اور جاہل ہے۔ امریکہ کے اکثر حصے انھیں نے ویران کر دیے تھے کہ ان کو ان کا علم نہیں تھا۔ اسی طرح بعض علاقے ذرائع آمد و رفت اور نظام آب و رسانی کی بدولت آباد کئے جاسکتے ہیں۔

پتھان میں بار کا علاقہ اسی طرح آباد ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے جنوبی امریکہ میں دیہاتے لاپلاٹا دار چھانچاں کے میں دن بدن آبادی بڑھ رہی ہے۔

کہانیاں

خرگوش کا ہونٹ

تو آدمی سے جا کر کہا۔ آبا جان سلام علیکم۔ کو تو ایک ایسی جگہ بتاؤں جہاں سے شیر کی عمدہ کھال ہاتھ آئے آدمی نے کہا جیہاں کہاں ہے۔ خرگوش نے اسکو غار کی راہ بتا دی۔ جب آدمی غار تک پہنچا پھر غار میں اتر گیا تو خرگوش نے دیکھا۔ کہ بھاری کونے درخت پر بیٹھے ہیں اس نے ان سے کہا کہ تم کو کیسے موٹے موٹے گھوڑے کھڑے آؤ اور ذرا ان کو دق کرو۔ کوڑے سے سنکر گھوڑوں کی پیٹھوں پر آ بیٹھے اور ان کے زخموں پر چونچیں مارنے لگے گھوڑے مارے درد کے میدان میں دوڑنے لگے۔ پھر خرگوش نے جواد ہرادر نفسہ دوڑائی تو دیکھا کہ ایک گڈریا اپنی پیٹھ پر جارا رہا ہے اس کے پاس پیچھا اور بھیا جان اس درخت پر بیٹھ کر کھڑکیوں کا گھونسلہ ہے جس میں بہت اندھے ہیں۔ جائے اس وقت بڑا اچھا موقع ہاتھ آیا ہے۔ گڈریے نے کہا کہ تم میری پیٹھوں کے پاس رہو میں ابھی آنا ہوں یہ کہہ کر گڈریا بھی چلا گیا۔ پھر خرگوش نے جواد ہرادر دیکھا۔ کہ ایک بڑا بھیریا ایک ٹیلے پر بیٹھا ہے۔ فوراً اس کے پاس پیچھا اور کہا چا جان وہ میدان میں دیکھو کسی موٹی تار بھی پیٹھوں میں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کا مالک بھی پاس نہیں۔ میری اگر نیس تو اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور دو چار کاٹا شہتہ کریں یہ سنتے ہی بھیریا پیٹھوں کے گھنے میں کود پڑا اور خوب جی بھر کر دو چار پر ہاتھ صاف کیا۔ اور میان خرگوش ایک بہت اونچی بیڑی پر جا بیٹھے۔ جہاں سے اسے یہ سب تماشا جو بلی نظر آتا تھا۔ اب میان خرگوش سے نہ رہا گیا، وہ مہب اور اٹنا مہساکہ بننے بیٹھے اس بجائے کا اوپر کا ہونٹ چر گیا۔



ایک خرگوش بہت شیر نما۔ ایک دن شربک پر کود رہا تھا۔ کہ شیر سے مدد کر ہو گئی شیر نے خرگوش سے کہا کہ میں تو تجھے ضرور کھاؤں گا۔ خرگوش نے ہاتھ جڑ کر کہا۔ ناموں جان، بھلا مجھ غریب کو کھا کر کیا پیٹ بھر دے۔ اگر آپ مجھے پھوڑیں تو تو آپ کو ایک ایسی جگہ سے میں جہاں سے آپ کو ایک مونا زہہ جاؤڑ ہاتھ لے گا شیر نے کہا اچھا، چنانچہ دونوں مل پرے۔ جیتے جیتے مات ہو گئی۔ اندھیرا چوہا تو خرگوش نے ہونٹ چلے شروع کئے اور ایسی تاؤ دین لگائیں کہ کوئی جڑ کھا رہا ہے۔ شیر بولا، بھائی یہ کیسے اکیلے کیا کھا رہے ہو؟ خرگوش نے کہا، بھوک لگی ہے آنکھ کھان کر کھا رہا ہوں، آبا، بہت مرے دار ہے، یہ سن کر شیر نے بھی اپنی آنکھ کھان کر کھان ڈالی۔ پھر وہی دور گئے ہوں گے کہ خرگوش نے پھر ہونٹ چلے شروع کئے۔ شیر نے کہا۔ کیوں بھائی اب پھر کیا کھا رہے ہو؟ خرگوش بولا، ناموں جان، اب اپنی دوسری آنکھ کھا رہا ہوں یہ تو جلی سے بھی بہت مزے داتے۔ یہ سنکر شیر نے وقف نے دوسری آنکھ بھی کھا کر کھان ڈال دی۔ بالکل اندھا ہو گیا۔ خرگوش شیر کو نے ایک غار کے منہ پر گیا۔ وہاں جا کر خرگوش نے کہا کہ تھوڑی دیر بیاں بیٹھ جاؤ، جیسے پھر پیٹیں گے شیر بیٹھ گیا چوچل دی جی اس نے خرگوش نے شیر سے کہا کہ سر دی جی آگ جلائی چاہے خرگوش نے آگ جلائی جب آگ خوب روشن ہو گئی پھر خرگوش نے آگ شیر کے نزدیک کر دی۔ شیر چونچے ہوا تو ایک ایسی تلابازی کھائی کہ نیچے گرنے لگا۔ راستے میں ایک درخت تھا۔ جس کی ایک شاخ شیر کے منہ میں اگنی ہے اس نے خوب زور سے پکڑ لیا۔ اور وہیں لٹک رہا۔ خرگوش نے اوپر سے جو دیکھا کہ شیر تو بچ گیا۔ بولا۔ ناموں جان، ناموں جان، جیتے تو ہر موت میں گئے ورا منہ سے ہائے تو کر دو کہ میں آپ کی میان بجاؤں شیر نے جو خرگوش کو نوش کرنے کے لئے منہ کھلا تو دھم سے نیچے گر کر اور وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو میان خرگوش شربک پر اچھل رہی تھی۔ کہ ایک آدمی پر نظر پڑی جو گھوڑوں کو ہانکتا ہوا آ رہا تھا۔ شرارت جو بھی

مقبرہ رابعہ دورانی

پانی سے لبریز رہتا ہے۔ جس کے اندر رنگازنگ کی مچھلیاں آنکھ مچھلیاں کرتی ہیں۔ اس کے بعد ایک روش مٹی ہے جس کے دونوں جانب پھول اور سرور کے درخت ایک قطار میں لگے ہیں۔ یہ نہایت ہی خوشنما منظر ہے۔ یہاں گھنٹوں لوگ چل پھل کرتے ہیں تقیین طبیعت نہیں آگتی ایسی طرح چاروں رخ ایسی روشیں ہی ہوتی ہیں۔

اب ہم عمارت کے اس حصے میں داخل ہوتے ہیں جہاں مگر رابعہ دورانی کا مزار ہے۔ یہ ایک مربع چوتھرہ پر ہے۔ قبر پر ایک بڑا گنبد ہے۔ اس کے چاروں جانب چار بڑی بڑی کمانیں ہیں جن کی دیواروں پر عمدہ عمدہ اور خوبصورت پیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے زمرے میں قبر ہے جہاں میٹھوں کے دڑیلے نیچے اتر کر جانا ہوتا ہے۔ یہاں سنگ مرمر کا فرش ہے۔ ہر کمان کے اوپر چھوٹے چھوٹے گنبد بنے ہوئے ہیں جو بڑے گنبد کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ اس چوتھرے پر زمین طرف سنگ مرمر کے خوش بنے ہوئے ہیں۔ اور مغرب جانب ایک مسجد اس کے بعد اس کے چاروں کونوں پر چار مینار ہیں۔ ان پر بوجوں پر سے شہر اور ننگ آباد صاف نظر آتا ہے۔ اس کی دوسری جانب میناروں اور وادیوں کے مناظر بہت دلچسپ نظر آتے ہیں۔ جس سے دل دماغ میں رونا تمازی اور مردہ روح میں بھی جان پڑ جاتی ہے۔

میں تک قبر اور گنبدوں کا حال بیان کیا گیا۔ اس چوتھرے سے مشرق مغرب اور شمال جنوب روٹیں جاتی ہیں جو خانقاہوں، مسجد اور دروازہ پر ختم ہوتی ہیں۔ پھر ان روشوں کے وسط سے ایک ایک روش اور نکلتی ہے اور ایک ایک ہشت پہلو خوش پر ختم ہوتی ہے۔ ان حوضوں کے اطراف گلے رکھے ہوئے ہیں۔ ان روشوں کے درمیان جو گلہ ج رہتی ہے ان میں مختلف قسموں کے پھولوں اور پلوں کے تختے ہیں۔ جو ہر موسم میں اپنا اپنا بارپیش کرتے ہیں۔ جو ان سے

منزل بادشاہوں کی حکومت کو ہندوستان سے گزرے ایک زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن ان کی شان و شوکت و کارنامے ابھی تک ہمارے دلوں پر نقش کا اچھر ہیں۔ اس خاندان کی سب سے بڑی خصوصیت عمارتوں میں۔ اور انھوں نے جس عناق کی عمارتیں بنائی ہیں اس کی مثال آج بھی دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ چنانچہ تاج محل ان عجائبات میں سے ایک ہے۔ اور یہ شرف صرف منزل بادشاہوں کو حاصل تھا لہذا اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی ایسی عمارت آج تک نہیں نظر نہیں آتی۔

میں آپ کے سامنے ایک ایسی عمارت کا نقشہ پیش کرتا ہوں جو گو زیادہ مشہور و معروف تو نہیں لیکن مغلیہ دور کی ایک پرانی یادگار دکن میں بنائی ہے۔ یہ مقبرہ رابعہ دورانی ہے۔ مقبرہ اپنی گزری ہوئی شان و شوکت کا منظر پیش کرتا ہے۔ یہ میناروں کے دامن میں بنا ہوا ہے۔ جس کے گناہ سے سے چھوٹی سی ندی بہتی ہے۔ اس پرانی عمارت سے مغلیہ دور کے بادشاہوں کی عظمت اور شان کا پتہ لگتا ہے۔ مینار اور ننگ زیب عالمگیر کی موی کا خضار ہے۔ اور اسی مکہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مکہ اس سرزمین پر گہری نیند سو رہی ہے جہاں صبح کی خوشگوار نسیم اس کی نیند کے دلوں میں ہمیشہ اضافہ کرتی رہتی ہے۔ اور جن میں اس کی قبر پر فانی برکتی ہیں۔

اگر قبر کا نقشہ پیش کیا جائے اور اس کو ایک نظریں دیکھا جائے تو اس کی عظمت کا وہ بدبہ اور آثر و دل پر ہوتا ہے۔

جب ہم مقبرہ میں داخل ہوتے ہیں تو سب سے پہلے ہم کو ایک عالی شان دروازہ ملتا ہے۔ جس کے اندر کی طرف کمانیں ہیں اور اوپر نقارخانہ ان کمانوں کی دیواروں پر سردرخ اور سبز رنگ کے پھول اور تیلیں بنی ہوئی ہیں۔ جواب تک زمین کے دست بڑے محفوظ دیکر دی اپنی خوبصورتی اور دلچسپی تیار رہی ہیں۔ اس کے بعد سامنے ہم کو ایک معطیل نما حوض ملتا ہے جس کے چاروں طرف پھولوں کے گلے رکھے ہوئے ہیں۔ یہ حوض ہمیشہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۱)

پانی ٹھکرن پر نہ کیا دیوں سے ہوتا جو ان پھولوں اور پلوں کے تختوں میں بچتا ہے۔
گویا ایسا سلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی نرین چل رہی ہیں یہ حصہ بت بلا سلوم ہوتا
ہے۔ مراد کے مغرب جانب ایک خوبصورت مسجد ہے۔ اس کے چھت اور دیواروں
پر بھی خوشنما پھول پتیاں بنی ہوئی ہیں اور عاشریوں پر قرآن شریف کی آیات
کھدی ہوئی ہیں۔ مشرق اور شمال جانب ایک ایک خانقاہ ہے۔

مقبرہ کا مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ یوں تو سرزمین وکن مناظر
قدرت کے سکاٹے سے مشور ہے لیکن خاص طور پر اورنگ آباد کے اطراف کے
حصے مثلاً دولت آباد و خلد آباد قابل ذکر ہیں۔

علی الصبح سرشام اور جاندنی میں مقبرہ کے مناظر ہمیشہ بدلتے رہتے
ہیں اور ہر وقت نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔

صبح کا وقت کتنا سہانا اور بھلا ہوتا ہے۔ پرندے اپنے اپنے آشیانوں
سے ٹھکر درختوں پر چڑھتے ہیں اور شرمیلی آوازوں سے نفا میں ایک ایسا دلگ
چھڑتے ہیں کہ سننے والا سنجو ہو جاتا ہے۔ یہ ہوائیں لمبی تائیں لگا کر مقبرہ کے
گنبد کے گرد گھومتے ہیں۔ کتنا پر لطف اور دلکش سا منظر ہوتا ہے۔

شام جب آفتاب مغرب میں ڈبے لگتا ہے تو اس کی سنہری کرنیں
ننگ مرمر کے ثقافت فرش پر پڑتی ہیں اور یہاں سے شام میں ٹھنکس ہو کر مقبرہ
کے تاریک حصوں کو روشن کرتی ہے۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج
کا فرشتہ ہے۔

چاندنی میں اگر آپ مقبرہ کی سپر کریں تو یہ ایک خاموش نظارہ
کرتا ہے جو خوشیوں اور غموں کی ملی ہوئی ایک تصویر ہوتا ہے۔ انوس کتاب
وہ لوگ نہ رہے اور وہ زمانہ نہ رہا۔ آج اس مقبرہ کی یہ حالت ہے کہ
چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے اور یاس و حسرت اکٹھا
آسمان بارہی ہے اور چار منار گویا اس ملک کے عمل کی درباری کر رہے ہیں۔

نئی فہرست شائع ہو گئی ہے۔ جو علم و دوست اصحاب کو صرف ایک کارڈ

لکھے پر مفت بھیجی جاتی ہے

اگر آپ اور وہی بہترین کتابوں کا انتخاب کرنا چاہیں تو فوراً ہماری نئی فہرست طلب فرمائیں

مکتبہ جامعہ مدنیہ دہلی

جہانگیر کا انصاف

یوں تو خصل بادشاہوں میں عام طور پر اکبر کو برا سمجھا جاتا ہے لیکن جو
شہرت جہانگیر کو اس کے انصاف کی بدولت حاصل ہوئی شاید ہی کسی دوسرے
بادشاہ کو نصیب ہوئی ہو۔ نور جہاں اور جہانگیر کی محبت کے متعلق نیکو
قصے مشہور ہیں اور ان کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ دراصل دو روح اور ایک
قالب تھے۔ لیکن انصاف کے وقت وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔
ذیل کے قصے سے جہانگیر کے انصاف کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔

ایک مرتبہ نور جہاں اپنے خاص باغ میں ٹہل رہی تھی۔ کینز
ہمراہ تھیں۔ یکایک ایک ایسی مسافر وہاں سے گذرا۔ وہ اس سے بھر
بھرا کہ باغ میں نور جہاں ٹہل رہی ہے۔ اچانک دو دونوں کی نگاہیں چلا
ہو گئیں۔ جگم کو بیت غصہ آیا اور فوراً نتیجہ نکال کر مار دیا۔ ایسی مسافر
کے گولی لگی اور وہ آنا فنا میں مگر گیا۔ خیر خیر ٹھوڑی دیر کے بعد اس کے
جانی کو معلوم ہوا۔ اس نے فوراً جہانگیر کی عدالت میں مقدمہ پیش
کر دیا۔ جہانگیر نے مقدمہ بغور دیکھا اور اس کے بعد عالموں سے پوچھا
کہ شریعت کا کیا حکم ہے۔ عالموں نے صاف جواب دے دیا کہ قاتل
کو قتل کرنا چاہیے۔ جہانگیر کو جوش آگیا اور اس نے فوراً حکم دے دیا کہ
جگم کو پھانسی دلاؤ اور زخموں میں باخسرو۔ شہنشاہ کے انصاف کا یہ
حال دیکھ کر جگم کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن اس نے مصیبت کے وقت
عقل سے کام لیا۔ اور عدالت میں کھلا بیجا کہ شریعت نے خون بہانے
کو بھی تو کہا ہے۔ بادشاہ نے پھر عالموں سے پوچھا۔ جواب ملا کہ واقعی
اگر خون بہانے کو مقتول کا بھائی راضی ہو تو مترفعیت کی رو سے جگم کی
رہائی ہو سکتی ہے۔ فوراً مقتول کے بھائی کو اس کی مرضی کے مطابق
شاہی خزانے سے روپیہ دیا گیا۔ جس کو اس نے منایت خوشی سے لے لیا
اور بادشاہ کے انصاف کی بہت تعریف کی۔

نقل کر کے کا نتیجہ

(۵)

ان لوگوں نے دفتری کو بھی ملا لیا۔ اور اسے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ اگر وہ ناظم کا ڈیسک انٹر کے پاس رکھے گا تو اس کو پانچ روپے دیئے جائیں گے۔ دفتری غریب آدمی تو تھا ہی پانچ روپے کا ٹوٹ دیکھ کر بی لپا گیا۔ وہ اس بات پر راضی ہو گیا۔

(۶)

آج امتحان کا پہلا پرچہ ہونے والا ہے۔ صرف چند منٹ کی دیر ہو۔ ناظم اور انظر خوش خوش ٹل رہے ہیں۔ اتنے میں کھٹی بیج جانی ہے اور سب لڑکے ہال میں چلے جاتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب پرچے بانٹتے ہیں اور لڑکے پرچے چل کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

(۷)

امتحان ختم ہو گیا ہے۔ ناظم اور انظر دونوں کے پرچے بہت اچھے ہوئے ہیں۔ کامیاب ہونے کی قوی امید ہے۔ نتیجہ سنانے میں صرف الکیدن کی دیر ہے ناظم اور انظر نے ملکر مداح کی سے کہ نتیجہ سننے کے بعد ادا باہر نکل کرے چلیں گے۔ غرض کہ دونوں نتیجہ سننے کے لئے سمجھیں ہیں۔

(۸)

آج ۱۴ مئی کا دن ہے۔ نتیجہ تیار ہو چکے۔ صرف چند لڑکوں کی باہت ابھی کوئی رائے قائم نہیں ہوئی ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب ناظم اور انظر دونوں کی کاپیاں منگا کر دیکھتے ہیں۔ حرف بحرف دیتی ہیں۔ آخر وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یقینی دونوں نے نقل کی ہے۔ اس لئے دونوں کو مل کیا جاتا ہے۔ ناظم امتحان کا نتیجہ سن کر ہنسنا ہے اور انظر روتا ہے لیکن سنا تھ ہی یہ بھی عود کرنا ہے کہ برے آدمی سے پھر بھی دوستی نہ کیے گا۔

(۱)

ناظم نوں درجہ کا طالب علم تھا۔ پڑھنے کھنے میں اس قدر نلکا کہ اسکول والے تک عاجز آگئے تھے۔ اسکولوں میں مشکل سے کوئی لڑکا ایسا ہوتا ہے جو کہ سب مضامین میں کمزور ہو۔ ہمارے ناظم صاحب کے سب مضامین ایک سے ہی تھے سہ ماہی اور ششماہی دو امتحان ہو چکے تھے لیکن آپ کسی مضمون میں پاس نہ تھے۔ والدین نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس سال سے پڑھنا لکھنا پھر ادیں گے لڑکا بیکار روپیہ ضائع کرتا ہے۔

(۲)

میں گزرتے لیکن ناظم کے کان پرچوں نہ رہی۔ آخر ہوتے ہوتے امتحان کا ہینہ بھی آگیا۔ تاریخ تقرر ہوئی۔ پروگرام بھی آگیا۔ آخر نوں درجہ کا امتحان تھا۔ مدان نہ تھا۔ لیکن ناظم اب بھی خواب غفلت سے میدان ہوا۔ والدین نے بہت دانٹا پھسکا را لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ لڑکے نے کتاب تک اٹھا کر نہ دیکھی۔ بیکار وقت ضائع کرتا رہا۔

(۳)

جب امتحان کا ایک دن رہ گیا تو ناظم کو کیا حرکت ہو چکی کہ نقل کیا جائے تو اچھا ہے۔ اگر پاس ہو گئے تو پھر کیا کہنا ہے اور فیمل ہو گئے تو زیادہ ملاں بھی نہ ہو گا کیونکہ سارا سال بیکار گزارا ہے۔

(۴)

برٹوں کو بری سمیت ملے کچہ ویر نہیں گئی۔ ناظم نے انہر سے دوستی پیدا کی۔ انہر بھی نوں درجہ میں پڑھتا تھا۔ کھنے پینے میں اچھا تھا ہمیشہ دوسرے تیسرے نمبر کا میاں ہوتا۔ خیر ناظم نے انہر کو اس بات پر راضی کر دیا کہ وہ امتحان میں نقل کرائے۔ اور نہایت مضامین سے کرائے تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ اگر ناظم کا میاں ہو گیا تو پھر چھپیاں خوب گزریں گی۔

انعامی مسعّا

اوپر سے نیچے

- ۱- جال ۲۲- روپیہ
۲- چکداو کیرا ۲۳- ۱ ت و
۳- فلک ۲۴- مونٹ
۴- سستی کرنا ۲۵- کوآ
۵- دیسی ترکاری
۶- لائق ہونیوالا
۷- خدا کا نام (ہندی)
۸- موتی
۹- محبت
۱۰- موسم
۱۱- علاج
۱۲- آگ سے پیدا

۲۲	۲۱		۱۵		۱۱	س	۶
			۱۹	۱۶			
					۱۳		۱۲
	۲۲					۸	
			۱۷			۹	
۲۵				۱۴			۳
					۱۲		۴
	۲۳	۳۰					۵
			۱۸				۶
							۱۰

دائیں سے بائیں

- ۱- بگڑی
۲- صلح
۳- جگہ
۴- بات چیت
۵- ہندوستان کا شہر
۶- جگہ
۷- خون
۸- ایک پرندہ
۹- ایراکھا بادشاہ
۱۰- تین
۱۱- خرگوش
۱۲- بھلی

۲۱ رجون کے مسعے کا حل

نتیجہ

۲۱ رجون کے مسعے کے بہت سے حل وصول ہوئے لیکن صرف تین صحیح تھے۔ ان میں سے سید شیر احمد صاحب ریڈنزل۔ دہلی کا حل بہت صاف اور عمدہ لکھا ہوا تھا بقدر حل ایسے تھے کہ بعض صرف مشکل سے پڑھ گئے۔ اس نے سید شیر احمد صاحب کو اول قرار دیکر حکام کا انعام دیا گیا اور بقدر دلو کے دو مین سے ان کا انعام تقسیم کیا گیا۔
(۱) سید شیر احمد صاحب۔ دہلی
(۲) عالیہ صاحبہ۔ رنگون
(۳) سادہ علی صاحبہ۔ دہلی
انعامات ایک ہفتہ کے اندر حاضر کر دیئے جائیگے

ر	و	ز	ا	ک	ع	م	ا	ج
ی			ا	ٹ	ا		ط	ر
ا		ر	ن			ی	ر	ج
س					ل	ع	ا	ی
ت		خ	ز	ر	ب		ر	ز
	ر		ا	ی	ن	ب		ی
س		و	ا	و	ل		ن	و
ر		ا	ٹ	ی	ا		و	ا
	ج	ر	و			د	ر	ن

شرائط

- ۱- صحیح سمجھنے والے کو سینہ صدر کی پیش کیا جائے گی۔
۲- لیکن اگر ایک سے زیادہ اور یا صحیح سمجھنے والے وصول ہوئے تو انعام برابر تقسیم کر دیا جائیگا۔ پانچ سے زیادہ صحیح حل وصول ہونے پر پانچ شخصوں میں بندوبست فرما کر انعام تقسیم ہوگا۔
۳- خریداری پر تقسیم شدہ لوگ جو اپنے محل کے ساتھ
۴- رک رک کر محکمات میں شریک ہو سکیں۔
۵- روزانہ وقت سے تین بجے کے اندر تمام حل دفر بھیج جائیں۔
۶- تمام حل دفر پر نام تقسیم کے پتہ پر بھیج دیئے جائیں۔

حکومت نے بھی دیکھ لیا ہے



جس

موبہ سہرہ کا سب سے پہلا سہ روزہ اخبار

شہاب روزہ قات

حریت و آزادی کا داعی، فرہنگ اور مصلو کا حامی

کا اجماع سے گھر گھر چلا جائے۔ جسکے سحر تحریر نے قوتوں، بوجھوں اور فوجوں کے دلوں اور ذہنوں کو لٹ کر رکھ دیتا ہے۔ جس کے پیرچوں کو ملک کے گوشے گوشے میں راست اپنے دوستوں، عزیزوں کو تحفہ کے طور پر بھیجتے ہیں۔ جس نے غلامی و ملت تاریک خیالی رجعت پسندی۔ بیدینی۔ جمود اور غفلت شعاری کے سرودوں پر کھیلوں کی باتیں برسا دی ہے۔ جسکا پڑھنے والا صرف خدا کی غلامی کرتا ہے۔ اس کے بعد اگر مغفرت اعلیٰ کا یا جبروت بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، ایک مساوی انسان کی حیثیت سے برابرانہ طور پر بلند برضا ہے۔ اور نجات و غور اور اکبر و اقتدار پسندی کے تون کو ٹھکرا دیتا ہے۔

وہ اخبار ”شہاب“

کے جگہ جگہ کرنا نہ دکھائیگا ”شہاب“ معقولیت اور صداقت کی ساتھ جمل اور باطل کے قتل کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اسکی بعضے معقولیت پسندی اور دوا داری کا ہر طبقے میں اعتراف کیا جا چکا ہے۔

ہدایت کے ستارے بن جائے۔ ”شہاب“ کے پڑھنے والے غفلت کردہ عالم کی گھاٹ پ تار کی میں تبلیغ اسلام اور آزاد خیالی ہونے اور اپنے انسانی فرائض سے واقفیت حاصل کرنے کے ”شہاب“ کو مستقل طور پر پڑھنا شروع کر دیں۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ قیمت سالانہ چھ روپے ہشتاشی ہے۔ سہ ماہی دو روپے ہے۔ نمونہ کار پر مغفرت ہے۔ لیکن نمونہ دیکھنے کا انتظار بے سود ہے۔

منیجر روزہ ”شہاب“ راولپنڈی

اخبار مدینہ منورہ

اجمل روزانہ

شاہد اے قابل اہل قلم ادیبوں کی زیر اہارت جاری ہے خدمت قوم و ملک مدلی مذہب و ملت اس کا شعار ہے۔ آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علم دار اور جوائے میں کثیرالافتدایات سیاست حاضرہ کا منہر حق و صداقت کا شہرہ، عربی و انگریزی اخبارات کا خلاصہ، دنیا کے سرگوششیں نیچنے والا، ملاحظہ و مطالعہ خود بہا ہے بیان کی نقدیق کر دیا گیا۔ نمونہ مغفرت۔ قیمت سالانہ سے ہشتاشی ہے سہ ماہی دو روپے ہے پڑچہ اس کا ملک غیر سے ملے سالانہ۔

زیر اہارت جناب مین الدین عارث صاحب بی لے (جامعہ) حکیم اہل خانہ صاحب کی یادگار میں یہ پریس میس جباری کیا گیا ہے۔ اسکے اجرا کا مقصد قوم کی خدمت کرنا ہے اور بالیسی دی ہوئی و تحفہ صاحب مرحوم کی بھی اہل ضروریوں، کسالتوں اور کمزوری قوم کے مفاد کی نگہ رانی کرنا ہے۔ اور ساری دنیا کی خبریں ہندوستان کے بہترین اخباروں کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ ان خصوصیات کے باوجود قیمت سالانہ اٹھ روپے ہشتاشی چار روپے۔ سہ ماہی دو روپے اٹھ آٹے۔

منیجر اجمل پرنس بلڈنگ میس نمبر 9

چند مفید کتب

طلم تقدیر مصنفہ زود صاحب - یہ ایک نیم تاریخی فسانہ جو جبل کن کی تاریخ اور اسکے باشندوں کی تمدنی حالت پر روشنی ڈالتی ہے اور نیز اس میں تقدیر و تدبیر کی بحث کو بری خوبی سے سمجھایا گیا ہے، ضخامت (۶۵) صفحے لکھائی، چھپائی عمدہ قیمت ۸۔

دنیا کے افسانہ اردو کی ادبی دنیا میں یہ پہلا ہی کا نام ہے جو کوئی مصنفہ صاحبہ سرحدی ایم اے ایل ایل بی دہلی نے تصنیف کر کے اردو زبان پر احسان کیا ہے۔ اس میں ناول نگاری اور فسانہ نویسی کی تاریخ اور اس کے اصول و مبادیات کا تفصیلی بیان درج ہے ضخامت (۲۱۰) صفحے، کاغذ، لکھائی، چھپائی عمدہ - پاکٹ ایڈیشن - قیمت ۳۔

دکن میں اردو قدیم اردو کو چار دوروں میں تقسیم کر کے نظم و نثر کی عبوری تاریخ میں قدرانہ نظر ڈالتی ہے۔ ہر دور کے نمونے کے ساتھ حالات کی بات ان کے کلام کا نمونہ پیش کر کے اردو زبان کا ارتقاء کھلایا گیا ہے یہ اردو کے قدیم کی تاریخ جو کوئی مصنفہ الدین صاحبہ نے تصنیف فرمائی ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی عمدہ (۳۰) صفحے - پاکٹ ایڈیشن قیمت ۳۔

حیاءان اردو گرامری شعر کی نظم و نثر کا جواب انتخاب ہے۔ جس کو جناب احمد عارف صاحب نے نہایت سلیقہ کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ چوتھی گلدستہ اس قابل ہے کہ ہر تعلیم یافتہ اس سے لیے کتب خانہ کو زینت دے - کاغذ، لکھائی، چھپائی عمدہ - حجم (۴۱۰) صفحے پاکٹ ایڈیشن سادہ جلد قیمت ۸۔

اسوہ حسنہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ ان حضرت معلم نے مسلمان کے سامنے کیسی زندگی پیش کی ہے اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ضخامت (۸۰) صفحے کاغذ، لکھائی، چھپائی عمدہ - پاکٹ ایڈیشن قیمت ۸۔

روح تنقید دنیا کے اردو ادب میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں فن تنقید کے مبادیات و متعلقات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اسکے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں ادب کی تنقید اصول و تنقید نگاروں کے فرائض بیان کئے گئے ہیں اور پیش کردہ اصولوں کے تحت اردو کی شعور و تنقیدی تحریریں پر وجہ کر کے اصولوں کا استعمال دکھایا گیا ہے دوسرے حصہ میں - یونان - روم - اردو - متو

سے دوسرے بداری کی ارتقائی تاریخ، فرانس، انگلستان اور یورپ میں تھانویں صدی کے بعد سے اب تک جو اصول تنقید رائج ہوئے ان کا تفصیلی بیان، مروجہ تنقید اور چند تنقیدی کارنامے درج ہیں۔ اس کتاب کے مصنف فاضل انشا پرداز مولوی سید غلام محی الدین صاحب نادری زور ایم - اے (عثمانیہ) ہیں۔ حجم تقریباً (۳۰) صفحے لکھائی، چھپائی، کاغذ عمدہ پاکٹ ایڈیشن قیمت ۳۔

تنقیدی مقالات یہ بھی جناب زود صاحب کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب روح تنقید کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں انگریزی نثر کی ادبی اور ادبیات کے مصنفین و شعرا کی ماس کرے ہوئی، بعلی علی، مصنف طبقات ناصری، میر تقی میر، حسن، غالب حالی، میر انیس، میر تقی میر کے کلام، سنا بن پرورج تنقید کے چنگ و داموں کی روشنی میں تنقید کر کے اصولوں کا استعمال دکھایا گیا ہے، حجم تقریباً (۵۰) صفحے لکھائی، چھپائی، کاغذ عمدہ پاکٹ ایڈیشن سادہ جلد قیمت ۳۔

اردو کے اسالیب بیان مصنفہ جناب زود صاحب - یہ بھی اردو ادب میں پہلی کتاب ہے جس میں اردو نثر کے ابتدائی زمانہ سے لیکر موجودہ زمانے تک نثر نگاروں کے غرض و اثر و اسلوب بیان کے متعلق ایک عبوری ادبی تاریخ و تنقید ہے مصنف نے انگریزی اردو نثر کے مستقبل کی نسبت اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے، حجم (۲۰۴) صفحے لکھائی، چھپائی، کاغذ عمدہ پاکٹ ایڈیشن سادہ جلد قیمت ۳۔

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

بھگت صاحب شیخ الجامعہ صاحب زیر اہتمام سید عابد حسین صاحب پبلیشر جامعہ ملیہ پریس دہلی میں چھپکر دفتر پیام تعلیم سے شائع ہوا۔

ٹیلیفون نمبر ۲۵۱۹

رجسٹرڈ اہل نمبر

پندرہ روزہ تعلیمی رسالہ

نرخ نامہ چندہ

نرخ نامہ اشتہارات

سالانہ عمار

فی صفحہ

ششماہی

نصف صفحہ

فی پرچہ

چوتھا صفحہ

ایڈیٹر:- سعید انصاری، بی۔ اے (جامعہ)

جلد

۱۹۲۹ء اگست

نمبر

فہرست مضامین

۱- دنیا میں کیا جو رہا ہے؟	۲- "اخبار"	انعامی مضامین، رجسٹرڈ اہل نمبر کے پرچہ میں جن انعامی مضامین کا اعلان کیا گیا تھا ان کے متعلق شرائط میں مندرجہ ذیل دو باتیں بطور نظر رکھی جائیں:-
۲- نئے بچوں کی تعلیم و تربیت	۳- سید عابد علی صاحب بی۔ اے (علیگ)	(۱) مضامین ۱۵ اکتوبر سے ۱۵ دسمبر تک بھیجے جاسکتے ہیں۔
۳- وفد مبارک کے حالات	۵- کوالف بنگار	(۲) مضامین ۱۵ دسمبر سے ۱۵ جنوری تک بھیجے جاسکتے ہیں۔
۴- محاسن اسلام	۶- مولوی سعید انصاری صاحب	خیرداران یا تعلیم اور مدارس کے دوسرے طلباء سے توقع ہے کہ انعامی مضامین کے اعلان کو بغور پڑھ کر ضرور اپنے اپنے مضمون میں بھیجیں گے۔
۵- خادمہ بکلی	۷- سید نصیر احمد صاحب	معذرت - ہم کو افسوس ہے کہ پچھلے پرچہ میں ہماری تعلیمی مضمون مضامین کے نکتے والوں کا نام درج ہو نا رہ گیا۔ اب لکھا جاتا ہے:-
۶- آنحضرت	۸- احمد الیاس صاحب مجتبیٰ	محاسن اسلام
۷- کولبس	۹- سید نصیر احمد صاحب	خادمہ بکلی
۸- استبان کی کامیابی	۱۰- مولوی محمد حسین صاحب جمعی	خروش کاہنٹ
۹- میرا طوطا	۱۱- سید انور شیر صاحب - پٹنہ	مقرہ والعبہ دورانی
۱۰- شہر کی محبت	۱۳- نور الحسنی صاحب (راورنگ آباد)	جائیکر کا انصاف
۱۱- سما	۱۴- زی۔ سی۔ و	نقل کرانیکہ کا نتیجہ
۱۲- بقیہ مضامین	۱۵	
۱۳- اشتہار	۱۶	

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے باہر

مصر کی سیاست میں ایک غیر معمولی انقلاب رونما ہوا ہے، لارڈ لائبر جاپانی سخت گیری اور تشدد اذیت حکمت عملی کی وجہ سے سامراجی حلقوں میں خاص شہرت رکھتے ہیں، مصر کی باغی کثرتی کے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ مزدوروں کی حکومت نے اس باغی شخص کی پالیسی سے اتفاق نہیں کیا۔

مصر و برطانیہ کے درمیان ایک جدید عہد نامہ ہوا ہے جس کی رو سے مصر کو پہلے سے نسبتاً کچھ اضافہ حقوق مل جائیں گے اور برطانیہ کا نولاد دی پیچہ بھی قدرے وسیع پڑ جائے گا۔

غازی امان اللہ ماں سابق شاہ افغانستان ابھی تک اٹلی میں مقیم ہیں۔ فی الحال افغانستان میں ان کی دوسری کی بہت کم امید کیا جاسکتی ہے، اپنے اپنے مستقبل کے متعلق ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا۔

افغانستان کی خانہ جنگی ابھی تک جاری ہے، جنرل نادر خان اور آئسکے بھائی بچہ سقہ کے خلاف ابھی تک کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر سکے انہارات میں باطل متضاد خبریں آتی ہیں۔ دونوں طرف کے ایجنٹ پڑ اپنے مطلب کی خبریں مشہور کرتے ہیں جن پر اعتماد کرنا مناسب نہیں۔ تو انہا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت حال جلد ختم ہونے والی نظر نہیں آتی۔

سائنس کیشن کے ساتھ کام کرنے کیلئے مرکزی مجلس قانون ساز کے چند اراکین کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی تھی، شروع میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ کیشن اور کمیٹی میں کوئی فرق مراتب نہیں ہوگا، لیکن واقعات باطل اس کے خلاف جارہے ہیں، سرکھانہ نائز جو ہندوستانی کمیٹی کے صدر ہیں سائنس کیشن کے طریقہ کار سے سخت برہم ہیں۔

ہندوستان کے اندر

لاہور کے مشہور و معروف مقدمہ سازش کے ملزمین ابھی تک فاقہ کر زور میں آن میں سے بعض اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں کہ وہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتے، چنانچہ کئی دفعہ مجسٹریٹ کو مقدمہ کی کارروائی ملتوی کرنی پڑی۔ ملزمین کو ہلاکت سے بچانے کے لئے اکثر اوقات حکام جیلنگو جبراً خوراک پہنچاتے ہیں۔

لاہور کے اس مقدمہ کی وجہ سے ملک بھر میں شورش پیدا ہو رہی ہے، لیکن حکومت پنجاب ابھی تک سس سے سس نہیں ہوئی۔ ابھی حال میں حکومت نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ مقدمہ سازش کے ملزمین کے مطالبات کو حق بجانب نہیں سمجھتی اس لئے وہ اپنے رویہ کو بدلنے کے لئے تیار نہیں۔

کانگریس کے مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں یہ طے پایا ہے کہ کونسلوں اور اسمبلی میں شمولیت اور عدم شمولیت کے مسئلہ کو کانگریس کے سالانہ جلسہ تک ملتوی کیا جائے۔ کانگریس کا سالانہ جلسہ دسمبر میں بمقام لاہور ہوا۔

کانگریس کی صدارت کے لئے اکثر صوبوں سے جہا تا جی کا نام پیش کیا گیا ہے۔ یگ انڈیا کی تازہ اشاعت میں جہا تا جی نے اس بار کو اٹھانے سے انجی معذوری ظاہر کی ہے، اور لکھا ہے کہ اس کے لئے پنڈت جواہر لال موزوں اور مناسب ہیں۔

ایکے یوم میلاد الہی سائنس کیلئے غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے۔ برقیہ اور شہر میں برقیہ پاک تقریر پڑھی جائیگی جو خاص طور پر اس موقع کیلئے لکھی گئی ہے، اس کے ترجمہ ہندوستان کی اکثر زبانوں میں ہو رہی ہیں، اور اس کی اشاعت ہزاروں کی تعداد میں ہوگی۔

نتیجہ بچوں کی تعلیم و تربیت والدین کے عام فرائض

۱- انسان کے پیدا ہوتے ہی قدرت اس کی جسمانی عقلی اور اخلاقی تعلیم و تربیت ساتھ ساتھ کرنے لگتی ہے۔ جب تک وہ چل پھرنے نہیں سکتا۔ بول نہیں سکتا۔ اس وقت تک قدرت بچہ کو ہاتھ پاؤں ملانے رونے چلانے کی تعلیم دیکھتی ہے۔ دنیا میں چھتا ہے۔ مختلف چیزیں دیکھتا ہے۔ مختلف آوازیں سنتا ہے۔ خدا میں چھتا ہے۔ اس کے دماغ میں یہ تجربات اپنا نقش و اثر چھوڑتے ہیں۔ پس اگر ماں باپ منہائے قدرت کو سمجھ کر شروع ہی سے اپنے بچے کا ماحول ایسا بنا دیں جو اس کی جسمانی اور عقلی توانائی کو تمام جذبات کی درست تربیت کا ضامن ہو سکے تو یقیناً دنیا کی بہت سی مصیبتیں اور پریشانیوں کم ہو جائیں گی۔ کیونکہ ننہیں اب سے بترہوں کی یہ کام آسان نہیں۔ یا بہترین تعلیم مغرب میں گزشتہ صدی کے وسط سے خصوصاً چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت پر تحقیقات پر تحقیقات کرتے رہے ہیں چند مشاہیر نے ان اصولوں کو ایک نظام کی شکل میں بھی پیش کیا ہے۔ اسی پرچے میں فروبل کے کارناموں پر تبصرہ ہو چکا ہے۔ میڈم مائیسوری اور ڈاکٹر ڈیوی کی ہستیاں بھی قابل ذکر ہیں۔ تا حال اس قسم کے تجربات و تحقیق۔ انکشاف اور ترمیم کا روز قایم ہے۔ اور اب تک صرف چند اصولوں کو تعلیم یافتہ طبقہ نے باعوم تسلیم کیے اپنی دلچسپی کا ثبوت دیا ہے۔ مگر مغرب کے اکثر ممالک میں ان اصولوں پر سرکاری و ملکی کماتیب جدیدہ میں عمل کیا ہونے لگا۔ کوشش اور تجربہ کرنے والی مملکت اپنی اپنی قوموں سے خارج تحسین بھی حاصل کر رہی ہیں کیونکہ ان کی کاٹھا اور مصروفیت سے ملک کے دور و ترقی کی نئی بنیادیں قائم ہونے لگیں یہ سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں؟

۲- بچے سے غیر معمولی محبت کرنا اس کا حق ہے۔ لیکن لاڈ پانا اگر اس کی تربیت میں خارج ہے تو مضرب ہے۔ محبت بغیر علم کے کم مفید ہے اب چند اصول ایسے بھی ہیں کہ ان کو علمائے مغرب نے تسلیم کر لیا۔ اور ہم ان کی اہمیت میں شبہ کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) روک ٹوک۔ (۲) رپرٹ سے بچہ کے اخلاق بہتر نہیں رہتے بلکہ غلط شغل کی جگہ درست اور دل چاہی شغل کا بچہ کے سامنے پیش کرنا خوب ہے بچوں کی دنیا چونکہ ہر کس و نا کس کی سمجھ سے باہر ہے۔ اس لئے ہر شخص جو کہ قدرت کی عنایت باستم ظریفی سے والدین کے ہاتھ پر طبقہ میں شمار ہوتا ہے۔ ہرگز حقدار نہیں کہ بچوں کے ظاہر یا باطنی غلط کاموں کو ایک موعوم مستی یا بڑوں کی روایات و تہذیب پر قربان کر دے معلوم نہیں لوگ اپنا بچپن کیوں اتنا بھول جاتے ہیں کہ والد صاحب یا استاد مرگ کی عنایات و تازیانہ کا انتقام اپنی اولاد سے لیتے ہوئے ذرا نہیں شرت لے۔ بلکہ اس ظالمانہ رسم اور اظہارِ ناقابلیت کے طریقہ

اس سلسلہ مضامین میں جسمانی۔ دماغی اور معاشرتی تربیت کے سوالات والدین کی توجہ کے لئے اٹھائے جائیں گے۔ جدید تعلیمی تجربات کا خلاصہ بھی بطور ضابطہ یا لائحہ عمل پیش کیا جائے گا مگر مقصد حاصل ہونا دشوار ہے مگر تعلیم یافتہ والدین اولوالعزم نہیں۔ اپنی ذمہ داری کا احساس

وفدِ بہار کے حالات

جامعہ ملیہ اسلامیہ نے تعطیلات شروع ہونے سے پیشتر منہوتان کے بعض اضلاع اور شہروں کا دورہ کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے وفد بھیجے گئے تھے ان میں سے ایک وفد جو بلوچی ارشاد اسی صاحب اور خاکسار ایدہ بر مشتمل تھا، بہار گیا تھا۔ اس کی کارگزاریوں کا خلاصہ مع ہمدون حضرت کے شکریہ کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

یکم جولائی ۱۳۹۹ء کو ہمارا وفد میٹھ اور گیا کا دورہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور پہلے تین ہفتے صرف کر کے ۲۲ جولائی کو واپس ہوا۔ اس عرصہ میں ہم نے صوبہ بہار کے مختلف اضلاع، مقامات کا دورہ کیا مثلاً میٹھ، بلنکے پور، پھلوار سی شریف، گیا، بارہ، بہار شریف وغیرہ لیکن کام صرف ایک جگہ جمع کر لیا یعنی گئی شریف۔ میٹھ اور بلنکے پور کو ہم نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ ان دونوں وہاں کی انجمن اسلامیہ کے لئے ایک ہاں کی تعمیر کا چندہ ہونے والا تھا۔ ہم نے یہ مناسب خیال نہ کیا کہ مقامی اور غیر مقامی معاد میں کوئی تضاد ہو، اگرچہ ہرے جامعہ کے مجدد ایسے ہی تھے جو کسی حالت میں دونوں کے تضاد کا امکان نہیں سمجھتے تھے۔ قصبات و دیہات میں بھی ہم نے کام نہیں کیا۔ اس وجہ سے کہ یہ زمانہ آج کل چاول کی کاشت کا تھا۔ تمام لوگ بوٹی، وہاٹی میں مصروف تھے اور سال بھر کی جو کچھ بونجی تھی وہ سب نئی فصل کی کاشت میں لگا چکے تھے۔ انھوں نے نہایت سچائی اور خلوص سے یہ فرمایا کہ زید ایدان و کاشتکاران سے مالی امداد حاصل کرنے کا بہترین وقت جنوری کا آخری اور فروری کے شروع کا زمانہ ہے جب کہ چاول کی فصلیں لنگر کیتوں میں بھری جا چکی ہیں اور لوگوں کے ہاتھ تقصیل کے روپوں سے گرم رہتے ہیں۔ غرض اپنے مقصد کا جو ابتدائی جزو تھا، یعنی طلبہ فیسوں کا ازالہ اور صحیح معلومات کا دنیا، پینڈ، بائگی پور اور دیہات و قصبات میں ہم نے صرف اسی پر اکتفا کیا۔ ان حضرات کی ذاتی خاطر و عادات اور جامعہ کے ساتھ ان کی بے تکلف و کچی اور کچی ہمدون کی کاغذ ہائے دونوں پر ایک عرصہ تک باقی رہا۔ اسی مقصد کی پوری کوششیں یعنی ہمدون کی ہدا کرنے کے ساتھ ساتھ فزائی

مہربان کا کام، وہ ہم نے صرف شہر کیا میں کیا۔ مجددانہ کہ ہفتہ عشرہ کی کوشش سے صرف ایک گیا سے چھ، سات سو روپے نقد وصول ہوئے۔ ہم نے بڑے پیمانہ پر کام شروع نہیں کیا تھا اور نہ اسکا ارادہ تھا بلکہ نئی طور پر زیادہ سے زیادہ ہفتے لوگوں سے مل سکے تھے۔ ملے تھے اور ان سے بحث و گفتگو کے بعد جس قدر جامعہ کی طرف انھیں ہاں کر سکتے تھے، اسی سماعت سے وہ ہماری امداد کرتے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ گیا کی تمام مہربانیاں کا ہمراہ جامعہ سے غائبانہ ہمدون رکھنے والے اور ہم پر حد سے زیادہ عنایت فرما جناب قاضی احمد صاحب ایم۔ این۔ سی کی ذات پر سے۔ آپ کی امداد و اعانت اور لکھی و کچی گزشتہ سال نہ ہونی دیا یہ الفاظ دیگر اگر آپ ہمارے شامل نہ ہوتے تو یہ کامیابی ناممکن تھی۔ آپ کی ذات ستودہ صفات ہمارے رسمی تذکرے سے بالاتر ہے۔ آپ نے اس آئینہ جس قدر علاحدہ لیا ہے، اسی قدر آپ کی کچی اور جامعہ کے ساتھ آپ کا تعلق بڑھتا گیا ہے۔ آپ کا اصرار ہے کہ اگر جامعہ اپنی عمارتوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع کرے تو سالوں تک وفد بھجوائے جو قصبات و دیہات کا دورہ کر کے دھاتی تین ہزار روپے آسانی سے فراہم کر سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ آپ کے چھوٹے بھائی قاضی محمود حسن صاحب کی کوششیں اور محنتیں بھی کچھ قابل ذکر ہیں۔ آپ بھی جامعہ کیساتھ پرانے ہمدون رکھنے والوں میں ہیں۔ آپ کے ایک صاحبزادے بھی جامعہ میں پڑھتے ہیں۔ آپ حضرات نے ذاتی و شخصی طور پر ہمدون سے زیادہ وفد کی خاطر دواضع کرنے کے علاوہ بچاں روپے جامعہ کو دے اور اپنے خاندان سے ایک تین چار سو روپے کا ذخیرہ بھی کتب خانہ کو عنایت فرمایا جس میں بعض عربی کتب کا ایک کٹہرہ نیا دہ تہرانی ایشیا ایک سوسائٹی کی بھی ہوئی کتابیں ہیں۔

اس کے علاوہ بعض اور ہمدون بھی ہیں جنھوں نے جامعہ کو مالی امداد دینے کے علاوہ جامعہ کے ساتھ اپنی ذاتی اور شخصی تعلق کا اظہار فرمایا۔ ان میں جناب شاہ مصطفیٰ احمد صاحب کی ذات میں جنھوں نے جامعہ کو ایک سو روپے دینے کے علاوہ آئندہ بھی مدد دیتے رہنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ دوسرے جناب خان مبارک

محاسن اسلام

تیسری قسم

آداب اخلاق

(بہلہ اشاعت گزشتہ)

اس حدیث میں بیان کیا ہے -

الاحسان ان تعبد الله احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اٹک مان لہر تکن تزاہ اس طرح کر کہ تو گویا اس کو دیکھ رہا ہوں اس کے سیراٹ ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا تو یہ سجدہ کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اگر کارگزار ہے تو یہ دھیان کرے کہ اس کے سر پر ایک زبردست محافظ دیکھوں، جو نفس کی ہر سرگوش اور دل کے ہر عیب سے باخبر ہو۔ ظاہر و باطن سب اس پر یکساں ہے، ایسا خیال کرنے سے اس کے دل میں عاجزی اور اعتقاد و جوارح پر ایک ایسی شکستگی طاری ہوگی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے سامنے اس طرح آئے گا کہ باوجود عزم و ارادے کے نفس فیج سے باز آئے گا اور برائی کے میں سب کر لوٹ آئے گا۔

قرآن حکیم کا لفظ تقویٰ دو نونوں طرح کے دھیان پر بند میں حاوی ہے۔ قرآن کا یہ ایسا جامع مانع لفظ ہے، کہ ہر قسم کی نیکی و بھلائی کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔ اور انسان کے دامن عصمت کو کسی برائی سے لکھنے نہیں دیتا، اسی بنا پر قرآن کریم نے انسان کو سب سے زیادہ تقویٰ پر آمادہ کیا ہے، انسان اس کے ذریعہ سے دین و دنیا کے جو کما کما اور جو بلند مراتب حاصل کر سکتا ہے سب کو اللہ عزوجل نے مفصل اپنی کتاب میں بیان کر دیے۔ فرمایا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ دِقَّةً لِّئَلَّا يَمُنَّ عَلَيْكُمْ أَجْرُكُمْ وَالْوَدَّ - اللہ سے ڈرو، اور حق لاسدید الصلح لکم اعمالکم تمہیک بات کو، اللہ تمہارے اعمال و عیض لکم ذنوبکم و من بلیع اللہ سدا روگیا اور تمہارے گناہ کو کھانہ کر دگا رسولک فقد فاذنوا عظمنا • اور جو اللہ کے رسول کی مٹا کر پائی۔ وہ پڑی کا تھا،

(سورۃ احزاب آیت ۷۰، ۷۱)

یہاں جس طرح پیدائش، ہدایت اور کھلانے پلانے کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اسی طرح بیماری کی بھی ہونی چاہیے۔ لیکن بندے کی طرف سے یہ ادب ہونا اس لئے باوجود اس یقین و اعتقاد کے کہ تمام چیزیں خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف غایت احترام سے مرض کو اس کی طرف منسوب نہیں کیا، حالانکہ ظاہر طرز ادا اور بندش کلام کا استموقع پر بھی تقاضا تھا کہ مرض کی نسبت بھی اللہ عزوجل کی طرف ہو۔

ایک جگہ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلعم پر ایمان لانے والے جنوں کا کلام اس طرح نقل فرماتا ہے -

وَأَنَا كَسَدَرِي أَشَقَّ اذِ ابْنِ عَمِينَ هَمَّ مِثْلُ جَانَةِ زَمِينِ وَالْوَلِ كِ فِي الْأَرْضِ اِمْرَاةً هَمَّ رَقِيمٍ سَاقِدَةً بَرَا مِثْلُ مَطْلُوبٍ يَأْكُلُ اِبْرَارًا وَرَا دِشْدَ آه ان کو راہ راست دکھانا چاہتا ہے۔

بیان بھی برائی کا بیان صیغہ جمدی کے ساتھ ہے۔ حالانکہ اعتقاد کا سختی کے ساتھ یہ تقاضا ہے کہ خیر کی مشورہ بھی اس کی طرف منسوب ہونا چاہیے، اس لئے کہ برش اس کے کرشمہ قدرت سے ہے۔ لیکن نہیں ضرر تقسیم و تحویم کے خیال سے برٹوں کو مجھول کے صیغہ سے ظاہر کیا اور بھلائی کو گناہ صراحت سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا، قرآن حکیم میں اس طرح کی مثالیں بہتری ہیں۔

دوم - اللہ تعالیٰ نے تمام احکام اور امور و نواہی کو ٹھکانے سے حالانا، بر عمل اور ہر اہل نفس و حرکت میں اللہ عزوجل کا پورا دھیان رکھنا، اگر کار و اب ہے تو اس طرح پر دھیان ہو کہ دل میں غفلت رکھنے کی پوری تصویر جو، اعضا و جوارح سے عاجزی و درماندگی کا کامل اظہار ہو۔ دل میں اتنا اطمینان اور امور دنیا سے اتنی بیکوئی ہو کہ اپنی ہر نفس و حرکت پر علوہ الہی مشن نظر ہو، یہی مطلب و حقیقت احسان کا ہے جس کو آن حضرت صلعم نے اپنی

خادمہ بجلی

(گزشتہ سے ہوتا)

ہیں روح ہوتی ہے اور جب ہم اس کو دگڑتے ہیں تو دوش گری اور زندگی کے آثار مٹا رہوتے ہیں۔

ہماری خامہ اس دنیا میں آدمی کے پیدا ہونے سے بھی پہلے موجود تھی۔ وہ بالوں میں ایک گٹھڑے سے کود کر دوسرے میں جا کر اور دوسرے سے میرے میں اور اس طرح اپنا نام و نشان ظاہر کرتی۔ بہت زیادہ جوانی میں اس گٹھڑے کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے بڑے مذا جویر، دانش کے گور کو چھینا ہو۔ دوسرے حکیم بھی اس گٹھڑے کو دیکھتے تھے لیکن انھیں اس کا کچھ بھی علم نہیں تھا کہ یہ "ہمک" میڈکس طرح ہوتی ہے۔ کبھی کے متعلق اس زمانہ کے لوگ نہیں جانتے تھے، لیکن آج کل کے حکیم معلوم ہو گئے کہ ہماری خامہ نے کس طریقے سے ہمیں بنایا کہ وہ مادوں میں ہمک پیدا کرتی ہے۔

ہیں یہ معلوم کرتے ہیں بہت وقت لگا کہ دنیا میں کوئی تیز کل بھی ہے حضرت مسیح سے قبل قدیم یونانوں نے معلوم کر لیا تھا کہ فیکس کے ٹکڑے میں ایک عجیب پوشیدہ غامضیت باقی جاتی ہے۔ (دیکھ کر زاگ بلکہ زرد سا چمکتا ہے اور سارے ایشیائی یہ عام طور سے زیوروں میں استعمال چمکتا ہے، یورپ میں یہ بہت کم پایا جاتا ہے)۔ انھوں نے نہایت تعجب سے اس بات کو دیکھا کہ جب فیکس کا ٹکڑا گر جاتا ہے تو وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

یونانی اس سے مراد بھی یونانی بجلی کو تنگ کرتے تھے کیونکہ اس میں بجلی جی تھی جو تینوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ لیکن ان لوگوں کا خیال تھا کہ غنہ

اس زمانہ میں بھی خاموش کتاب تھی کہ کسی طرح آدمی سمجھ کے کام لیا
شروع کر دے۔ لیکن کسی نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ اگر تکتے کے غلبہ طوفان
کیوں جھینٹتے ہیں۔ انھوں نے غبر کے اندر ایک روح فرض کر لی۔ لیکن ان
کا خیال بالکل غلط تھا۔

اس بات کو دوہرا دہر بر سر گز گئے لیکن کسی نے بھی اس سسک کو حل نہیں کیا۔
وہاں بہت سے انقلاب ہوئے۔ صرف جزائر برطانیہ ہی کی تاریخ پر ڈالو۔ آدھریں
نے برطانیہ کے چٹکی کو گول کو فتح کیا۔ اس کے بعد انگریز جسٹس ایجنٹس میں اس
فلک میں آئے اور اس کو ولیم نائچ نے ان جزائر کو اپنے نفع میں کیا اور ان کی آبادی کو
نے حکومت کی لیکن ہماری خادمہ اسطیرج بیکار پڑی رہی اور ملک زراحت کے زمانہ
میں ڈاکٹر ولیم جگرٹ نے دوا کھوکھ کے ڈاکٹر تھا، یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ معلوم کر کے رہی
کہ واقعی غریب کوئی عجیب خصوصیت ہے۔

ڈاکٹر گرگٹ نے گندہک کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے رگڑا اُسے معلوم ہوا کہ یہ بھی اپنی طرف تھے اور دوسری ملکی چیزوں کو کھینچتی ہے۔ تب اس نے تیشہ کے ٹکڑے سے تجربہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ اس میں بھی کھینچنے کی طاقت پائی جاتی ہے۔ اس نے پھر دوسری چیزوں سے تجربہ کیا اور ہر ایک میں اس نے یہ خاصیت پائی۔ یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ فہر میں جو پوشیدہ خاصیت پائی جاتی ہے وہ گندہک اور دوسری چیزوں میں بھی ہے۔

اباڈاکٹر گلبرٹ نے ارادہ کیا کہ اس عجیب خاصیت کا کوئی خاص نام رکھنا چاہیے چونکہ یہ خاصیت سب سے پہلے یونانوں سے معلوم کی تھی اسلئے اس نے یونانی لفظ سے کبھی کبھی اس کا نام رکھا۔ یونانی زبان میں عموماً "اکٹرین" کہتے ہیں اس لئے اکثر نے اس خاصیت کا نام اکٹرٹیسٹی (جلی) تجویز کیا۔

آنحضرتؐ

احمد ایساں محبی صاحب نے حال میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے ایک اور کتاب "آنحضرتؐ" کے نام سے لکھی ہے، جو انشاء اللہ جلد شائع ہوگی۔ تمہید اور پیدائش کا بیان، ناظرین پیام تعلیم کی دلچسپی کے لئے پیش کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

اور سچی راہ پر چلنے لگے اور بتوں کی پوجا کی جگہ خاص اپنے رب کی عبادت کرنے لگے۔
آنحضرتؐ کو خدائے جب اپنا پیغمبر بنایا ہے تو اس وقت آپ پورے چالیس برس کے تھے۔ ابھی تک ہر چھوٹا بڑا حضور کو بت اچھا اور سچا آدمی جانتا تھا، آپ کو دل سے جانتا اور آپ کی برتری عزت کرتا تھا، لیکن جوں جوں حضور اللہ میاں کی باتیں لوگوں کو سنانے لگے وہ آپ سے بھڑکے گئے کہ یہ تو ہمارا آقا پر نادین ہی بدلتا چلتے ہیں جسے ہمارے باپ دادا مانتے چلے آئے ہیں۔ آخر ان لوگوں نے آنحضرتؐ کو اس معاملے میں بت بت ستایا، مگر آپ نے ابھی کی بھلائی کے لئے اور خدا کی مرضی ماحول کرنے کے لئے وہ سب ظلم و ستم سے اور ایک دن پتھر کی بنی ہوئی صورتوں اور بتوں کے بتاریکوں کو ایک ہی خدا کا جاری بنائے پھوڑا، سنگیوں ہزاروں برس کے خدا کے باقی دافرا، آخر خدا کے ایک ایک حکم پر آنحضرتؐ کے معمولی اشارے سے نود وقت جان دینے تک کو تیار رہنے لگے اور خدا کی راہ میں انھوں نے بھی بڑی بڑی ہمتیں خوشی خوشی کھیں۔ اللہ نے چاہا، یہ سب باتیں اگلے آئیں گی۔

نور کا ٹھور

بچہ پیدا ہوتا ہے، خود روا ہوتا ہے۔ ہر ماں باپ کے لئے خوشی کا سامان لانا ہی گھر بھر میں پھیل چلا جاتی ہے، یہ گھری بڑی مبارک گھڑی کھلتی ہے۔ بچہ سنا ہوتا ہے، ماں باپ طرح طرح کی خوشنیاں سناتے ہیں، ہر برس ساگر کی دھو میں مچاتے ہیں، یہ دن بڑی خوشی کا دن سمجھا جاتا ہے۔ طالب علم امتحان میں کامیاب ہوتا ہے، اس دن وہ مارے خوشی کے پھولانے میں مبتلا ہے۔ بچہ، لڑکے سے جوان ہوتا ہے، ہر کام میں جی لگاتا ہے، ہر چیز میں مزاج ہے۔ شادی ہوتی ہے، دل کی گلی کھلتی ہے۔ کہتے ہیں، شادی کا دن عید کا ہوتا ہے۔ وہ گھری ایسی مبارک و پرسرور ہے کہ نام ہی اس کا شادی ہوتی ہے۔ آدمی نوکری کی درخواست کرتا ہے، صفوری کا پر واند آتا ہے، اس سے یوحہ و دن اس کے لئے کتنا مبارک ہوتا ہے۔ ہمارے ہمسایہ ہی طرح کا ایک آدمی ہوتا ہے، خدا اسے بادشاہ بناتا ہے، سب سے زیادہ

ہمارے دس ہندوستان سے بہت دور ٹھیک ٹھیک کی طرف، عرب نام کا ایک اور ملک ہے، وہاں کو نامی ایک شہر ہے، بہت مشہور، اسی شہر مکہ میں آپؐ ۱۳-۱۴ سو برس پہلے اللہ میاں کے ایک بہت ہی پیارے اور اچھے بندے پیدا ہوئے۔ ان کا نام محمد ہے لیکن ادب سے ان کا نام نہیں لینے بلکہ جب ان کا ذکر کرتے ہیں تو آنحضرتؐ کہتے ہیں اور ساتھ ہی ان پر اس طرح درود و سلام بھیجتے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اللہ ان پر اپنی رحمت اور سلامتی بھیجے (۱)

آنحضرتؐ، ہمارے نبی، خدا کے بھیجے ہوئے رسول، اور اس کے پیام لانے والے پیغمبر ہیں، جس طرح ان سے پہلے حضرت آدم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ وغیرہ ہوئے ہیں۔ مسلمان انھیں خدا کا آخری نبی مانتے ہیں۔ ان کا بہت بڑا درجہ ہے، بس یہ سمجھو کہ خدا کے بعد ان سے بڑا کوئی نہیں، اور وہ اس دنیا اور اس دنیا یعنی دونوں جہان کے سرور ہیں۔

آنحضرتؐ جس زمانے میں پیدا ہوئے، عرب کے مال بڑا خراب تھا وہاں کے لوگوں میں دنیا کا ہر عیب پایا جاتا تھا۔ عرب کے سوا اور ساری دنیا کا مال بھی کم و بیش وہاں ہی مٹا تھا۔ عربوں میں تو کچھ اچھائیاں بھی تھیں، ایسی کہ جیلہ و سب باتیں ٹھیک ہوئیں تو خود ان کے لئے اور ساری دنیا کے لئے ان کی ہی اچھائیاں ہو۔ نہ پر ہمارا، نہ بہت ہوئیں۔

دونوں سے دنیا کی حالت ایسی ہی خراب چلی آ رہی تھی، میاں تک کہ لوگ اپنے رب ہی کو بھلا جیتے تھے، اور خدا کے کھوں کو بھولے ہوئے تھے۔

کعبہ ان کے میں براہِ لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کا ایک گھر بنا ہے اسے خدا کا گھر کہتے ہیں جسے حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل خدا کے پیغمبروں نے خدا کی عبادت کے لئے بنایا تھا، لیکن خدا کے اس گھر میں ان لوگوں نے پتھر کے بت بنائے ان کے تھے اور انھیں اپنا خدا مانتے اور ان سے طرح طرح کی متیں، مرادیں مانگتے اللہ میاں نے اپنے بندوں کو ہوشیار کرنے اور پیغمبر نذیر سے جگانے کے لئے آنحضرتؐ کو اپنا پیغمبر بنایا اور آپؐ نے اللہ میاں کی ایک ایک بات اس طرح لوگوں کے دلوں میں اتار دی کہ ایک دن، وہ سب بھولے جھکے اللہ میاں کی مسیحی

(۱) کہنے میں کبھی عبارت چھٹی لکھنے کی نیت سے صرف یہ (۴) نشان کر دیتے ہیں اور پڑھنے والے اسے پورا اصلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں۔

کولبس

ملک اٹلی میں ایک شہر جنوا ہے، جہاں آج سے کئی سو برس پہلے ایک بہت بڑا ملاح جس نے نئی دنیا کا پتہ چلا یا پیدا ہوا تھا۔ اس کا نام کولبس تھا۔ کولبس جب بڑا ہوا تو اس نے پرتگیز ملاحوں سے جو اس وقت فنِ جہازداری کے استاد سمجھے جاتے تھے اس فن میں مہارت حاصل کی اور ان کے ساتھ نئے بحری سفر کیے۔ ہندوستان شروع زمانہ ہی سے ہونے کی جڑا مشہور تھا اور اس کی زرخیزی کے افسانے یورپ کی ہر قوم کو معلوم تھے، ہر ایک ملک میں اس کے مال و دولت کا چرچا تھا۔ بہت سے ملاحوں نے ہندوستان کا راستہ تلاش کرنے کے لئے سفر کئے لیکن ہیشہ کامیابی کا موندہ دیکھنا پڑا۔ کولبس کو بھی دیکھا دیکھی اس کا شوق ہوا۔ لیکن وہ ایک معمولی ملاح تھا اس کے پاس جہاز اور دوسرا سامان نہیں تھا لہذا اس نے کسی بادشاہ سے مدد لینے کا خیال کیا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے ملک کے بادشاہ کے حضور میں درخواست دی جو نامعلوم ہوئی، اس نے پرتگال اور انگلستان کے بادشاہوں سے درخواست کی لیکن وہاں بھی کامیابی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ان دنوں کے بادشاہ کی تہذیب غلطہ پر مسلمان بادشاہ سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بادشاہ نے خوب جہنمناے اور خوشیاں کیں۔ کولبس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بادشاہ کے سامنے درخواست پیش کی، بادشاہ اس پر بھی راضی نہ ہوتا تھا لیکن ملکہ کی سفارش پر راضی ہو گیا۔

جہازوں کی تیاری کا حکم دے دیا گیا اور تین جہازوں کا ایک بڑا بنایا گیا۔ بہت سے ملاح اور دوسرے لوگ ملازم رکھے گئے اور ۹۷ سالہ میں یہ بڑا جانب مغرب روانہ ہوا۔

کولبس اس سفر کے کامیاب اور تمام ملاح وغیرہ اس کے ماتحت تھے۔ کولبس نہایت سرگرمی اور محنت سے اپنا کام کر رہا تھا جس اسکو ہیمن تھی کہ ہندوستان کا راستہ معلوم ہو جائے۔ کوئی تین مہینے میں اس نے

سات سو کوس کے قریب فاصلہ طے کیا لیکن اپنے ساتھیوں کو ہمیشہ کم بتاتا تھا تاکہ کہیں وہ بدول نہ ہو جائیں۔ پیرا ساحل سے بہت دور آگیا تھا۔ ہر طرف سمندر ہی سمندر تھا۔ پانی اور آسمان۔ اس کے علاوہ کسی چیز کا پتہ نہ تھا۔ چار مہینے گھر سے نکلے ہوئے تھے اور زمین کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ ملاح بھی بے گھر لے آؤ کو کولبس کو واپس جانے پر مجبور کرنے لگے۔ مگر کولبس اس بات کو کب مانا۔ اس نے پتہ کنونر می سے سمجھایا لیکن وہ نہیں ملتے تھے۔ آخر ان کو ڈرایا دھمکا یا ساتھ ہی الغام کا لالچ بھی دیا۔ اور کہا اب کچھ دنوں کی بات ہے۔ چند دنوں کے لئے تو وہ چپ ہو گئے لیکن جب منزل مقصود کا کہیں نشان بھی نہ پایا تو انھوں نے آپس میں سازش کی کہ آؤ اس کولبس کو سمندر میں پھینک کر اس کا خاتمہ کر دیں اور جہاز کو واپس یمنین کولبس کو جب اس کا پتہ چلا تو بہت گھبرایا اور کہ چند دن اور صبر کرو اور اگر زمین کا پتہ نہ چلا تو واپس لوٹ جائیں گے۔

آخر آخر تو برکے مہینے میں کوئی آدھی رات کے وقت کولبس نے حکم دیا کہ جہاز کے باوبان اُتار دے۔ جب ملاحوں نے یہ حکم سنا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور انہوں نے پاگلوں کی طرح زمین زمین کے نعرے لگاتے شروع کر دیے۔ جب دوسرے ملاحوں نے اس کی آواز سنی تو وہ بھی زمین زمین چلا اٹھے۔

اب بھلا کس کو نیندا تھی۔ صبح کا انتظار تھا۔ آخر خدا کا کر کے مشرق سے سورج طلوع ہوا اور کولبس اور مزاحم نظر دورا نا شروع کی۔ تھوڑے سے فاصلہ پر ایک جزیرہ اور کچھ درخت نظر آئے۔ ملاحوں نے کولبس سے معافی مانگی اور بیدار ہو گئے۔ چھوٹی کشتی میں جھیک کر گناہ پر پھنچے اور کولبس نے یمنین کے بادشاہ تھمڈا اس سر زمین پر گارڈ دیا۔



امتحان کی کامیابی

نظم بقدر عید کے دن، عزیز ہی محو و حسین سہ کے لئے، ان کی کامیابی امتحان پر، انھیں کے جذبات اور حرکات سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔ (محمی)

لو امتحان دے کر محو و آر ہے ہیں
اسماں امتحان میں ہیں کامیاب شدہ
رکتے قدم کہیں ہیں، پڑتے قدم کہیں ہیں
پڑتے ہیں بی لگایا، ٹھننے میں سر کھپایا
داوی بھی خوش بھی، مانبا بھی عجیبی
لئے ہیں باس کو، وہ دھڑا میں سند ہے
لئے وہ امتحان کی باتیں سننا کر
کچھ کہتا ہے، من سے ہے کچھ نکلت
قافی کے شعر انھوں نے ربدیں کچھ نہیں تو
سُن سُنے کی باتیں گن گئے ان کے نمبر
ابنے پیچھے ٹھوٹی، ماں نے گلے لگایا
اسوقت کی مسرت پوچھو کچھ ان کے دل سے
کھلو اس کے مٹھائی، قافی کی خواہشوں نے
نامہ رشید، اختر، اشرف کی مویں دھوت
دیوت کا ڈوہی آخر ماں لائے باکر

کیا کھل رہی ہیں باغیں، کیا مسکرا رہی ہیں
انما ز تو کچھ ان کے یہی تبار ہے ہیں
کیا خوش خوش رہی ہیں، کیگنگنا رہی ہیں
سچ آج سال بھر کی محنت کا پار ہے ہیں
سب گھر کے لوگ یہی خوشیاں منا رہی ہیں
پرچہ وہ نمبروں کا سب کو دکھا رہے ہیں
ماں باپ کے دلوں کو کیا بھجا رہی ہیں
کر کے ادھوری باتیں سکھنا رہے ہیں
کیا جھوم جھوم کر وہ سب کو بھجا رہی ہیں
کچھ مسکرا رہے ہیں، کچھ کھلا رہی ہیں
اس طرح اور ان کی بہت بھجا رہے ہیں
من بنگے کو وہ اپنی حالت چھپا رہے ہیں
سب اپنے دوستوں کو گھر پر بلا رہے ہیں
وینے کو یونا وہ ہر اک کو جا رہے ہیں
کیسے لہے پھندے وہ مٹی سے آ رہی ہیں

لے لو وہ دھول گمان، لو گئے وہ مہماں
ماں سے خوشی کے انکوسہ بدھ کہاں کا اپنی
ہوتے ہیں شاید یوں ہی دنیا میں نیکے
پائیں گے وہ بھی عزت، اور کچھ گئے وہ بھی زہنت
انکے بھی اکدن ہے یہی کامیابی
جو پڑنے اور لکھنے سے جی نہیں جڑتے
جو ملتے ہیں مل سے اپنے بڑوں کا گنا
پر پھنسنے جی جڑایا، گھنسنے موند چھپایا
انگو کہاں یہ خوشیاں، انگو کہاں یہ عزت
اسکول اور گھر میں عزت ہو خاک ان کی
وہ اپنی زندگی کا کیا لطف پاسکیں گے
لیکن وہ نیکے، محنت کے خود بھی ہیں
ہوا پنی کامیابی ان کو سدا باک

(۳)

محو آج صبی خوشیاں منا رہے ہیں
جو کر رہی ہیں محنت، جوجی گار ہے ہیں
محنت سے جو سینہ اپنا بنا رہے ہیں
سب کی نظر میں اپنی عزت بھجا رہی ہیں
وہ عیش کر رہی ہیں، شکے میں پا رہے ہیں
جس حسنے آج وہ سب نصان اٹھا رہی ہیں
کھیل اور کود میں جو عمر سنار ہے ہیں
جو اپنا وقت سا راہوں ہی منا رہے ہیں
محنت سے پھینچے ہیں جوجی جارا رہے ہیں
راحت اٹھا رہی ہیں، عزت لمار رہے ہیں
جودل سے پڑھ رہی ہیں، اسکول جارا رہی ہیں

مظلوموں کا حاسی اور بکیوں کا نالہ بے اختیار

جمہور تقریباً ایک سال سے روزانہ بلاناغہ نہایت آف تاب سے ہندوستان کے سب سے بڑے شہر کلکتہ سے اپنی حریت کی فریادیں
نار کا تھپتھپا۔ جمہور کلکتہ
کام مسئلہ شائع کرنا جمہور کی خصوصیات میں داخل ہے۔ اگر آپ ابھی تک جمہور کے خیردار نہیں ہوئے ہیں تو فوراً ایک کارڈ لکھ کر خیردار بن جائے۔ شہر کیلئے زریں موقع ہو کر نیکو پیکو شہر
ہندو جمہوری اکیڈمی روزانہ اخبار کی جوبلا قید نہ بن جائے۔ نہایت کثرت فوجت ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ ۷۷ روپے ششماہی ۳۷ روپے سہ ماہی ۱۷ روپے ماہوار ایک روپہ پندرہ آنے (۷۷ روپے)
ملنے کا پتہ:۔
منیجر جمہور نمبر کولولو۔ اسٹریٹ کلکتہ

میرا طوطا

بھائی کمال کے کاٹ کھایا۔ اب بڑی شکل۔ آپری تھی کہ جس طرف ہنگام
تیلی بندے میں مشغول ہوتے وہ حملہ کرتا رہتا۔ اس کی ناشکر گزار ہی پریم
لوگ سب خفا ہو رہے تھے۔ میں نے یہ نصیبت دادی ماں سے جا کر بیان
کی۔ انہوں نے کہا "بھیا طوطے کی آنکھ سیر وئی کے لئے مشہور ہے اس لئے
جوانان بے عروقی کرتا ہے اسے طوطے چشم کہتے ہیں۔ طوطے کی ذات
ایسی ہے کہ عمر بھر بھی انھیں حلوہ کھلا دے اور ذرا سا بھی بیٹھکھو لو گے
یہ نکل بھاگیں گے اور پھر کر دیکھنے والے بھی نہیں۔ اور نیم لے پتھر ملیو گا
کیا سنگا لیا؟ یہ بغیر لوہے کے پتھر کے رکھے نہیں جا سکے۔ میری دادی
ماں نے اٹھ آئے پیسے لوہے کے پتھر کے لئے دے۔ میں نے فوراً
عبدالسمان کو گدڑی پر دوڑایا تاکہ فوراً وہ ایک لوہے کا پتھر لے
آئے اور طوطے پر اپنی چادر ڈال دی۔ ایک گھنٹے کے بعد پتھر آگیا اور
عبدالسمان نے دونوں پتھوں کو ملا کر ٹری شکلوں سے طوطے کو لوہے
کے پتھر سے میں داخل کیا اور اس کا پٹ بند کر دیا۔ اب بچے کے لئے
نئی مصیبت آگئی اور وہ یہ لوہے کی تیلیوں پر قبضہ سہارا دے اور کاشے کی
کوشش کرتا تو لٹمان ہوتا۔ میں خوش تھا اور میرا بھائی کمال لڑا چل
رہا تھا اور تالیاں بجا رہا تھا چونکہ طوطے نے اس کی آنکھوں کو بھی
لو لٹمان کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے طوطے نے سہرا ڈال دیا۔ میں نے بھیا
کے رات کو اپنے کئے پر یہ پتھر کا اور صبح سے پتھر میں ٹھیک طور سے
رہے گا۔ رات کو میں دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ طوطا اس قدر پریشان
کیوں ہے۔ اس کا پتھر اس کے گھونسلے لاکھ گونا چاہا ہے۔ گھونسلہ
بنانا، گرمی و سردی سے بچنا، دانہ چٹا غرض سب ہی مصیبتوں
سے آزاد ہے۔ میں سو رہا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے
طوطے کے چند بچے بھوک سے شور مچا رہے ہیں اور ان کوں کی
ارڈر کر پتھر سے کئے چاروں طرف گھومتی اور بچوں کی مصیبت نہ کہہ جاتی

میں نے اپنی دادی ماں سے کہا کہ میں طوطا ضرور لوں گا، طوطا
والا باہر بیٹھا ہے، میں اسے مٹھا کر آیا ہوں، بچے کے اکثر لڑکھوں نے طوطے
ہیں۔ دادی ماں نے جب مجھے جبین دیکھا تو کہا "اچھا بیٹا جا طوطے آیا"
میں پورا پتھر اٹھا کر لے آیا۔ اس میں سے ایک طوطا جس میں سرخی تھا
تھی میں نے پسند کیا اور مجھے ایک روپیہ میں دے دیا گیا۔ فوراً دشت و
جو میرا نوکر ہے دوڑا گیا کہ ایک اچھا پتھر لے لکڑی کا پتھر لے آئے۔
محلہ ہی میں لکڑی کا پتھر ملتا تھا چارائے میں میرا پتھر بھی آگیا۔ تیل کی
خوبصورت سی کیا دھوئی گئی اور اس میں دانے وغیرہ میں نے پتھر
میں رکھ دیا پانی پلانے کا الگ برتن تجویز ہوا اور میں نے اپنے گلاس سے
دھال پانی بھی اس میں رکھ دیا۔ اپنے کمرے میں لاکر میں نے پتھر کو
رکھ دیا کیونکہ پتھر کے فرش پر کاغذ بچھا ہوا تھا۔ میں نے سمجھا طوطا
دھوپ میں گھومنا کیا ہے۔ سو رہے گا۔ میری تجویز تھی کہ میں ایک صدف
کی گڑیا کا بلنگ پتھر میں گھسا دوں جس پر طوطا آرام سے سو رہے۔ میں
نے بلنگ لانا بھی چاہا لیکن اس نے ایسی چیخ بھائی کہ میں سیدھا بھاگا
ہوا اپنے طوطے کے پاس چلا آیا۔ یہاں اگر دیکھتا ہوں تو طوطا نہ دانے کی
طرف نظر کرتا ہے اور نہ پانی کی طرف نہ کجبت سوا ہی ہے وہ تیلیوں
کے کٹے میں مشغول ہے۔ میں سخت حیران تھا کہ طوطا کو اس آرام دینے کے
بعد بھی کیا ہوا ہے جو بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر تک میں
اس کی ضد کا تماشا دیکھتا رہا آخر کار میری حیرت اور غصہ کا کوئی ٹھکانا
نہ رہا جب میں نے دیکھا کہ وہ ایک تیلی کو توڑ چکا ہے۔ فوراً میں نے
دشتاد کو بکارا اور اپنے بھائی کمال کو آواز دی۔ ہم تینوں نے مل کر
تیلی درست کی لیکن جب تک اس نے دوسری تیلی توڑ دی اس
طور سے ہم لوگ تیلی بنانے میں مشغول رہے اور وہ تیلی توڑنے میں
ہم لوگوں کو ہزار بج تو اس کا ہوا کہ کئی مرتبہ اس نے میرے چھوٹے

سبر کرنے پر قدرت میں رکھتا تو آزادی کی راہ میں جان ہی دینا اہل زندگی ہے۔ اگر ہمیشہ جانور جان دے دیا کریں اور پتھر سے میں رہنا گوارا نہ کریں تو انسان پتھروں میں جانوروں کو بند کرنا چھوڑ دیں۔ میں نے کہا آبا یسب کچھ تو ہوا پھر میں کیا کروں وہ طوطا اب تو مر چکا اور مجھے اللہ میاں گناہ میں مبتلا کریں گے۔ آبا جان نے کہا کہ اب اس کا جہد کرو کہ پھر کوئی جانور پتھر سے نہ ڈالیں گے اور جان تک تم سے ہو سکے گا تم اپنے طوطے کا حال کہہ کر دوسروں کو بھی منع کرو گے۔ اب جو ہوا سو ہوا امید ہے کہ اللہ تمہارے نادانستہ گناہ کو معاف کر دے گا۔ اگر سو سکے تو تم ان ظالم چرخی مادیوں سے طوطا مینا خرید کر آنا دیکر دیا کرو اور آئندہ زندگی میں اللہ محبتیں اقبال مند بنائے گا کہ تو روزیسا تم کہہ سکتے ہو۔ میں نے عہد کر لیا اور اپنے عہد پر ابھی تک قائم ہوں۔

(بقیہ مضامین صفحہ ۱۶)

خوشی کا دن یہی ہوتا ہے۔

لیکن دنیا میں ان سب دنوں سے ایک اچھا دن آیا، اور ان تمام خوشیوں سے بڑھ کر خوشی۔ ساری نعمتوں سے بڑھ کر نعمت۔ اور نہ گھٹنے والی دولت، دنیا کو ملی۔ وہ، جس کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ، خدا کے پیروں نے خدا سے دعا کی تھی اور دنیا والوں کو اس کے آئے کی خوشخبری دی تھی۔ ہمیں معلوم ہے، وہ دولت کی ہے اور وہ سب سے بڑھ کر خوشی کا دن کو ہے؟ وہ دولت خدا کا نور ہے، جس سے ساری دنیا معمور ہے۔ ربیع الاول کی تاریخ تھی، دو شنبہ کا دن تھا اور صبح کا سہانا وقت۔ جب خدا کا بندہ اور اس کا اچھا، ہمارا آقا، اللہ کا بی ساری دنیا کے لئے برکت، سہرا پاوہت، گزروں کی ہدایت، بے کسوں کی اعانت کئے دن میں تشریف لایا، شیطان نے منہ چھپایا۔ ہاں وہی ہے خدا کا پیغمبر، ہمارا رہبر، اللہ کا رسول، اس کا مقبول، کہ محمد اس کا نام ہے اور وہ اس کا اسلام ہے۔

ہولی پہلے آئے ہو یا

دل غلے غلے اور نوید سچا

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم علی آل ابراہیم کہ محمد بن عبد اللہ

میرا طوطا رہا ہے لیکن باہر نکلتا اس کے من سے باہر ہے وہ پتھر سے پتھر دے رہا ہے۔ صبح کو جب میری کھلکھلی تو دیکھتا ہوں کہ اس کے چنگل، اس کی چونچ، اس کا سر سب لمبے تر ہے۔ طوطا دینے پر پتھر سے گرا ہوا سب گناہ رہا ہے۔ میں نے فوراً پتھر سے کھول دیا اور اپنی پٹکانے لگا اس کے منوں پر عزم لگا لیا لیکن میرا طوطا جانبر نہ ہو سکا۔ آبا جان بھی آگے اور انھوں نے مجھ سے کیفیت دریافت کی میں نے طوطے کی خریداری سے لے کر اس وقت تک جو سامعہ گزرا تھا کہ سنایا انھوں نے کہا مینا بڑا ظلم کیا۔ تمہارا خواب سچا تھا۔ ضرور اس کے بچے بھوکے رہتے ہوں گے۔ آجکل زمانہ بچوں کے کھنے کا ہے بچوں کی ماں اکیلی کہاں تک پرورش کر سکتی ہے اور خود بھی پیٹ پال سکتی ہے۔ میں نے کہا آبا جان میں نے حلو الاکر میاں میں بھر دیا تھا اور اپنے گلہ اس سے پانی چاڑھ دیا تھا۔ آبا جان نے کہا کہ اگر کوئی بچہ کپڑے

کرے جائے اور خوب حلوا اور سو سے میرا کمرہ بھر دے اور چاروں طرف کمرہ بند رکھے تو کیا تم اور ہم پسند کر سکتے ہیں۔ لاؤ میں تمہیں بھی زر کا کپڑہ بنا کر کہہ میں بند کر دیتا ہوں اور اچھے اچھے کھانوں کا انبار لگا دیتا ہوں۔ میں نے چلا کر کہا میں آبا جان میں اسے چمن میں کھلونے گا تنگل تالاب جاؤں گا اور اند باہر اچھل کود کروں گا۔ میں زر کے کپڑے اور عمدہ کھانے سے باز آیا۔ انھوں نے کہا یہی حال میرے اس طوطے کا تھا۔

وہ کھیت کھیت مارا پھرنا، ایک دانہ میاں سے ایک دانہ وہاں سے چٹنا۔ دور دراز جگہوں پر پانی پینا پسند کرتا تھا چونکہ اس میں آزادی تھی اور وہ خوشی خوشی اپنی مادہ کے ساتھ دن گزارتا اور بچوں کی پرورش کرتا۔ میں نے کہا میں آبا طوطا مینا یہ بُرا۔ اس نے میرے کہاں کی انگلیاں کاٹ کھائیں بیچارا بلک بلک کر رونے لگا۔ آبا نے کہا کہ وہ تم اس غریب کو پتھر سے ڈالو، تم اس کی مادہ سے پھرنا، اس کے بچوں کے مرنے کا سبب بنو اور خود اسے لوہا مان جو کمر جانے دو لیکن اس نے ایک مرتبہ کاٹ کھایا تو وہ شیطان تھا، قندی تھا، ناشکر سپاس تھا۔ طوطے نے جو کچھ کیا صحیح کیا۔ انتقام بادلہ اگر جانور نہ لے تو اس کا احسان ہو اور اگر لے تو شکایت نہیں۔ میں نے کہا آفراس کو جان دینے سے کب فائدہ ہوا۔ بچے اس کے بھوکے رہے اس کی جان انک گئی۔ آبا جان نے کہا بلا سے جان گئی اس کا جو فرض اس نے ادا کیا اگر جانور آزادانہ زندگی

شوہر کی محبت

دن بدن بڑھنے لگی اور ایک دوسرے کو لمحہ بھر کی جدائی شاق گردتی۔ لیکن جب لڑکی کو اس نوجوی کے الفاظ یاد آجاتے تو بہت ہمگین اور بخند رہتی۔ اسنے اپنے تمام زرد و جامہ لٹا کر دیئے اور عابدانہ زندگی گزارنے لگی۔ آخر کار شہزادے کی موت کا دن آگیا۔ وہ حسب معمول رنج بھی محفل کو صل کھانے کے لئے اور لکڑیاں جلانے کے لئے روانہ ہوا لڑکی کو آج کا دن یاد تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ روانہ ہوئی۔

شہزادہ جب اپنے کام میں مشغول تھا تو یکدم وہ سر ہل کر بٹھ گیا اور اپنی جوی سے کہا ”مجھ کو ہاتھ پاؤں میں کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ مگر تار ہوج۔ اور طبیعت میں بھی جا رہی ہے“ یہ کھ کر وہ گر پڑا۔ لڑکی کو اس نوجوی کے الفاظ یاد آ گئے اس کے ہاتھوں کے طے اڑ گئے اور پیروں کے نیچے سے زمین پر گئی اس اپنے پھر پھڑپھڑاتے ہوئے سینے سے اس کا سر کھایا اور زور پر لکڑی بھٹی۔ چون ہی شہزادہ نے اپنی زندگی کی آخری سانس لی۔ لڑکی کے ساتھ فوراً ایک نورانی شکل نمودار ہوئی۔ جس کے ایک ہاتھ میں ترسولی تھی لڑکی نے خوف سے لڑتی ہوئی آواز سے پوچھا ”لے نورانی شکل! تو کون ہے“ اس نے جواب دیا میں موت کا فرشتہ ہوں۔ اور میں تیرے شوہر کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ اس نے کہ آج اس کی زندگی کے دن ختم ہوئے ہیں“ یہ کھ کر اس نے اس کی روح ترسولی میں سمیٹ لی۔ اور لڑکی کی طرف روانہ ہوا۔ لڑکی خوف سے لڑتی ہوئی اس کی پیچھے روانہ ہوئی۔ جب فرشتہ نے اس کے پیروں کی چاب سنی تو اس نے ٹھکر دیکھا کہ بیچارہ لڑکی کیسے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اس کے پیچھے آ رہی ہے۔ فرشتہ نے دل میں رحم آیا اور اس نے کہا کہ بجز تیرے شوہر کی روح کے جو بھی نور و ہوش نہ لے پوری کی جائے گی۔ لڑکی نے کہا کہ ”میرے سسرے کو مینا جانے“ موت کے فرشتہ نے کہا کہ ”اچھا جاؤ وہ مینا ہو گیا“ لیکن لڑکی پھر بھی اس کے پیچھے چلی جا رہی تھی۔ فرشتہ کو اس کی معصوم صورت پر پھر ترس آیا

شہزادہ میں ایک بادشاہ نہایت ہی عقل مند، عابدہ زائد و عابد و عابد رہتا تھا۔ اس کو زیارتوں اور مقدس مقامات کی سرپرستی شوق تھا اس کی ایک لڑکی نہایت ہی خوبصورت تھی۔ بادشاہ لڑکی کو بھی اکثر زیارتوں میں ساتھ لکھتا تھا اور اسے بھی زیارت کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن لڑکی اپنے باپ سے اجازت لیکر مقدس مقامات کی زیارت کو روانہ ہوئی۔ اس نے بہت سے مقدس مقامات کی زیارت کی جبکہ ایک جنگ میں سے گزر رہی تھی تو اس سے ایک نہایت ہی خوبصورت اور جوان لڑکا ملا۔ اس کا بڑھا باپ اندھا تھا۔ یہ بھی بادشاہ تھا لیکن نابینا ہونے کی وجہ سے تخت و تاج سے نکال دیا گیا تھا اور یہ جنگ میں ایک جھوٹے حملے میں ہتا تھا۔ لڑکی کے دل پر اس شہزادے کی سادہ زندگی کا بے حد اثر ہوا اور وہ اس پر دل و جان سے عاشق ہو گئی۔ اور اس نے تصفیہ کر لیا کہ وہ ہجر اس کے کسی سے شادی نہ کرے گی۔

جب لڑکی اپنے محل کو واپس ہوئی تو اس نے ایک نوجوی کو بلایا اور اس سے اپنے منتخب شدہ شوہر کا ذکر کیا۔ نوجوی نے کہا کہ لڑکا نہایت ہی خوشیار عقل مند اور نیک بخت ہے۔ لیکن شادی کے ایک سال بعد مر جائیگا۔ لیکن لڑکی نے چونکہ مستقل ارادہ کر لیا تھا۔ اس نے اس نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کیا۔ باپ نے ہر طرح کوشش کی کہ وہ اس خیا سے باز آئے لیکن اس کی تمام کوششیں بایں گناہیں اور اس نے آخر وہ خاطر شادی کی اجازت دے دی۔ شادی نہایت صوم و دھام سے ہوئی۔ ملک کے امراء اور اراکین سلطنت بزرگ اور مقدس لوگ جمع تھے۔ سب نے ان کی عروا اقبال کئے، دعا کی۔ لڑکی اپنے باپ کے محل سے رخصت ہوئی۔ اور شوہر کے ساتھ اس کے چھوٹے شوہر کو روانہ ہوئی۔ جہاں اس کا مینا باپ رہتا تھا۔

دونوں ایک سال تک نہایت خوش و خرم رہے۔ دونوں میں محبت

اوپر سے نیچے

1A		11		2	5	1
	14	12			4	
		13				2
		12		9	6	3
	16	15				2
				10		

۱۸۔ کرپڑیوں کا سلسلہ

٥١- وهو الثاني

۱۰ جولائی کے معتمے کا حل

انعامات ایک منبتہ کے اندر ماضی کر دیئے جائیں گے۔

۱۔ محفل سمیٹنے والے کو مبلغ ہر کی کتابیں پیش کی جاتیں گی۔ لیکن اگر ایک سے زیادہ اور پانچ تک محفل وصول ہوئے تو انعام برابر پرتقسیم کر دیا جائے گا۔ پانچ سے زیادہ محفل وصول ہوئے پرتانچ مخصوص میں بڈاریہ قرعہ اندازی انعام تقسیم ہو گا۔

۲۔ خزانہ دار یا مقرر یا وہ لوگ جو اپنے مل کے ساتھ ۳۰ کانٹیکٹ میٹیں متعلقہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔

۳۔ روزنامہ امت سے تین ہفتے کے اندر تمام مل دفتر بھیج جائیں۔



محبوب عالم صاحب ہیں جنہوں نے پچاس روپے خود دینے کے علاوہ پچاس روپے سید مظفر احمد صاحب نہیں کیا سے دلائے اور جن کو باوجود جزوی اختلاف کے جامعہ سے خاص ہمدوی ہے۔ خان بہادر سید حسین امام صاحب بھی ہمارے شکر یہ کے مستحق ہیں جنہوں نے فرست مرتب کرانے میں ہماری امداد فرمائی اور جن کے بڑے بھائی سید حسین امام صاحب ابھی حال میں جامعہ کو سو روپے دینے کا وعدہ کرچکے ہیں۔ ڈاکٹر منظور احسن صاحب اور سید لطیف الرحمن صاحب نے بھی ہمارے کاموں میں ہمدوی اور اپنے زیر اثر محلوں سے جامعہ کے لئے بہت کچہ کھینچ کر لیا۔ حافظ محمد رفیع صاحب امام جامعہ مسجد نے بھی اپنے مخصوص طبقہ سے کوئی پچاس روپے کے قریب جمع کر کر دے کے حوالہ کیا۔ ہر سہ اشخاص ہمارے خاص تشکر یہ کے مستحق ہیں۔ مہینہ میں قاضی محمد سعید صاحب جامع اور باڈھیں مولوی منظور الحق صاحب جامعہ نے بھی وہ فائدہ دے دے وہ امداد دی۔ پھولاری شریف میں امیر شریف مبار اور نائب امیر شریف بار خاں ب مولانا سید سجاد صاحب نے خاص طور پر جامعہ کے ساتھ دلچسپی ظاہر فرمائی۔ ان کے علاوہ جن جن بزرگوں نے جامعہ کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے اور علی ہمدوی کی ہے ان کے اسمائے گرامی اگر مصلحتاً سمجھو اور گئے ہوں تو امید ہے کہ وہ ہیں معاف فرمائیں گے ان کی حمایتوں کے ہم ہر حال شکر گزار ہیں۔

خلاصہ کے طور پر جو کچہ وفد کو کامیابی ہوئی وہ یہ ہے:-

- (۱) ایک ہزار کے قریب نقد روپے وصول ہوئے۔
- (۲) تین چار سو گناہوں کا ایک ذخیرہ جس کی قیمت تین ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔
- (۳) آٹھ اشخاص نے اپنے اپنے بچوں کو جامعہ بھیجے کا وعدہ فرمایا۔
- (۴) ان سب کے علاوہ ایک وسیع حلقہ میں جامعہ کے تعلق مسیحی معلومات اور سب سے گری ہمدوی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔



اور اس نے کہا کہ اچھا بھرا کوئی خواہش کر۔ اس پر لڑکی نے کہا کہ میرے سسرے کی کھوئی ہوئی حکومت اور دولت واپس مل جائے۔ اس کی یہ بھی خواہش پوری ہوگئی۔ لیکن لڑکی نے اس کا تعاقب پھر کیا۔ ابرار کی تیار کی بڑھ چلی تھی۔ راستے کے نشیب و فراز سے لڑکی کے پاؤں میں چھلے پڑ گئے تھے اور خون بہ رہا تھا، جب فرشتے نے مڑ کر دیکھا کہ لڑکی پھر چلی آ رہی ہے تو اس کو اس کی مصیبت زدہ حالت پر پھر ترس آیا اور اب یہ تیری آخری خواہش ہوگی جو منظور کر دی جائے گی۔ اس کے بعد فقہ کو واپس جو جانا چاہئے لڑکی نے کہا ”اے مہربان فرشتہ! اب میری ضرورت یہ خواہش ہے کہ میں کئی بچوں کی ماں ہوں، فرشتہ نے اس کی اس کی اس خواہش کو بھی منظور کیا۔ اور روانہ ہو گیا۔ لیکن لڑکی نے پھر اس کا تعاقب کیا۔ اب فرشتے نے کہا ”کیوں تو میرے پیچھے آتی ہے۔ کیا میں نے تیری تمام خواہشوں کو پورا نہیں کیا؟ اب چلی جاؤ،“ اس پر لڑکی نے کہا ”میں اپنے شوہر کو چاہتی ہوں۔ کیا تم نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں بچوں کی ماں بنوں گی تو پھر بغیر شوہر کے تمہارا وعدہ کس طرح پورا ہو سکتا ہے،“ اب فرشتہ بالکل مجبور ہو گیا تھا۔ اس کے شوہر کی روح واپس کر دی۔

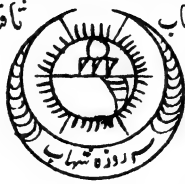
لڑکی فوراً اپنے خاوند کی لاش پر گئی۔ جہاں وہ پڑا ہوا تھا دیکھا کہ وہ ابھی موت کی گری زندہ سے سو کر اٹھا ہے۔ لڑکی اپنے خاوند کی دوبارہ زندگی سے بہت خوش ہوئی۔ دونوں محبت کے والوں کی اپنے چھوٹے کو چھوئے۔ جہاں سسرے کی آنکھیں روشن ہو گئیں تھیں اور امراء سلطنت و اراکین سلطنت اس کے چھوٹے کے گرد بکھڑے ہوئے تھے اور اس کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کی منت کر رہے تھے۔ لڑکی نے ان سب سے تمام واقعات بیان کئے جو جھگڑا واقع ہوئے تھے۔

فرشتہ کے تمام وعدے بالکل سچے نکلے۔ یہ دونوں نہایت نہایت خوشی اور عیش و عشرت میں گئی سال تک زندہ رہے۔ انکو نہایت ہی نیک اور خوش حصلت لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

حکومت نے بھی فاش شدہ انتخاب

دیکھ لیتے

شہادت روزہ ثاقب



جس صوبہ سرحد کا سب سے پہلا سہ روزہ اخبار

شہادت روزہ ثاقب

حریت و آزادی کا داعی، غریبوں اور مظلوموں کا حامی

کا اسی سے گھر گھر چرایا۔ جن کے سحر خیز برنے عورتوں، لڑکھوؤں اور نوجوانوں کے دلوں اور ذہنوں کو بیت کر رکھ دیا۔ جس کے رچوں کو ملک کے گوشے گوشے میں دوست اپنے دوستوں عزیزوں کو تحفہ کے طور پر بھیجتے ہیں۔ جس نے غلامی زلت - تاریک خیالی رجعت پسندی - بیہندی - جمود اور غفلت شعاری کے پردوں پر جن بھٹیوں کی بارش برسا دی ہے جس کا بیٹھنے والا صرف خدا کی غلامی کرتا ہے۔ اس کے بعد اگر مفت اعلیٰ کمپا جبروت بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ ایک مساوی انسان کی حیثیت سے براہِ رائے طور پر ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور سخت و غرور اور تکبر و اقتدار پسندی کے تہوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔

وہ اخبار ”شہادت“

آگے چل کر کیا کیا نہ دکھایا۔ ”شہادت“ معقولیت اور صداقت کیساتھ دھل اور باطل کے قلعوں کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس کی بے تعلبی معقولیت پسندی اور روایات کا ہر طبقے میں اعتراف کیا جا چکا ہے۔

مدایت کے ستارے بن جائے۔ ”شہادت“ کے بیٹھنے والے فلسفہ عالم کی گھاٹوں پر تاریکی میں تبلیغ اسلام اور آزاد خیال ہونے اور اپنے انسانی فرائض سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ”شہادت“ کو مشغل طور پر پڑھنا شروع کریں۔ کاغذ - کھائی - چھاپائی نہایت عمدہ ہے۔ قیمت سالانہ چھ روپے رستمی ہے۔ سہ ماہی چار ہے۔ نمونہ کا پر مفت ہے۔ لیکن نمونہ دیکھنے کا انتظار بے سود ہے۔

میخبر روزہ ”شہادت“ راولپنڈی

اجل روزانہ

زیر ادارت جناب مین الدین حادث صاحب نے (جامعہ حکیم اجل خان صاحب) کی ہادگار میں پڑھائی سے جاری کیا گیا ہے۔ اسکے اجرا کا مقصد قوم کی خدمت کرنا ہے اور ایسی وہی جو حکیم صاحب مہم کی بھی انجمن خردوروں، کسانوں اور پسماندہ قوموں کے مفاد کی نگہ رانی کرنا ہے۔ اور مساوی دنیا کی خبریں ہندوستان کے تہذیبی اخباروں کیساتھ شائع کرتا ہے۔ ان خصوصیات کے باوجود قیمت سالانہ آٹھ روپے رستمی چار روپے سہ ماہی دو روپے آٹھ آنے۔

میخبر اجل پرنس بلنگ بھی نمبر ۹

اخبار مدینہ بخیر

ہفتہ میں دو بار

مسئلہ سے قابل اہل قلم ایڈیٹروں کی زیر ادارت جاری ہے خدمت قوم و ملک پاسداری مذہب و ملت اسکا شعار ہے۔ اتحادی وطن اور قومی مطالبات کا علم بردار اور ہجرت میں کشمکش اور سیاست کا مضبوطی و صداقت کا شہساز ہے۔ انگریزی اخبارات کا خلاصہ، دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچنے والا، ملاحظہ و مطالعہ ہمارے بیان کی تصدیق کروں گا۔ نمونہ مفت قیمت سالانہ سے ہر شہساز ہے۔ سہ ماہی چار روپے پچاس مالک غیر سے ملے سالانہ۔

جنک جناب شیخ ابو جعفر صاحب زیر اہتمام سید عابدین صاحب پرنٹر و پبلشر جامعہ مدینہ سے شائع ہوا۔

تلیفون نمبر

نرخانہ چندہ

سالانہ عمار

ششماہی عمار

فی پرچہ ۱۔

رجسٹرڈ اعلیٰ نمبر

نرخانہ اشتہارات

فی صفحہ

نصف صفحہ

چوتھائی صفحہ

تعلیم

ایڈیٹر: سعید انصاری، بی۔ اے (جامعہ)

جلد

۳۱ اگست و ۶ ستمبر ۱۹۴۹ء عیسوی

نمبر ۹۰

فہرست مضامین

۱۳	چکیت لکھنؤ	۹۔ ہمارا وطن	۲	"اخبار"	۱۸۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟
۱۵		۱۰۔ پدی کا بدلہ	۴	ایڈیٹر	۱۹۔ اردو زبان کی تعلیم
۱۶	سید نور الہمدی صاحب	۱۱۔ ایک نصیحت آموز قصہ	۶	حاملی صاحب بی۔ اے علیگ	۲۰۔ تھے بچوں کی تعلیم و تربیت
۱۷	ارشاد بدایونی	۱۲۔ راجہ بیرل کی عقلندی	۹	مولوی سعید انصاری صاحب	۲۱۔ حاسن اسلام
۱۸	سعید انصاری	۱۳۔ تاریخی قصے	۱۰	سید نصیر احمد صاحب	۲۲۔ خادمہ بکلی
۲۰	زری۔ و	۱۴۔ مہما	۱۱	عبدالرشید صاحب انور	۲۳۔ سلطان صلاح الدین ایوبی
۲۱	خواجہ حافظ فیاض احمد صاحب	۱۵۔ کوا نقشا جامعہ	۱۲		۲۴۔ دنیا میں قیدی اجناس کی تقسیم
۲۳		۱۶۔ اشتہارات	۱۳	ارشاد بدایونی	۲۵۔ دینی بیج

بجے نہایت انوس ہے کہ بری عدم موجودگی میں کارکنان دفتری غلطی کیے یا غلطی گذشتہ پرچہ وقت پر نہ نکل سکا اور اب اس کی بجائے یہ دو نمبر ایک ساتھ نکل رہے ہیں۔ (نیچر)

اعذار

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے باہر

اطالیہ کی پولیس نے دو آدمیوں سٹی محمد زان اور توس نامی کو گرفتار کیا، محمد زان پشاور کا رہنے والا ہے، اور توس لندن میں برسرِ سرِ کی تسمیم حاصل کرتا رہا، ان دونوں پر یہ الزام ہے کہ یہ غازی امان، اندھا خان سابق شاہ افغانستان کو جو آجکل اٹلی میں تسمیم میں قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔

افغانستان کی موجودہ بد امنی اور خانہ جنگی بدستور جاری ہے، خبریں ناورد غالب بچہ سہ کے خلاف برٹے زور دھونس سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ ناورد خان کے اشتہارات تو بولوں اور بند و قوں سے زیادہ کام کر رہے ہیں، بچہ سہ اس برقی ہوئی مخالفت کو برقی سختی سے روک رہا ہے، اخبارات میں اس کے ظلم و جور کی اطلاعات دروازہ آ رہی ہیں۔

تازہ اطلاعات منظر میں کہ روس نے چین کی حدود پر نوکشی کر دی پہلی لڑائی میں کچھ چینی قوتوں ہوئے ہیں، حکومت چین نے جمعیت الاقوام سے سہیل کی ہے۔

فلسطین میں آج کل یہودیوں اور عربوں کے درمیان خانہ جنگی کا بازار گرم ہے، خانہ جنگی کا سبب یوروٹظم میں مسیحیوں کے پاس ایک دیوار ہے، جس کے سر دو فریق ملک ہونے کے دعویدار ہیں، مسلمان اس دیوار کو دیوارِ برحق کہتے ہیں اسے خیال کے مطابق انحضرت نے شبِ معراج میں بھی نہیں نزول فرمایا تھا، یہودیوں کے ہاں بھی یہ دیوار مقدس مانی جاتی ہے، دونوں طرف سے تیس دفعات کا سلسلہ شروع ہے، یہودیوں کی امداد حکومت فلسطین کر رہی ہے۔

ایران اور عراق کے باہمی تعلقات ایک عرصہ سے زیادہ خونخوار نہیں تھے، معلوم ہوا ہے کہ اب حکومت ایران نے حکومت عراق کو تسلیم کر لیا ہے، نیز ابن سعود اور ایرانی حکومت کے درمیان بھی معاہدہ ہو گیا ہے۔

ہندوستان کے اندر

بلکت ٹکھ اوروت کو کھانا چھوڑے آج دو ماہ سے زیادہ عرصہ چور رہا ہے، پچھے دونوں حکومت نے اس معاملہ کو سلجھانے کے لئے کوشش کی مگر نیکون کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا، معلوم ہوا ہے کہ بلکت ٹکھ اوروت چھوڑ پانی اور دووا چھوڑ دی ہے، دونوں کی حالت نہایت تشویشناک ہے،

کچھ عرصہ سے سماجی تہہ آگ پر پکی ہوئی خوراک چھوڑ رکھی تھی، اور صرف کچی ترکاروں اور پیچھے ہوئے اناج پر گزارہ نہ تھی، اس تبدیلی سے آپ کی صحت برقرار نہ رہا، اور گردہ می مبت بڑھ گئی، جس کی وجہ سے آپ پر بخشی سی طاری ہونے کی اطلاع آئی ہے، سماجی تہہ اس خوراک کے تحریر کوئی الحاح چھوڑ دیا ہے، اور اب آپ کی حالت اطمینان بخش ہے۔

پنجاب، امار اور یوپی کے بعض اضلاع میں مہضہ کی شکایت ہے، لیکن سندھ میں خاص طور پر یہ وبا برے زوروں پر ہے، اس کے خوف سے بھاگ کر ارد گرد کے علاقوں سے تقریباً دس ہزار آدمیوں نے کراچی میں پناہ لی ہے۔

عاجزوں کی موجودہ تھالیف اور مصائب کو دور کرنے اور ان کے لئے آرام دہ سہولتیں تیار کرنے کیلئے حکومت کی طرف سے ایک جمیشن کا یہ ہوا ہے، اس جمیشن نے ملک کا دورہ کر کے جسے بٹھے لوگوں کی تباہی و تھلند کی ہیں، مختصر یہ کہ جمیشن اپنا کام کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔

شرقی افریقہ کے ہندوستانوں کی فٹیل کانگریس کا ایک وفد ہندوستان میں آیا ہے اور اس غرض سے دورہ کر رہا ہے کہ مشرقی افریقہ کے ہندوستانیوں کے معاملہ سے اس وفد کو آگاہ کرے اور نیز اس کی طرف حکومت ہند کی توجہ مبذول کرے، اس کے بعد یہ وفد انگلستان جاسے گا۔

پانچویں ایک لنڈی نامہ نگار نے اخبار مذکور کو یہ اطلاع بھی ہے کہ جو وقت ہمارے کانٹا اجلاس شروع ہو گا، اس وقت خیال ہے کہ رینے سیکڈ لٹلڈ، وزیر نظسم انگلستان ایک بیان شائع کریں گے جس میں ہندوستان کو حکومت بطرز نوآبادیات دینے کو وعدہ ہو گا اور اس غرض کے لئے وہ ایک گولڈ میڈل کا انفرس منعقد کریں گے۔

فلسطین میں آج کل عربوں اور یہودیوں کے درمیان سخت فساد ہو رہا ہے بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح کے چند مقامات پر سخت قتل و خونریزی ہوئی ہے۔ انگریزی فوجوں کی مداخلت سے امید ہے کہ یہ سلسلہ زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہے گا۔

گذشتہ انقلاب افغانستان کے زمانہ میں الہ آباد سے جو ایک افغانی شہزادہ سردار محمد عرفان کے لاپتہ ہو چکی اطلاع اخبارات میں شائع ہوئی تھی، ان کے متعلق اب یہ معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے وادی کریم میں اپنے کو بلا کسی شرط کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ سردار موصوف رنگون بھیجے جانیئے جہاں ان کے ادراغہ قراپیلے سے موجود ہیں۔

فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان جو فساد ہوا ہے اس کے متعلق خیال ہے کہ اس فساد کے پیدا کرنے والے وہی بزرگ ہیں جنہوں نے پچھلے دنوں افغانستان میں بغاوت کرائی، لاہور میں ہندو مسلمانوں کے درمیان بغاوت پھیلایا اور ان سب سے پہلے عرب کے اندر بغاوت کراچکے ہیں۔ دنیا آپ کو کزن لارنس کے نام سے پکارتی ہے۔

”ہاسا“ نامی جو ہوائی جہاز انگلستان سے ڈاک لے آ رہا تھا، اس میں کسی طرح سے آگ لگ گئی اور وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا اس کے ساتھ وہ آدمیوں کی جائیں بھی تلف ہوئیں اور کئی ایک جل بھی گئے ہیں۔



ہمارا نامہ نگار جی آج کل یو۔ پی کا دورہ کرنے کیلئے نکلے ہیں اور اس سلسلہ میں آپ سب سے پہلے بھوپال آ رہے ہیں، ہمارا آپ کو اب صابھ بھوپال کے مہمان خاص رہیں گے۔ آپ اگر وہاں لکھنؤ میں بھی قیام فرمائیں گے۔ لکھنؤ میں آپ کے پیچھے پرتوی جیٹا آڑاٹے جائیں گی رستم بھی ادا ہوگی۔

استمبلی کے گذشتہ سیشن میں سیفٹی بل کے مسئلہ پر صدر اسمبلی اور سرکاری ممبروں میں اس کے ملتوی کرنے یا نہ کرنے کے متعلق جو اختلاف رائے ہو گیا تھا، اس کا فیصلہ اب وزیر سنبھ گیا تب سے یہ آیا ہے کہ صدر اسمبلی کو کسی مسودہ قانون کے مباحثہ کے روکنے کا کوئی حق نہیں ہے بعض معلقوں میں یہ خیال ہے کہ میٹل صاحب اس بار پر استعفیٰ دیدیں گے لیکن اس کا امکان بہت کم ہے۔

کانگریس کی آئندہ صدارت کیلئے صوبوں کی اکثریت نے جو ہمارا نامہ نگار جی کا نام پیش کیا تھا، اس پر ہاتھی نے اپنی طرف سے پینٹ جواہر لال نہرو کے لئے سفارش کی ہے اور جو اس عہدہ کے قبول کرنے سے اس وجہ سے معذوری کا اظہار فرما رہا ہے کہ اس وقت وہ کانگریس یا ملک کے عام رجحان کے مطابق اپنے کو نہیں پاتے ہیں۔

دہلی میں ۱۹ اگست کو طلباء کی ”انجمن نوجوانان“ نے ایک بین المللی وفد متفقہ طور پر انھوں نے ہندو مسلمان اور دوسرے فرقوں کے نوجوانوں کو مدعو کیا تھا۔ اس دعوت کا مقصد ہندوستان کے تمام فرقوں میں معاشرتی اعتبار سے بھی باہمی اتحاد و یکجہتی کو ترقی دینا تھا اور یہ دکھانا تھا کہ نوجوان اس راہ میں سب سے پہلے عملی قدم اٹھا رہے ہیں۔

لاہور میں بھگت سنگھ اور دست نامی جو دو سیاسی قیدی فائدے کر رہے تھے انھوں نے ۸۸ دن کے فائدے کے بعد کھانا پینا شروع کیا اور گورنمنٹ نے انکی تمام شرائط منظور کر لی ہیں۔ انکی جلدی میں پہلی ماہ کے دوسرے قیدیوں نے بھی کھانا پینا چھوڑ دیا تھا تاہم انکی بھگت سنگھ آرمینڈ کے ایک شخص میکسینی نامی کے سوا اور کسی نے انکی نہیں کی جو لیکن وہ ۷۰ دن سے آگے نہ بڑھ سکے۔

اردو زبان کی تعلیم

ادبی دوستی ہماری درسی کتابیں

کی سچی دوستی "کا قصہ لیجئے جس سے لکھنے والے کا مقصد ہرن کو سے، جو ہے، کہو تو کی باہمی دوستی سے محول میں اُلفت و محبت اور ہمدردی و وفاداری کے جذبات پیدا کرنا ہے اور جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے، بچوں پر بیشک ان کا بہت گہرا اثر پڑتا ہو گا لیکن اردو زبان کی ریڈر میں صرف اخلاقی ریڈروں کا سلسلہ اور کچھ کہانیوں کا مجموعہ تو نہ ہونی چاہئیں یہ تو اصل اور بنیادی مقصد کے ساتھ ساتھ ایک ضمنی غرض ہے۔ نیز یہ کہ کسی شخص ان بے سرو پا قصوں ہی سے طلبہ نہیں اور ان کی تعلیم و تربیتی کا پہلو زندگی کا ایک اخلاقی شعبہ ہی تو نہیں ہے۔ ان ریڈروں کے دیکھ جانے کے لئے مضامین بھی ہو سکتے ہیں یا ایسے ادبیات سے قصے بھی رکھے جاسکتے ہیں جن کی تین کوئی غرض یا مقصد بھی نہیں ہو، اور ان کے ذریعہ ان کی تعلیم و تربیت کے اور پہلو بھی ہو سکتے ہیں جو اگر اخلاقی پہلو سے زیادہ ضروری نہیں کچھ کم (اچھی نہیں ہیں، بہر حال وہ ع اک دھوپ بھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

وہ زمانہ اردو زبان کے داخل نصاب ہونیکا بالکل ابتدائی تھا اور ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور ان کی بیداری کی وہ صبح تھی اور صبح صادق بھی نہیں بلکہ صبح کا ڈب، کہ جس کی روشنی اس قدر ملتی اور پھلتی تھی کہ مشکل سے نظر بھی آ سکتا ہے۔ اس دور نے یہ کیا کم لیا کہ اردو کو نصاب میں جگہ ملی اور زبان کو نئے دستانوں کو اس میں غور غار کرنا سکھایا۔ مضمون آفرینی اور زبان و ادبی کا زمانہ نہیں آتا ہے۔

اس کے بعد مولوی اسماعیل صاحب میرٹھی کی کتابوں کا زمانہ آتا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی کتابیں اردو زبان کے پڑھنے میں جہاں مقبول علم اور مفید ثابت ہوئیں ہیں وہاں اپنے بعض نقائص کے اعتبار سے طلبہ کے لئے ناقابل قبول اور محاذِ عام کے لئے غیر مفید ثابت ہوئی ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ یہ کتابیں ایک خاص نصاب کو پیش نظر کر کے تیار کی گئی تھیں اور وہ نیگرو و ناکیو لکچر کورس ہے۔

اب تک ہمارے مدرسوں اور اسکولوں میں اردو زبان و ادب کی تعلیم کا کامیابی نہ ناقص اور ناقص طریقہ رائج رہا ہے۔ شروع شروع میں جب اردو کی ابتدائی تعلیم کا کورس اسکولوں کے نصاب میں داخل کیا گیا اور اس کے لئے جو ریڈر تیار کی گئیں، ان کا مقصد ریڈروں کے مضامین کے اعتبار سے یہ رکھا گیا کہ بچوں میں زبان کے ساتھ ساتھ اخلاقی تعلیم بھی پھیلے یا یہ کہ اخلاقی تعلیم کے ذریعہ ان کو کچھ اردو زبان کا پڑھنا اور لکھنا بھی آجائے چنانچہ یاد آتا ہے کہ اب سے بہت عرصہ پہلے اردو پرائمر اور جرنل ریڈر کے نام سے تئین پریس اور آباد کی چھٹی ٹی کچھ کتابوں کے مسئلے اردو کے نصاب میں داخل تھے جنہیں مضامین کے اعتبار سے یا تو فائدہ ادا کرتے ہوئے تھے یا سنجیدہ مضامین میں کچھ علم اخلاق کی باتیں ہوتی تھیں۔ یہ کتابیں بیشک مخصوص طبقے کے لکھے گئی تھیں اور نہ ان میں مہندو اور شمشاد کو نیکی کو کشش کی گئی تھی۔ ان کا مقصد نہ حکومت کے برکات و انعامات کی مدد سرکاری اور بری حمایت پاسداری تھی اور نہ اظہارِ نفرت و مخالفت، بلکہ یہ بالکل بے ضرورت تھیں جن سے ضرورت نہ پہنچنے کے ساتھ سولے تھوڑی سی زبان آجانیے کوئی خاص نفع بھی نہ پہنچتا تھا (الاف کہ مالی نفع مالکان طسح کو حقیقت بھی ہوا، جو اس سے ہیں کوئی غرض نہیں)

مثال کے طور پر شروع کی پرائمر میں اس بادشاہ کے قصہ کو لیتے ہیں جسے جیونے سے ہر چیز ہونا بتائی تھی۔ اب جہاں تک مضمون کی دلچسپی کا تعلق ہے، پوپل کے لئے یہ سبق بہت دلچسپ ہوتا تھا لیکن اس کے ساتھ اگر ان صاحب کی زبان پر نظر کیا جائے تو ان میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی۔ بجز اس کے کہ عام زبان عمومی بت جائے چنانچہ اپنے محاوروں اور استعمال کے لحاظ سے غلط بھی ہوتی تھی، اردو زبان کی کسی خاص خوبی کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ یہ صبح ہے کہ بچوں کو اردو دیا جاتا تھا لیکن وہ صبح یا چھٹی اردو نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ اکثر غلط یا خراب زبان کے عادی ہو جاتے تھے۔ اسی طرح جنرل ریڈر میں ۷ کو

مولوی صاحب اپنے دیباچہ میں خود لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں اس طرح سے تدریج رکھی گئی ہیں کہ سب سے پہلے کتاب کا درس مڈل کورس کا مرحلہ طے کرنے کیلئے قابل مستعد بنانے والی مولوی صاحب کے پیش نظر سب سے بڑا مرحلہ مڈل اسکول کے دیباچی طلبہ کا تھا، جن کے متعلق مولوی صاحب کا خیال تھا کہ وہ جاتے ہی اپنا قدیم اور آبائی زراعتی پیشہ شروع کر دینگے یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب نے تقریباً اپنی ہر ریڈ میں ایک بڑا معتد جصد زراعت کے مضامین کا رکھنا ہے اور اس میں جو تائی کے طبقے، زراعتی آلات کی مختلف قسمیں، بیج، کھاد، اور میلوں کی متعدد انواع اور ان کی سم کی دیگر معلومات بھی ہیں جو محکمہ دیہات کے ورثہ کو مل رہی ہیں ان کے لئے کچھ مفید مشاہداتی ہیں ہر قسم کی ہوں، ورنہ اسلامی اور انگریزی اسکولوں کے لئے تو یہ زراعتی معلومات غیر معمولی کا علم دیتی ہیں۔

پھر علاوہ اس کے مولوی صاحب نے اور بھی دنیا کے علوم و فنون سکھانے کا ان سے کام لینا چاہا، جیسا کہ وہ اپنے اس دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ ہر چہ مذہبی مذاق زیادہ مانتی کتابوں کا موضوع و مقصود اسی ہے، مگر اس کے ضمن میں بالخصوص دو اور ضروری فوائد بھی ملنا رکھے گئے ہیں۔ اول یہ کہ نفس طبع اور فطریہ خاطر کی نامقدور رعایت کی گئی ہے۔ اور اس کے لئے مصنف نے کبریٰ کا بھوت، تاجیہ کا بھوت وغیرہ پیش کر دیے اور بے معنی قصے رکھے ہیں۔ اور دوم یہ کہ ان کتابوں کی تائید و توثیق کا مادہ و منشا مختلف علوم و فنون ہیں مثلاً تشریح الابدان، فزیالوجی، اصول فلاحت، علوم انتظام وغیرہ جن میں انھوں نے خواص غصہ اور پھر ان میں سے سامعہ، باصرہ، لاسہ، ذائقہ ہر ایک جاستہ کی خشک اور غیر دلچسپ تشریح کی ہے۔ اسی طرح سانس میں "قوس قزح اور لہ" وغیرہ جیسے اساق ہیں جو اپنی سائنٹفک اصطلاحوں اور نظری اصولوں کی وجہ سے صرف فخر و کبر کے بلکہ اس استعداد کے رکھنے والوں کے لئے بہت زیادہ مشکل بھی ہوتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا نقصان ان دو ضمنی فوائد میں جو ہوا ہے، وہ مذاق زیادہ مانتی کتابوں کا اس موضوع و مقصود تھا اور ہونا بھی ہی چاہیے ان اسباق میں ممکن ہے سب کچھ ہو لیکن زبان کا مڑا اور ادب کی جانشینی نہیں ہے۔ سوائے خود مولف کی نظم و شعر کے مضامین کچھ کہیں میں بیشک ایک حد تک زبان کی سلاست روانی کا لطف تو ہے، باقی اور اسباق زبان و ادب کے لحاظ سے حد درجہ پست ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا نقص بھی ہے جو مولوی صاحب مصنف

کی نہ صرف ریڈروں میں نظر آتا ہے بلکہ ان کے اردو کے ان انتخابات میں بھی چھپ رہے جو انھوں نے انگریزی مدارس کے اردو خوانوں کیلئے لکھی ہیں اور وہ اپنی تہذیب و تمدن اپنے ملک وطن غرض اپنی ہر شے سے بے تعلقی بلکہ ایک حد تک بے انسی اور بے محبتی ہے۔ ساری ریڈوں میں پڑھ جائیے، تمام انتخابات کے اوراق ٹٹ جائیں لیکن آپ کو کیس ایک سبق بھی نظم و شعر کا ایسا متنس ملیگا جس میں اپنے ملک، اپنے وطن، اپنی قوم، اپنی زبان غرض اپنی کسی شے سے اس وجہ کی تعلیم ظاہر ہوئی ہو۔ برعکس اس کے "کوئن و کوئین" کی فصاحت و زندگی کی دعا طلبا ان کتابوں میں آج تک پڑھتے ہیں، حالانکہ اس غریب کے انتقال کو ریح ہمدی سے اوپر گذر چکیں حکومت انگریزی کی تعلیمیں بڑے کثرت و ذہنی جذب کے نصیحت میں آج تک طلبا کو یاد کرائی جاتی ہیں، اگرچہ ان تعلیموں اور برکتوں کو خود ان کے معقول بھی جھٹلاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ادب و زبان کو قوم کی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے جس طرح نائن کو گوشت سے جدا نہیں کر سکتے، اسی طرح کسی جماعت یا قوم کی زبان اور اس کے ادب کو بھی آپ اس کی زندگی سے علیحدہ نہیں کر سکتے، اور جہاں وہ جدا ہوئے ان میں زندگی کا وہ خون اور تازگی باقی نہ رہتی یہی حال ان ریڈروں اور انتخابات کا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ سندھ و سوات کی فغان خیالات و جذبات کی تقاضی بھی، لکھنؤ کا تو تھا سوائے وقت بھی یہ نہیں ہے۔ ان کتابوں کو لکھنا جو بے پچاس میں برس سے زائد گزر چکے اور اس عرصہ میں ایک نئی نس پیدا ہو چکی ہے جو اپنی پڑائی نسل کی بہت سی باتیں اور چیزیں ترک کر دیتی ہے، ان کیفیات کا بھی یہی حال ہے۔ سچ پوچھیے تو اب ان کا زمانہ نہیں رہا اور اب ان کو لکھنا مشہہ نسل کی متروکات میں شمار کرنا چاہیے۔

لیکن ابھی ایک دور اور آتا ہے اور وہ انجمن حمایت اسلام کی کتابوں کا ہے۔ انجمن مذکور ایک خالص اسلامی تحریک کی سرگرمی ہے، اور اس کے ساتھ اسکولوں اور مدارس میں وہ ایک اسلامی نقطہ نظر سے تصانیف تعلیمی جاری کرنا چاہتی تھی اس نے دنیا کے متعدد دور رسالوں کا ایک سلسلہ شائع کیا، فارسی پڑھانے کیلئے اس کا ایک سلسلہ تالیف کیا، اس طرح اردو کی تعلیم کیلئے ریڈوں کا بھی ایک سلسلہ تیار کیا جو بہت سی جوش و خروش میں اس اردو زبان کا سلسلہ جو بنی بچائے "تاریخ اسلام" کا سلسلہ ہو گیا ہے، شروع شروع میں تو پڑھنے والوں کو ائمہ ایک ہے۔ پاک اور بے عیب ہے کہ فقرے بہت اچھے معلوم ہوئے لیکن آگے چل کر جب تاریخ اسلام کے چھوٹے چھوٹے اور معمولی سے معمولی واقعات بھی آنے لگے، تو اس وقت احاسان اللہ کو جب یہ پڑھ رہے ہیں

ریڈیوں کا سلسلہ، مجبوراً اسی کو استعمال کرتے رہے چنانچہ وہ کتابیں آج بھی سرکاری وغیرہ سرکاری درسگاہوں میں بالعموم رائج ہیں اور ان کا یہی قبول عام ہے جو ہزار ہزار کی تعداد میں وہ اب تک نویں دسویں بار شائع ہو چکی ہیں۔

غرض جدید حالات و ضروریات کو پیش نظر رکھ کر سرکاری وغیرہ سرکاری مدارس میں ابھی اور مفید کتابوں کو رواج دینے کے لئے بعض لوگوں نے کچھ حال میں بھی کوششیں کی ہیں لیکن ہمارے اصول و معیار کے مطابق یہ کوششیں بھی چونکہ طور پر کامیاب و بار آور نہیں کی جا سکتی ہیں۔ آئندہ محبت میں انشاء اللہ انگریز نالغات پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد یہ بتایا جائیگا کہ جدید حالات کس قسم کی کتابوں کے متقاضی ہیں اور موقع بہ موقع ان کے نمونے بھی پیش کئے جائیں گے۔

وہ اردو تو نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہی ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ اس تاریخ اسلام کو بھی مطمئن نہیں ہے۔ تمام سلسلہ اشخاص و مقامات کے اپنی ناموں سے عرب کا ایک خاندان و سیدان یا بنو سے جسے تاریخی واقعات کی وجہ سے ایک صحرائے حق و حق نظر آنے لگا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ یہ کتابیں پورے ایک اسلامی درسگاہوں کے کہیں بھی رائج نہ ہو سکیں اور یہاں بھی ان کی مدت بہت کم رہی کرتے سے پانچ لاکھ کا کام لینا اور ٹوپی کو جوڑنے کی جگہ استعمال کرنا جیسا غیر موزوں اور خلاف دستور فعل ہو سکتا ہے، وہی اس سلسلہ کا حال ہوا۔ تاریخ اسلام کے سلسلہ سے اردو زبان و ادب کے نگھانے کا کام لینا ایک ایسا ناموزوں اور بے اصول کام تھا جسے ہم نے خود پسند نہیں کیا اور مولوی اسماعیل صاحب کی گزارشات و خواہشات ہی عیب و نقص سے پرہیز کیا لیکن تھا تو اردو

تھے بچوں کی تعلیم و تربیت والدین کے عام فرائض

آپ اپنے مددگار اور پریشانی کو چھپانے کے لیے بچہ کو اپنی اہمیت کا بے جا احساس نہ ہوگا اور صحبت باب ہونے کی صلاحیت بھی بڑھ جائے گی اگر ننھے میاں کسی لطف کی خواہش میں دور ہے جسے تاکہ ماں لپٹا لے یا دو دوھ موٹھ میں دے دے تو بھی درست نہیں۔ یہ بے جا لالچ و آئینہ کو برے عادات کا ضامن ہوگا۔

اگر بچوں کو لگا تار یعنی روزانہ ایک ہی قسم کے احوال یا نئی اشیاء سے ساقط ہونے کا تو وہ اس دنیا کی ان نئی اشیاء سے خوف و گھبراہٹ کا شکار نہ ہوگا۔ صحت و صفائی کے دستور العمل میں ایک دوسرا صیقلی ہوگا۔ مگر سب کو حسبِ نفعی امور پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

وہ وقت سال اول میں سویا کرے۔ شور و غل نہ ہو۔ بس چار یا بیس پر لگتے ہی سو جانے کی مشق ہونی چاہیے۔ ماں ہا سہرینیا مضر ہے ننھنے یا لپٹانے یا پاس سلانے میں لغتانات ہیں۔ بند دروازہ کھڑکی یا دروازہ کا پھانسی کسی موسم اور مرض میں بھی مفید نہیں۔ احتیاط صرف سخت گرم۔ سرد یا مرطوب ہوا کے چھوٹوں سے ہونی چاہیے۔

حسبِ ذیل تجربات ایک لائق و مشہور روزگار انگریز باب نے اپنے بچوں کو تربیت دیکر دی جو شش والدین کے مشورہ کے لیے پیش کئے ہیں غرض یہ نہیں کہ آپ ہر قسم خاص سلسلہ تربیت کا جامع اور آخری حل ان رشدات کو دیکھ کر معنوم کریں گے بلکہ ضرورت یہ بھی کہ آپ اور آپ کے اہباب ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ کرنے کی عادت ڈالیں اور اپنی مصروف زندگی میں ایک قابلِ قدر شغل کا اضافہ فرما کر خود بخود کر کے دوسروں سے مشورہ کے بعد بچوں کی تربیت ایک سنجیدہ کام سمجھ کر آج ہی سے ہاتھ میں لیں۔ خدا آپ کی ہمت کی جزا دے گا۔

پہلا دو سال صغیر صغیر۔ اور ابتدائی ۶ سال عموماً۔ اچھی عادات کی مشق شروع ہی سے ڈالو۔۔۔ متعدد دفعہ پرکام کرو مثلاً کھانا۔ سونا۔ نہانا۔ خواجہ ضروریہ سے فراغت۔

بچوں کو بے جا رونے کی عادت ہونے دو۔ ورنہ تہمدی کمزوری سے ناگہا اٹھا کر وہ اپنے میں کمزوری پیدا کرے گا۔ صرف بھوک اور جہانی تکلیف کے وقت رونا جائز ہے اگر تکلیف اور چوٹ کے وقت بھی

ہندس پانی کی افراط ہے۔ پس حساب قیامت کا سامنا یا تو اگر مال کو بچہ کے روزانہ نملانے اور کپڑے دھونے سے روکتا ہے تو انوس کی جاسے۔ موم جاسا اور ڈھیلے لنگر اور بچوں کی رطوبات اور فعلات کو اس کے جسم و بستر میں پھینچے اور سڑنے نہ دیں گے بچوں کو ہر غصہ نہ سہی ہر امید ورن کرنا نہ معلوم کیوں ہم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ حالانکہ اس میں فائدے کے سوا نقصان نہیں۔ اور ماں باپ کو ان کی ذمہ داری کے یاد دلانے کا ایک ذریعہ ہے۔

۲۔ بچے کو ابتدا میں حرکت والی شے کھلونہ معلوم ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ ان کو چھوٹا۔ پگڑا۔ بلانا۔ (جھنجھا) اسے مزادیتا ہے۔ پس اتنی احتیاط کا کافی ہے کہ ایسی شے نہ استعمال کرے جو نقصان دے۔ آگے چلکر تیرے سال سے پرندے۔ پھول۔ دریا۔ گاڑیاں۔ جہاز کھلونے۔ جھولے سے اتر کر کھانگنا کو دانا اسے لطف دیتا ہے۔ دو سے لڑائی لڑا۔

نازک جگہ چرکنا۔ بنانا۔ بگڑانا اس میں طاقت و محنت کے جذبات برعکاس ہیں فرضی نازک کرنا بچہ کا آتا ہی جاتا ہے۔ جتنا ہمارا آپ کا ڈراما دیکھا، ناول پڑھا، یہ اعصابی نکان دور کرتے ہیں اور ایجادات کی طرف رجحان کی ابتدا میں اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے روک دینے سے یاد ان اور نلنے سے اس کی انگلیں اتنی مر جائیں کہ ٹرا جو کراچی زمین اور اپنا آسمان بنا کی خواہش ہی اس میں پیدا نہ ہو۔ دو بچوں کی لڑائی یا کشتی جہاں تک ہو روک دو اس کو ان فوٹوں کا مجاہدہ و مقابلہ باہمی پسند نہ آئے تو تیرہ ہاں بے جان اسباب پر فوج حاصل کرنے کی خواہش درست ہے۔ کشتی چلانا۔ غوطہ کھانا۔ دریا پار کرنا۔ گاڑی چلانا۔ اور دیگر ورزشیں ایسی ہیں کہ ہر شخص کو بچا دکھائے اور اپنی فوج پر نہیں بھانے کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر بچہ اپنی شے نہ بگڑنے دے تو سبھا روک دو مسروں کو بھی نہ بگڑا دے

اسی باعث پھول اگانا۔ جانور پالنا بہترین۔ مقصد یہ ہونا چاہیے کہ بچہ اپنی خواہش کو دوسروں کی مرضی پر حاوی کرنے میں پر جوش نہ ہو۔ دیلم ہے، بلکہ ذاتی نقصان پر اگر بچہ پروائی خاطر کرے تو مبادیہ گا۔ دیت اور مٹی کے محل۔ جانور بنانا۔ لکڑی کے چوکوں کی دیواریں۔ مینار۔ پل۔ زمینے تیار کرنا۔ اور دیگر جو اس غصہ کی تربیت کے سامان سے دیکھا ہر بچہ میں محنت۔ صبر۔ استقلال اور شدت بدہ کی عادات پیدا کرتی ہیں۔

ڈراما اگھلنا، کلر گانا، زبان سیکھنا ان سب میں دماغ تعمیری کام کرتا ہو۔ اور وہ بچے کو ذرا ذرا سی عقلی پیرا یک دوسرے کو توکتے ہیں اور نفرت ظاہر کرتے ہیں یقیناً ایسے نغمہ تربیت سے فائدہ اٹھائے ہیں جہاں صرف دماغی تعمیری کام ہی بچہ کا وقت صرف نہیں ہوا۔

دوسروں کے کھلونے چھینے جانے یا اور خود غرضی کے عادات کا خوف ہو تو ایک سے فائدہ سماعتی بچے کھل کو د میں مثال ہوں۔ اور ان کو غصہ وار حصہ لینے اور انصاف کرنے کی شق کرائی جائیے۔ مشترک کھیلوں پر کسی کا بھی قبضہ نہ رہے۔ اور اگر اس کی بے پروائی ہے کوئی کھلونہ ضائع ہو گیا تو فوراً دوسرا مہمان نہ کرو بلکہ تحلیف برداشت کرنے دو۔ یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں کہ آپ بچہ دوسروں کو اپنا کھلونا دینے میں ہمیشہ تامل کرے۔ چنانچہ دوسروں کی خوشی کو اپنا داتا بر باد کرے۔ اگر ٹرا بچہ چھوٹے ہیں انہیں

ہے۔ تو تم بھی ایسا ہی کرو۔ غالباً دماغی سختی اس کو بھی اور بڑے دل دلا دینا ہے گی ساتھ کھیلنے والے بڑی عمر کے ساتھیوں کی نوبت یا ان کا نمونہ یا سختی اتنی گراں نہیں معلوم ہوتی جتنا کہ ماں باپ یا استاد کا نقصان اور نرمی کے ساتھ بار جانا بڑوں کا کبھی بچوں کی بجائے نہ کھیلنا چاہیے۔ اس کی کامیابی پر تعریف کرو۔ محنت برعکاس خوش آمد نہ ہو۔ اور بھلا دی دھکا احساس بھی اسے نہ ہو اگر ساتھی چھوٹی عمر کے ہیں تو بڑوں کو کیسے کا موقع ملے کہ چھوٹی بن بھائی سے زیر وستی کوئی شے نہ لے۔ اپنا کھیل بگڑنے پر غصہ نہ کریں۔ دوسروں کے سسلنے پر بیخ اور انوس کریں۔ اور ان کے کھلونوں کو نہ چھینیں بلکہ اپنے دے دیں جب چھوٹے بچہ کو نقصان پہنچے تو بڑے کو کدیم سختی سے ڈانٹنا پڑا ہے۔ لیکن ڈانٹنے والا خود بھی تو کم و ہند روی کا نمونہ ہو۔ ہم عمر ہم قد ساتھیوں کا ساتھ اس لئے مفید ہے کہ خود داری۔ اور دوسروں کا لحاظ نہ کہ غلامانہ اجنبات آپ کے بچوں میں پیدا ہو جائیں گے انہیں سے ملنے جتنے کی بچوں کو شروع ہی سے متعلق کراؤ۔ ان کو بات بات پر لو کنا۔ شور نہ ہونے دینا۔ طرز گفتگو وغیرہ پر بندھنا ثابت نہ ہوں گے بلکہ شروع ہی سے ۲۔ ہم خاص قاعدوں کی پابندی کراؤ۔ مثلاً جب دوسرا بولے تم چپ رہو اگر وہ پھر بھی شور کرتے ہیں تو بار بار کالیدیا کرہ میں گھٹ کر بھانے سے کہیں بترہ والدین اور دیگر حضرات کے حقوق سمجھنا اور دوسروں کو

میں منہ کی گنجائش ہے۔ لامنت - مھر کی - سمحت ہولنا - نسب آپ کے
تغیر اور حقارت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ مگر وجہ بتایا کیجئے۔ اور دوسروں
سے متاثر نہ کیا کیجئے۔ آپ بچہ کو ایک مریض بنا کر ایک گریسی پر ایک
گوتے میں - ایک خالی کمرہ میں اس وقت تک چھوڑ سکتے ہیں جب تک
وہ اچھا نہ بن جائے۔ مسلم بچوں کو زیادہ قتل کرنے کی منہ زور پھر سے نفرت
پیدا کرتے ہیں بچہ اگر فرض ادا کرتا ہے تو تعریف کیسی - اس طرح بچہ کی
برائی بھی کم کرو - اور تعریف کرنے کے متلاشی رہو - تعلیم اخلاقی کو مٹا
بناؤ - مثلاً جب بچہ کو مبادری اور رحم دلی ظاہر کرنے کا موقع ملے تو انہیں
اس کو مبادرا اور مہربان بنا کر تعریف کرو - پہلے ہی مبادرتو - مہربان تو کا دھن
نہ کو - ظالم بچہ کو نہ صرف مریض سمجھو بلکہ اس کو سب سے جدا کر دو گویا اس پر
سخت اوبار اور غضب نازل ہو رہا ہے -

جھوٹ :- یہ بھی خوف کی طرح بچوں کے مشاہدے سے آتا ہے لیکن بچہ
کو غلط باتیں پڑھتی ہے تو گناہ ٹھیک نہیں - والد اس کو لامنت کا بھوت ہر وقت
سناتے گا - اکثر بچے جھوٹا ملا زادہ اور بڑے کے بچے کے مطابق بول دیتے ہیں -
یا مذاق ہی میں (مثلاً شیر شہر) کہ دیتے ہیں - لیکن ہم استقلال سے کام لیں تو
وہ میں تعلیم اور واقف مان کر سب اقرار کریں گے -

کیا ہم سدا سچ کا منہ نہ پیش کرتے ہیں :- بچہ ٹھوکر کھاتا ہے - اوداں
اس کو مارے گئی ہے - بچہ ہوجھتا ہے - میں دنیا میں گئے آیا - اودم جھپٹے ہیں
گویا کوئی گناہ کا ارتکاب ہوا یا نہیں ہے - صاف اور مختصر خواب دینا پسند
نہیں کرتے -

اسلامی قانون فوجداری

یہ اسلامی تعزیرات ہند ہے جس میں اسلام کے قوانین فوجداری نہایت
مستند کتابوں سے ترتیب کیساتھ اکٹھا کئے گئے ہیں عربی عبارت کیساتھ
ساتھ ان کا ترجمہ بھی ہے یہ کتاب مسلمان ریاستوں کے حکماء اور عدالتوں
کے بہت ضروری ہے۔ یوں بھی قانون پیشہ اصحاب اسے اپنے مطالعہ
کے لئے رکھ سکتے ہیں -

لکھا کی چھاپی نہایت عمدہ - کاغذ بہت دبیر صفحات کوئی ساڑھے چار سو

مستطیل - نیچر وار المصنفین اعظم گڈہ

بھی آزاد ہی دینا بچوں کی سمجھ میں صرف کیل اور دیکھ پ کیل سے طریقوں
سے آئیکے ہیں - خشک قانون دونا بیکار ہے -

۳ - تیسرے سال سے جب کہ بچہ چلنے پھرنے لگے اس کو چند مشکلات
سے سادہ کرتا ہے - اب تک وہ نہ جانے اور نہ سے ڈرنا تھا نہ اندھیرے -
لیکن ایک طرف تو اس کی اور ایک میں صیب آوازیں اور ایسی حرکات جنکا
سبب معلوم نہیں مثلاً چھتری کا کھلنا - سایہ - موٹر کا چلنا - اپنا سخت اثر
چھوڑتے ہیں اور دوسری طرف آنا - نا آمان خوف کا غلبہ اپنے پر ظاہر کرتی
ہیں - یا بچہ کو زبردستی ہو - کو جس پر زبردانہ ملاؤں سے آشنا کرتی ہیں -
پس حسب ذیل ہدایات پر حسب موقع و ضرورت عمل کر کے فائدہ اٹھائیے
دیوار پر تھک سایہ - انگلیوں سے دیوار پر سایہ ڈالو اور سمجھاؤ
متحرک کھلونے - نشین کھوں کر سمجھاؤ

کرخت و سخت آواز - جگہ اور باعث دکھاؤ
لاب یا دریا کا پانی - بچہ کو آہستہ پانی میں کھڑا کرو - جھاؤ - شرم دلاؤ -
دراسا دکھاؤ - وغیرہ -

سانپ :- زہر بلا بناؤ تاکہ بچے نہ بھاگے -
اپنی پاڑی کا کنارہ یا کوئی شے اگر اس کا ٹوٹنا دکھاؤ - تاکہ بچہ خطر
سے بچے چھوٹی سی جوت یا زخم کی تو پر دہی نہ کرو - تاکہ زیادتی سے بچہ خود
بچے - ہمارے منع کرنے کی قدر کرے اور مبادرت غرض بزدلی یا بجا خوف
بھولے سے بھی اس کے دماغ پر قبضہ نہ کرے اگر ہم بھی اتر ہو چکا ہے تو بچہ
سے چھپاؤ - موت کے لئے آنا سمجھانا کافی ہے کہ یہ ایسا خواب ہے جس سے
کوئی نہیں جاگ سکتا - زلزلے - گمن - و باکی تشریح سائنٹفک طریقہ
سے کرو - اور یاد رہے کہ دواسی سختی اور استقلال سے ہر بچہ میں خود اعتمادی
بے خوفی بزدلی سے نفرت - ورزشی سختیوں کا شوق جڑ پکڑ سکتے ہیں -
ایسے حوادث جن سے نصرتیں اسی وجہ سے ہمارے دماغ پر حاوی ہوتے
چاہئیں - بھلا جو امر ہوتا ہے اس سے گھبرانے یا اس کو بحث میں لانے کی
کیا ضرورت -

سزا :- جواب اور تہذیب برہہ کی سختی کا نتیجہ ہے دراصل بڑھائی
کمزوری ہے معلم اور غالب علم کے درمیان اس سزا کے باعث اکثر وہ
اعتماد جاتا رہتا تھا جس کی وجہ سے شاگرد اپنے رنج و خوشی کا اظہار کیا کرتا
ہے - اور یہی اظہار جدید اصول تعلیم کا سنگ بنیاد ہے - پھر بھی جدید نسیم

محاسن اسلام تیسری قسم آدابِ اخلاق

رحمت سے سعادت ابدی کے حصول کے لئے ہر طرح کی نعمتیں جیسا کہ عطا کرے گا۔ ایک جگہ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ۖ اٰسَ اِيْمَانًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الرُّسُلُ
نَاسْتَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَلَيْسَ اَللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۚ
جَاهِدُوا فِيْ سَبِيْلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
(سورہ ائمہ آیت ۳۸) فلاح پاؤ۔

یہ آیت کریمہ چند جامع آداب الہی کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔
۱۔ خدا تعالیٰ کے محامد سے پرہیز اور اس کے نواہی کا ترک، یہ مراد آیت کریمہ کے اس گزٹے سے پوری ہوتی ہے۔

۲۔ قریب الہی کی تلاش تمام اعمال خیر فرمانبرداری، عبادت اور ترک معاصی کے ذریعے۔ یہ مطلب اس ٹکڑے سے پورا ہوتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان و مال اور عزت یعنی نفس کو بھلائی اور طاعت کے لئے مجبور کرے، تمام بری باتوں اور بُری خواہشوں سے قطعاً اس کو دور رکھے۔ جو ان آداب الہی کو برے لگا، یعنی اس کے محامد اقبال اسکے نواہی کا ترک طاعت و عبادت سے اسکا تقرب اور حق و صداقت کی راہ میں پورے جہاد نفس سے کام لے گا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں اور دین و دنیا کی دائمی و ابدی فلاح کا میابی کا مستحق ہوگا۔ یہ خدا تعالیٰ کے قول تعلیم ٹکڑوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن حکیم اس قسم کی آیات سے بھرپور ہے، جن میں تقویٰ کا حکم، اور نواہی کے بجا آوری کی ترغیب اور خوشنودی الہی کے حاصل کرنیکا پورا شوق و ذوق دلا گیا ہو، لیکن میان ہم انھی چند آیات پر بس کر رہے ہیں اسلئے کہ طالب ہدایت کی نشہ کامی کیلئے ابراہان رحمت کے یہ چند قطرے بہت کافی ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تقویٰ کی ترغیب دیتا ہے، اور بتاتا ہے کہ وہ اس کی بندگی اس طرح کریں کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہیں جو بات منہ سے نکلے وہ بالکل ٹھیک اور کانٹے میں بی ہوئی ہو۔ کسی طرح کی کجی اور ٹھس اس میں نہ ہو، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا ان پر انعام اگر کم نہ ہوگا کہ وہ ان کے اعمال کو درست کر دے گا، نیک کاموں کی توفیق دے گا، پیچھے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اگلی عمر میں کئے گئے توبہ و پشیمانی کا موقع دے گا۔ تقویٰ کی ترغیب و تحریص اور اس کے عمدہ نتائج بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ جو اس کی اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری کرے گا اس کے لئے نہایت ہی عظیم انعام کا میابی ہے، دنیا کی ہو خواہ آخرت کی۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ ۖ لَآتِيْكُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ
يَجْعَلْ لَّكُمْ قُرْآنًا يَنْفِكُ غَمًّا مِّنْكُمْ ۖ وَهُوَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ
سَيَسْتَبِشِرْكُمْ وَتُخَفِّضُ كُفْرَكُمْ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
(سورہ انفال آیت ۲۹) فضل والا ہے۔

یہ آیت کریمہ میں اس بات کی ہدایت کرتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں نافرمانی کا خوف اور اس کی منع کی ہوائی باتوں سے باز رہنا اس کی خوشنودی اور حصول نعمت کا سبب ہے، یقیناً اللہ عزوجل اپنے جن بندوں سے خوش ہوگا ان کو لیکن قلب، نور باطنی اور حسن توفیق کی بیش بہا دولت عطا کرے گا جس کے ذریعہ ہر قدم برحق و باطل کی ان کو تیز ہوگی، ان کے گناہوں کو اس طرح دور کرے گا کہ ان پر کوئی گرفت نہ ہوگی، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا اور اپنی خزانہ

خادمِ بحلی

خامیت ہے۔ آج سے دو ہزار برس پیشتر دنیا کی ہر چیز میں ہی پوشیدہ خامیت تھی لیکن مکہ اترتے کے عہد میں جا کر کمیں یہ معلوم ہوا۔ ہم نے اپنی خادمہ سے اسی زمانہ میں مفید کام لینے شروع کیے بلکہ مکہ و کوفہ کے عہد میں ہماری خادمہ نے عجیب و غریب کام کرنا شروع کر دیے۔

اس کی دہری کی وجہ یہ ہوئی کہ ہماری خادمہ باطل بے سرو سامانی کی حالت میں تھی۔ کسی چیز میں تھوڑی سی بجلی پیدا کرنے کا ہی مطلب تھا کہ ہم اسے خواہ مخواہ تنگ کر دے ہیں۔ ہم ایک چیز سے دوسری چیز میں بجلی لے جاتے تھے جس سے بجلی چیز میں بجلی نہ رہ جاتی تھی اس نے بجلی کو جب کوئی موقع ملتا تو وہی چیز میں آجاتی۔ اس وجہ سے بجلی بے سرو سامانی کی حالت میں تھی ہم اس سے کام کس طرح لے سکتے تھے۔ لیکن اس بے سرو سامانی کے باوجود اس وقت لوگوں نے بجلی کو اپنے لئے کچھ نہ کچھ مفید بنایا لیا۔ انھوں نے تجربہ کر کے دیکھ لیا کہ بجلی کسی دھات کے مار کے ذریعہ سے ایک سرے سے دوسرے سرے پر برقی تیزی سے جاتی ہے۔ اس سے ان کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں خبریں بھیجے کا خیال آگیا۔ انھوں نے اس کا تجربہ کیا لیکن بجلی دھات کے مار سے کوئی زمین میں چلی جاتی یا۔ ایسی ہی اور حرکتیں کرتی آئندہ چل کر ہم متحین بتائیں گے کہ بجلی کو کس طرح متذبذب بنایا گیا۔

ڈاکٹر مگرٹ نے دنیا کو بتا دیا کہ چیزوں کو اپنی طرف کھینچنے کی طاقت صرف مہر ہی میں نہیں دوسری چیزوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ آئندہ چل کر ہم بتائیں گے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔

گندہک یا مہر کے ٹکڑوں کو گرگرنے سے بجلی کی بہت تھوڑی سی مقدار پیدا ہو سکتی ہے اس لئے برقی کے سامنے والوں نے گندہک کا ایک بہت بڑا گیند بنایا اور اس کے بیچ میں ایک لاجبئی لگا دی تاکہ گیند میں آسانی ہو اور بجلی کے ایک سرے پر دستہ لگایا۔ ایک آدمی اس گیند کو گھماتا تھا اور دوسرا گرگرتا جاتا تھا۔ اس طرح انھوں نے بجلی کی ایک بہت کم طاقت کو تنگ کیا۔

آئے چکر لوگوں نے شیشہ کا ایک بہت بڑا گیند بنایا اور اس طرح وہ بجلی کی شیشوں میں اصلاح کرتے رہے۔ وہ آدمیوں میں بھی گہرائی طاقت پیدا کر سکتے تھے۔ ایسا آدمی غیر گندہک اور شیشہ کی طرح ٹکڑوں اور کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ اگر وہ اپنا ہاتھ کسی لڑکے کے بالوں کے قریب لے جاتا تو بال باطل اس کی طرح کھڑے ہو جاتے جس طرح خطرے کی بوتل ہو جاتے ہیں۔

اب چونکہ لوگ بجلی کی زیادہ مقدار سے تجربہ کر سکتے تھے اس لئے انھوں نے تجربہ کیا کہ جب بجلی کسی ایک چیز سے دوسری چیز میں ہوا کے ذریعہ سے جاتی ہے تو ایک "جک" سی پیدا ہوتی ہے اور ان برقی شدادوں کے بعد ایک کرکٹ لٹی ہے، اس لئے انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بجلی ہی جو ایک مادل سے دوسرے مادل میں جاتی ہے اور شداد سے اور کرکٹ پیدا کرتی ہے۔

برسات کے ایک دن کا خیال کرو جب تو بارش کے سانسے آنکھ چولی کھیل رہے تھے۔ تم نے دیکھا کہ ایک چھڑی بن رہی ہے۔ اس تم کو فوراً معلوم ہو گیا کہ اس کے پیچھے کوئی دبا کھینچتے۔ تم نے اس کا پیچھا کیا۔ بالکل اسی طریقہ سے بجلی بھی دیا فٹ کی گئی۔ بجلی مہر جیسی بجلی تھی اور اس نے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ مہر میں کوئی پوشیدہ

مصنفہ محبی صاحبہ مصنفہ مسرکار کا دور بار "فخامت ۱۲۲" صفحہ

چار بار

۱۰ صفحہ کے بعد اسلامی دنیا کا تقطیع ۱۰۰۰ قریب ۱۲ قریب
محاسن ظاہری و باطنی سے آراستہ لڑکوں کیلئے مسرت نعلقا
راشدین پر بہترین کتاب۔

یعنی تاریخ الامت کا حصہ اول اب نیسری باجپوئے ساکن پز
سیرۃ الرسول بحسن خوبی چھاپا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱۲ روپی گئی ہے
نیجریکیتہ جامعہ مدینہ سے طلب فرمائیے

تاریخ سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس

۱۔ ۱۱۹۷ء میں جب عیسائیوں نے بیت المقدس پر فتح پائی۔ تو عرب مغلوب
مسلمان۔ مرد۔ عورتیں۔ بچے اور بوڑھوں سے ہر دو ہنگامہ لوٹ گیا۔ اس کے بیان
کرنے سے دل لرزنا ہی۔ ایک فرانسیسی مورخ کا دوا کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس جگہ مسلمان عیسائیوں
کو ملے۔ بے محابا قتل کر دئے گئے۔ اور عیسائی جب مسجد میں داخل ہوئے دیکھا
وہ مسلمانوں سے بھی کچھ بھری پٹری ہے۔ کواٹھوں نے اس ظالمانہ طور اور
بیدوی سے قتل کیا۔ کہ تہذیب و انسانیت آج تک ان مظالم پر ماتم کر رہی
ہے۔ زمینداری انگیز، اپنا چشم دید واقعہ لکھتا ہے۔ کہ مسجد کے اندر اور باہر گھڑوں
تک خون تھا۔ اس بدروش جو ستر ہزار مسلمان قتل ہو گئے،

۲۔ جب کئی مغربو مسلمانوں نے دمشق میں یہ غمن کا خبر سنی۔ اور
غزیری کی فخر خواہش خراب سنائی۔ تو شہرہ میں ملک عادل نور الدین
زہبی نے بیت المقدس فتح کرنے کا مصمم غم کر لیا۔ مگر فرشتہ اجل نے اس
کی کوششوں کو ضائع کر دیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا گیارہ سالہ بیٹا
تخت نشین ہوا۔ صلاح الدین نے اس کو شکست دیکر ملک عادل کا خطیبہ
جاری رکھا۔ مگر بوجہ لالچ و رباویوں کے مصر و شام کے تعلقات خراب ہوئے
چلے گئے۔ آخر صلاح الدین نے اس پر چڑھائی کر کے فتح کر لیا جس سے اس کے
ملک میں بہت سی توسیع ہو گئی۔

۳۔ سلطان صلاح الدین اتوئی بھی ان مظالم سے عیسائیوں نے
بیت المقدس پر کئے۔ غافل نہ تھا۔ اس نے فہم کھائی۔ کہ اس غزیری کا بدلہ
لئے بغیر آرام سے نہ رہ سکتا اور ہر سے عیسائی بھی خیر نہ تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ ہمسایہ
اجداد نے آج سے بالوتے سال پہلے کیا زہر و گھگھاسلوک مسلمانوں سے روا رکھا
تھا۔ ایسے انھیں اپنی رسوائی کا پورا یقین تھا۔

آخر کار ۱۲۰۰ء میں صلاح الدین نے بیروشلیم
(بیت المقدس) پر چڑھائی کر اسے سر کر لیا۔ چاہیے تھا۔ کہ ان سب سے بھی دی
سلوک کیا جاتا۔ جو انھوں نے مسلمانوں سے کیا تھا۔ مگر مسلمان بادشاہوں

۴۔ سلطان بھی ایک اونچے تخت پر بیٹھا۔ اندک سین دیکھ رہا تھا۔ کہ خلیفہ کو
نے (جن میں ملک بھی تھی) فرما دی۔ کہ اگر ہمارے شوہر باہو جاتیں۔ تو جلد ہی کے
معاہدہ کر دیا جائے، سلطان کے دل میں انکی فرمایا سکر رحمہ اللہ کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور
انکے شوہر کو خوراک کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جن سے کوئی نذیر وصول نہیں کیا گیا تھا۔
سلطان کے بھائی ملک عادل، نے اپنی اپنی فحشاوت یاد دلا کر ایک ہزار
عیسائی غلام اور بہت سا عوام و گرام حاصل کیا۔ اور پھر کہاں فرخندی سے ان
غلاموں کو بھی رہا کر دیا۔ بھائی کی یہ سخاوت دیکھ کر سلطان کو بھی رنگ پیدا ہوا۔ اور
اس نے تمام یونانی و شامی عیسائیوں کو بغیر خدیہ لئے رہا کر دیا۔ مگر ان کو جانے ہوئے
دیکھا کہ جن آدمی اپنے پرانے سال والدین کو اٹھائے جا رہے ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھ کر
بکا دل سے قابو ہو گیا۔ اور اجازت دی۔ کہ وہ شہر میں رہ کر عیسائی حاجیوں کی
خبر گیری کیا کریں۔ یہ بھی سہم نہ تھا ہوں کی نافرمانی۔

۵۔ آپ بھی ایک صلاح الدین کی اوائل زندگی کا مختصر حال بتانا چاہتے ہیں۔ یہ نہ
سمجھا جائے کہ اس نے صرف بیت المقدس فتح کیا بلکہ اس نے شیشا کا سیال
حاصل کیا سلطان صلاح الدین کا باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیکو نے نامی
گراہی اٹھانے ہو کر گزرتے ہیں۔ ۱۲۰۰ء رمضان کو پیدا ہوا۔ اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے
دشمن کو کواں ہو گیا۔ اس کے بعد اپنی جن بابت سے شام کا وزیر کر دیا گیا۔ اور آخر
مصر کا وزیر ہوئے جسے شام کے بادشاہ خور و سال کو شکست دیکر ملک پر قابض ہو گیا۔ اس کے
ذریعہ حکومت مصر شام عراق بحرین یمن۔ افریقہ کے بعض ممالک تھے۔ اور ۷۰۰۰۰ فوج رکھتا تھا

ہم کو یہ فاتح بیت المقدس راہی ملک بقا ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

جغرافیہ

دنیا میں قیمتی اجناس کی تقسیم

(۴) کھانڈ:۔ یہ اکثر گنے کے دس سے بنائی جاتی ہے۔ گنے کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا اور ندرت زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ آتش فشاں پہاڑ کی مٹی خاص طور پر اس کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ ہندوستان میں گننا زیادہ تر بنگال بہار صوبہ جات اگرہ وادودہ اور مداس میں ہوتا ہے۔ جزائر شرق الهند خاص کر جاوا میں جزیرہ مارش مدفا سکر جزائر عرب الہند میں خاص کر یمن میں اور برٹش گیانا میں بہت گننا پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں سب دنیا سے زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بھی کھانڈ ہندوستان میں دوسرے ملکوں سے آتی ہے۔ اور خاص کر جاوا و مارش سے! کھانڈ چھترہ سے بھی بنائی جاتی ہے۔ چھترہ کے لئے سرد آب و ہوا کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے یہ زیادہ تر جرمن روس آسٹریلیا۔ بحیم نیگری میں پیدا ہوتا ہے اور جرمن و آسٹریلیا سے ہندوستان کو کھانڈ لائی ہے۔

(۵) چائے:۔ اس کے لئے خالی مرطوب آب و ہوا کی اور ٹھکان زمین کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ بارش کا پانی پوسے کی جڑوں میں کھرانہ رہے۔ اور پوسے کو نقصان نہ پہنچائے۔ بارش کافی اور گھٹا ہونی چاہئے تاکہ نئے پتے نکلے رہیں۔ یہ ہندوستان میں زیادہ تر۔ آسام۔ دارجلنگ۔ دیرہ دون۔ کالنگرہ۔ اور نیگری کی مٹیوں پر ہوتی ہے۔ چائے بنگال چین۔ جاپان میں بھی بہت کثرت سے ہوتی ہے۔ کچھ جاوا و سنٹال میں ہندوستان کی چائے زیادہ تر گلگتہ کی بندرگاہوں سے باہر بھی جاتی ہے۔

(۶) قہوہ:۔ اس کے لئے بھی بہت گرم مرطوب آب و ہوا اور ٹھکان زمین چاہئے۔ عمدہ قہوہ دو ہزار سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ اسکا پودا پالاچنے سے بہت جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ صرف ملحقہ علاقہ میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں یہ کویرگ اور ٹراوٹھو کی دیتا میں ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ قہوہ پوربازیل میں پیدا ہوتا ہے اور (ری اوڈارائیر) کی بندرگاہ سے باہر جاتا ہے۔ توہ جنوب مغربی حصے

کسی قسم کی مٹس کے لئے آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ آب و ہوا ایک جنس کے لئے فائدہ مند ہو۔ وہ جنس اسی ملک میں ہوتی ہے۔ جس کی آب و ہوا اسکو موافق ہو۔ ذیل میں میں مشہور اجناس کی جائے پیداوار پر روشنی ڈالتا ہوں۔
(۱) گیہوں:۔ اس کے لئے شروع میں سردی اور پختے وقت گرم و خشک آب و ہوا مفید ہوتی ہے۔ بارش کم زمین میں کٹی جاتی ہے اور ریت کا ملاپ ہونا چاہئے۔ یہ ملحقہ علاقہ کا پودا ہے۔ گرم ملحقہ علاقہ میں سردی کے موسم میں ہوتا ہے۔ لیکن سرد ملحقہ علاقہ میں جس میں کینڈا انگلستان فرانس شامل ہیں۔ صرف گرمی کے موسم میں پیدا ہوتا ہے سخت گرمی اور مرطوب آب و ہوا اس کے لئے بہت مضر ہے یہ زیادہ تر اقلعہ متحدہ ہندوستان روس کینڈا۔ فرانس نیگری اچن مان آسٹریلیا میں ہوتا ہے۔ آسٹریلیا میں بھون اقلعہ متحدہ میں نیویارک ہندستان میں کراچی روس میں آرٹیک کینڈا میں الجزائر اور ارجنٹائن میں ولس آئرلینڈ کی بندرگاہوں سے ملک و سارو کو بھیجا جاتا ہے۔

(۲) جو:۔ گیہوں کی نسبت زیادہ سرد اور مرطوب آب و ہوا میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر ہندوستان کے اقلعہ متحدہ۔ گریٹ برٹن اور جرمنی میں پیدا ہوتا ہے۔ یورپ میں اکثر جو سے شراب بنائی جاتی ہے۔

(۳) چاول:۔ اس کے لئے گرم اور مرطوب آب و ہوا چاہئے۔ اس لئے یہ مائسون ہواؤں کے ملکوں میں جو ملحقہ علاقہ مائسون کے نزدیک واقع ہیں اور جان وریاؤں میں طہانیان آبا کرٹی ہیں یہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ ہندستان میں بنگال بھارت۔ اور مغربی ساحل کے میدان میں آٹم سیام و چین جاپان میں کثرت سے ہوتا ہے۔ زیادہ تر چاول اقلعہ متحدہ کے جنوبی حصے اور انڈیا میں بھی ہوتا ہے۔ ہورنگون گلگتہ نیپال اور سیلون کی بندرگاہوں سے باہر جاتا ہے۔ چاول کی کھانے میں ہارڈ کٹر چاولوں سے نشاستہ جاتا ہے۔ چاول میں چھل کے کسی قسم کی شراب بنائی جاتی ہے۔

بینی گج

بارش نانپے کا آلہ

اقبال و نسیم دو دوست تھے اور ہم عمر بھی تھے۔ برسات کا موسم تھا۔ کالے کالے بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے۔ ہلکی ہلکی پھار پڑ رہی تھی۔ یہ دونوں دوست بھی ہنسی خوشی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں نسیم کا چھوٹا بھائی نسیم بھگا ہوا آیا اور کہنے لگا۔

بھائی جان! اباکہ رہے ہیں کک لپ! انچہ بارش ہوئی۔
اقبال - ڈیڑھ انچ!۔

نسیم - ہاں تعجب کیا ہے۔ کل سے پانی برس رہا ہے۔
اقبال - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر پانی ناپا کیسے جاتا ہے؟

نسیم - واہ خباب آپ کو یہ نہیں معلوم
اقبال - بھائی آخر بتاؤ نا اس طرح ناپا جاتا ہے؟ یہ تمہاری بڑی بھئی بانی ہوئی۔

نسیم - اس میں مر بانی کی کیا بات ہے۔ لو سنو! بارش کا تمام پانی ریتی گج (عوامی ہسٹہ R) سے ناپا جاتا ہے۔
اقبال - ریتی گج کیا؟

نسیم - یہ پانی نانپے کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ کوئی پچھ انچ کے قریب لمبا ہوتا ہے جب بارش شروع ہوتی ہے تو اس کو مومن میں رکھ دیتے ہیں۔ اور بارش کے ختم ہونے پر اس کے اندر کا پانی پیمانہ سے ناپ لیتے ہیں۔ پیمانہ میں انچ کے فٹا بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انچ تک یہ پانی ہوتا ہے بس اتنے ہی انچ بارش بھی جاتی ہے۔ اب تو سمجھ گئے؟

اقبال - ہاں اب سمجھ گیا۔ یہ پانی ایک آلے سے ناپا جاتا ہے جسکو ریتی گج کہتے ہیں۔ لیکن یہی ایک بات تو رہی گئی۔ اس کی شکل کیسی ہوتی ہے؟
نسیم - گول شکل کا ٹم نے کوئی لمبا ڈبہ دیکھا ہے؟
اقبال - ہیت۔

نسیم - بس بالکل اسی طرح کا ہوتا ہے۔ بارش کے وقت اس کا منہ

عرب دانی سینا - جاوا - ساٹرا اور خراج عرب الہند میں بھی ہوتا ہے۔
(دہ) روئی:- یہ کیا پس سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور کیا پس کے لئے گرم مرطوب آب دھوا اور سیاہ مٹی چائیے۔ لیکن بارش کی زیادتی سے نقصان پہنچاتی ہے۔ ہندوستان میں یہ زیادہ تر گجرات - کاٹھیاوار - برار میں جہاں سیاہ مٹی پائی جاتی ہے۔ اور پنجاب میں جہاں نئی نروں کے کھدنے کے سبب سے بہت سی بخر زمین زیر کاشت لائی گئی ہے۔ پنجاب میں امرکین کیا پس کی کاشت سائنٹفک طریقوں سے کی جاتی ہے۔ اور سندھ میں اور ملاس میں بھی کیا پس ہوتی ہے وہاں میں سب سے زیادہ روئی اخلدع متحدہ کے جنوبی اور خوب مشرقی ریاستوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور نیواولیر کی بند گاہ سے باہر بھی جاتی ہے۔ روئی مصر سوڈان چین جاپان کے جنوبی حصہ اور برائیل میں بھی ہوتی ہے۔

(دہ) اون:- یہ بھڑیوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جو زیادہ تر خشک علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے لئے وسیع چراگاہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو آباد ملکوں میں حائل وسیع علاقے بخر پڑے ہیں۔ پنجاب کشمیر سندھ بلوچستان اور اور جوتان زمین ست پائی جاتی ہیں۔ سب سے زیادہ بھڑیں شریلیا میں نیوزی لینڈ - جنوبی افریقہ اور ارجنٹائن میں پائی جاتی ہیں اور بعض ملکوں سے اون باہر کے ملکوں کو بھیجی جاتی ہے۔

(دہ) نسیم:- (نسیم) کے کپڑوں سے حاصل ہوتا ہے۔ جن کا گڑا راستہ کت کے یوں بر جوتا ہے۔ شمتوں کے لئے قدرے گرم مرطوب آب دھوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوستان میں نسیم کے کپڑے زیادہ تر کشمیر کی گائی ونگال برامیں ملے جاتے ہیں۔ چین جاپان انڈیا اور جنوبی فرانس میں بھی نسیم بہت پیدا ہوتا ہے۔ پنجاب میں نروں کے کنارے شمتوں کے دیخت لگائے گئے ہیں۔

کھول دیا جاتا ہے اور پانی اس میں جمع ہوتا رہتا ہے جسے آخر میں ناپا

ہمارا وطن

چھوٹے بچوں کے لئے

یہ ہندوستان ہے ہمارا وطن محبت کی آنکھوں کا تارا وطن

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ اُس کے درختوں کی تیاریاں وہ پھل پھول پودے وہ مچھلاریاں

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

ہو اے درختوں کا وہ بھومنا وہ پتوں کا پھولوں کا منہ چُمننا

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ سادن میں کالی گھٹا کی بہار وہ برسات کی ہلکی ہلکی بھوپہار

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ باغوں میں کونسل و خجنگل کے مور وہ گنگا کی لہریں وہ جہنا کا زور

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

اسی سے ہے اس زندگی کی بہار وطن کی محبت ہو یا ماں کا پیار

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن (چکیت لکھنوی)

بدی کا بدلہ (ایک افسانہ)

بیماری کی حالت میں ظاہری ہمدردی کے طور پر مشتاق، قدیر کے ہاں کئی مرتبہ گیا اور تسلی بخش باتوں سے اُس کا غم غلط کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ تم امتحان کی کچھ پرواہ نہ کرو خدا نے چاہا ہے جو کچھ ہو گئے تو کتنے امتحان پاس کر لو گے۔ شکر کرو کہ امتحان کے قریب بیمار نہیں پڑے ورنہ بالکل ہی ہاتھ دھو بیٹھتے اب اگر دوسرے بھی آرام کیا تو دوسری میٹھے امتحان سالانہ کے باقی رہ جائیں گے۔

ماشاء اللہ ذہن ہو صرف کتابوں پر ایک نظر ثانی کی ضرورت ہو گئی۔

گھر میں تو مشتاق ایسی باتیں بناتا اور جب جاتا تو باہری باسٹر قدیر کے کمرے میں سے اُس کے پڑھنے کی جگہ پر لٹا جس پر ہاتھ لگائیں چرا کر یہی تاہیات کر اُس نے ساری الماری کی کی الماری خالی کر دی اور اپنے سب دوستوں سے جو اُس سال امتحان انٹرنس میں شریک ہوئے تھے کدیاں وہ قدیر کو اگر کوئی کتاب ملے گی اُسے تو ہرگز نہ دیں اور نہ اپنے ساتھ پڑھنے کی اجازت دیں۔ جب قدیر بالکل اچھا ہو گیا تو امتحان کی سوجھی اور کمرے میں جا کر الماری کھولی تو کیا کتب بھی نظر نہ آئی خیال ہوا کہ شاید گھروالوں نے کہیں رکھ دیا ہو پوچھا تو معلوم ہوا کہ کتابیں الماری میں تھیں تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ چلا سوچنے لگا کہ آخر کہیں تو کتابیں گئیں، گھر میں سب مشتاق کے کوئی دوسرا آیا گیا نہیں اور وہ ایسا کرتا نہیں سکتا کہ اُس سے بلکہ میں معلوم ہوتا ہے کہ کسی باہر والے کی شہرت ہے۔ اب کیا کرے؟ بیچارہ غیبی دہی تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے آخر کار یہ سوچ کر مشتاق اُس کا دوست ہے وہ شاید سراسر غریب اور مصیبت پر کچھ رحم رکھ جائے اور اپنی کتابیں چند روز کے لئے پڑھنے کو دے۔ لیکن وہ کب سکا پڑھنا لکھنا دیکھ سکتا ہے؟ تاہم وہ کچھ نہ کچھ بنائے کہ ٹال دیتا تھا۔

اسی طرح تمام دوستوں کو قدیر کو امتحان کے موقع پر کتابیں دینے سے انکار دیا لیکن کسی تعلیم دہنے پر چاہتوں کی طرح کہیں کوئی ہی تھک نہ دیتی تھی بلکہ اُسے لائبریری کی بہت سی دوسری انگریزی اور اردو کتابوں کا مطالعہ کیا تھا جس سے اس کی معلومات میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ امتحان لینے، نسخ صرف حساب۔ انجرا اور جامی میں۔ لائبریری سے کتابیں لا کر تھوڑے دیر کی ادراقی وقت اخبار پڑھنے میں گزارا امتحان ہوا۔ وہ میٹھے کے شدید انکار کے بغیر چھٹا تھا۔ تھوڑے دنوں میں ہی اُس کا تھکنا تھا لیکن شوق کا نام تجربہ کی فہرستوں میں نہیں نظر آیا۔

کسی مدرسہ کی دسویں جماعت میں قدیر اور مشتاق دونوں کے پڑھتے تھے۔ قدیر مشتاق سے گویا بہت کم تھا اور غریب شخص کا لڑکا بھی تھا، لیکن علم کے شوق نے اُسے ایک ایسا ہونہار طالب علم بنا دیا تھا کہ ہر معلم قدیر کو بہتر اور ہوشیار سمجھ کر ہمیشہ مفت پڑھانے کے لئے تیار رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مشتاق باوجود دیگر امیر آدمی کا لڑکا تھا اور علاوہ اسکول کے دوسرے صبح و شام گھر پر پڑھانے آتے تھے لیکن چونکہ گند ذہن تھا وہ بچکچھ لپٹا ہوا رٹ نہ لیتا یا نہ ہوتا تھا اس لئے میدان مقابلہ میں وہ ہمیشہ قدیر سے پیچھے رہتا اور اسکو دیکھ دیکھ کر جلا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امتحان سالانہ سے پانچ میٹھے پہلے قدیر بہت سخت بیمار ہوا اور اُسی دوران میں اُس کے پیٹ میں ایک چھوٹا سی تھل آ گیا۔ کمانڈر اندری کی جانب تھا جب دوا سے فائدہ نہ ہوا اور پھوٹے سے اندری اندر بڑھ کر تمام پیٹ میں اپنا تسلط چلا تو حالت بہت خطرناک ہو گئی اور ڈاکٹر نے رائے دی کہ اگر بعض ایک اچھے گھرانے سے لگایا جانا برداشت کر سکے، تو بچہ کی کچھ امید کی جاسکتی ہے۔ مگر قدیر بچہ اُس میں اتنی طاقت کہاں! اس نے عمل جراحی سے اختلاف کیا گیا اور کہا اُس کے کسی نفع کی جاتی ہوئی ایک پھیال گھس کر پھوٹے پر لگائی جانے لگی جس سے اس کا منہ باہر کی طرف ہو گیا۔ پھوڑا جب ٹوٹا تو سیروں مواد نکلا جس کی وجہ سے قدیر اس درجہ نحیف و کمزور ہو گیا کہ سینوں کو اٹھنے بیٹھنے سے معذور رہا۔

یہ وقت وہ تھا جبکہ مشتاق کی مائی مراد برائی تھی کیونکہ جب سے اُس نے مدرسہ میں اپنا نام لکھا اور قدیر سے دوستی ہوئی وہ خود کو قدیر کے مقابلہ میں کمزور اور دونوں کی نظروں میں ذلیل پا کر ہمیشہ چاہتا تھا کہ کسی کی طرح سے قدیر کو کچھ نقصان پہنچا تو اچھا تھا۔ دل یہ کہ وہ ذہین تھا دوسرے ہر شخص کے ساتھ نیکی کرنا اُس کی عادت میں داخل تھا۔ انیس تمام باتوں سے قدیر نے سب کے دلوں میں گھر کر لیا تھا لیکن مشتاق گھر اور باہر دونوں جگہ حقیر سمجھا جاتا تھا۔

ایک نصیحت آموز قصہ

کی ترفیہ و تہی تھی۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا کہ گنگا رام مناسیت
منکس میں تھا کہ لڑکی کی شادی کس طرح کی جائے۔ اس کے داغ
میں یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ ایک جوان مالدار لڑکے سے بغیر روپیے کے
شادی ہو سکے۔

ایک دن ایک بڑھا برہمن گنگا رام کے پاس آیا۔ اور کہا کہ
تمہاری لڑکی کی شادی اگر میرے بھانجے کیساتھ کر دی جائے تو بیشک
ہوگا۔ لکشن جس کے ساتھ کمالا کی شادی ہوئی ۶۴ سال کا تھا۔ اس
کی آمدنی اوسط درجہ کی تھی۔ اس کے لئے یہ امر دت طلب تھا کہ ایک
اور شخص کو زیادہ کرے۔ اس کی پہلی بیوی سے بہت سے بچے تھے۔
بڑھا برہمن جو گنگا رام کے پاس آیا تھا۔ اس نے دھوکا دیا کہ وہ مالدار
سے۔ لیکن اب یہ مجھ پر تھا اس لئے کہ کمالا کی شادی ہو چکی تھی۔ دو سال
گزشتے اور اس لڑکی کی حالت و بدن اتر ہوئی تھی۔ لکشن ٹکٹ
فروش تھا۔ اس کو ایک بہت بڑے کنبہ کی پرورش کرنی پڑی تھی۔
اس کی کوئی ماندہ نہ تھی۔ لکشن اکثر کمالا کو اس کے کام کاج میں
روٹے لٹاتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے آٹھ لڑکے تھے جو کمالا کو
دق کیا کرتے تھے۔ لکشن کے لڑکے تعلیم یافتہ تھے۔ یہ تمام پولیس میں ملازم
تھے۔ جوں ہی یہ جوان ہوئے وہ ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے اور وہ
اپنے آرام کے دروازہ تھے۔ ان خود غرضیوں نے بڑے باپ لکشن کو
سارڈالہ یا اور آخر کار اس کو قہر ہو گیا اور یہ ۶۴ سال کی عمر میں راہی
اجل ہوا۔ اب کمالا کے لئے کوئی سہارا نہ تھا۔ وہ اپنے باپ کے گھر چلی
گئی۔ اس پر ابھی تین یا چار مہینے بھی نہ گزرتے تھے کہ سردن اس کے
لئے ایک نئی مصیبت لاتا۔ کوئی شخص اس کا خبر گرا نہ تھا۔ اس کو
سوسائٹی سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ اور لوگ شتہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

کمالا بارہ برس کی ہو چکی تھی۔ وہ علم و فن دونوں میں کثافتی۔ یہ بہن
نسل سے تھی۔ اس کا باپ نگرہ مالگزار میں تیس روپے ماہوار کاشتھی تھا۔
یہ ایک کراہ کے مکان میں رہتے تھے، اور کوئی ملکیت نہ تھی۔ مختصر یہ کہ
اس کی زندگی کا دار و مدار اس قلیل تنخواہ پر تھا۔ اس سے دس آدمیوں کی
پرورش تھی۔ اس سبب سے اس کے مالی حالات قابل رحم اور ناقابل
بیان ہیں۔ اکثر ان پر بندے گزرتے۔ اس کا نام گنگا رام اور اس کی بیوی
شانتی تھی۔ اس کے چار بچے تھے۔ سنی اور کمالا تھیں اور چھ لڑکے
راما۔ نارائن۔ ماسو۔ شاما۔ سیتا اور راجو تھے۔ گنگا رام کے لئے یہ لاپرواہی
عقد تھا کہ کس طرح اتنے بڑے خاندان کی پرورش کرے۔ اس وجہ سے
لڑکوں کی تعلیم بھی نہ ہو سکی۔ یہ لڑکے گلیوں میں آوارہ گردی کرتے پھرتے
گنگا رام نے پچھلے تین لڑکیوں کی شادی ایک دوست کیشور راؤ کے توسط
سے اچھے خاندانوں میں کر دی۔ اب سب سے اخیر لڑکی کمالا کی شادی
کا مسئلہ گنگا رام اور اس کی بیوی کیلئے ایک حل طلب عقدہ تھا۔ حقیقت
میں لڑکی نہایت خوبصورت اور ہوشیار تھی۔ اکثر لوگوں نے کمالا کے
جھیز میں بہت سارے روپیہ مانگا۔ لیکن ماں باپ اتنے غریب تھے کہ وہ سیکڑوں
اور ہزاروں روپیے نہ دے سکتے تھے۔ ان مجبوروں سے وہ کمالا کی
شادی نہ کر سکتا تھا۔ گنگا رام کے پیروسی اس پر مبنی ارادت تھے کہ لڑکی
جوان ہوگی لیکن ابھی تک شادی نہیں کی۔ اور جب پرستش گنگا رام
کی بیوی سے لکشن کو کہیں کہ تم کب اس لڑکی کی شادی کر دے گی؟ معلوم
ہوتا ہے کہ تمہارا خاندان بالکل بے فکر ہے۔ جب تک کہ تم رات دن اس
کا پیچھا نہ کر دو گی وہ شادی نہیں کرے گا، بیاری شانتی ان طریقہ پیش
کو ٹھنڈے دل سے سنتی۔ اس کا خاندان بھر کا تھا کہ لڑکی ہی سے آنا۔
اس کی بیوی نہایت سنجیدہ تھی۔ اس نے بھی ہمسایوں کی نسبت ملامت
کا ذکر اپنے منہ سے نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے خاندان کو کمالا کی شادی علیحدہ

تھے کہانیاں

راجہ بیربل کی عقلندی

گئی پکیر آیا تھا فوراً تھے ہو گئی اور چوتہ سب نکل گیا۔
تھوڑے دنوں بعد نوکر اچھا ہو گیا اور بیربل کے پاؤں پر گر کر۔
بیربل۔ اچھا تم اس قصہ کو بادشاہ سے کہو۔

نوکر۔ ”جاتا ہوں“

تھوڑی دیر کے بعد نوکر بادشاہ کے محل میں داخل ہوتا ہے۔ بادشاہ
اُس کو بخیر زندہ دیکھ کر متعجب ہو جاتا ہے۔

بادشاہ۔ ”تو مر ا تو نہیں“

نوکر۔ آپ نے تو مارنے کی پوری ترکیب کی تھی لیکن بڑے بادشاہ
نے مجھے بچا لیا۔“

نوکر نے بادشاہ سے بیربل کا سارا قصہ سُنا لیا۔ بادشاہ نے بیربل کو فوراً
بلایا۔ اس کی عقلندی پر بہت تحسین و آفریں کی۔ اور اسے اپنے پاس
رکھ لیا۔

لطائف

ایک افیونی اور اُس کا نوکر چپ پر کھڑے تھے کہ افیونی گر پڑا کیفیت
کو یہ تو بہت نہ لگا کہیں گرا ہوں۔ البتہ یہ معلوم ہوا کہ مجھ میں اور نوکر میں فاصلہ
ہو گیا ہے نوکر سے کہا۔

افیونی۔ ”اے میں گرا ہوں کہ تو“

نوکر۔ ”حضور! آپ گرے ہیں۔ میں تو نہیں گرا۔“

افیونی۔ ”اے! میں گرا تو ہائے رے“

آدمی دستعل ہے، ”آپ کا اسم شریف کیا ہے۔“

متعلم ”ابھی تک تو ہم نے صرف اسم ظہر ہی پڑھا ہے حضور“

تم نے غائبنا بیربل کا نام سنا ہوگا۔ اور اس کے بیٹے بھی سنے ہوں گے
لیکن شاید تم کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کون شخص تھا جن دنوں اکبر بادشاہ بادشاہ
کر رہا تھا، اُن دنوں آگرہ کے پاس ایک گاؤں میں ایک سہد و رستا تھا
اس کے ایک لڑکا تھا، جو بہت چالاک و چست تھا جب اس کے باپ کا
آخری وقت آ پہنچا تو اُس نے اپنا سارا سرمایہ اپنے بیٹے کے سپرد کیا۔ بیٹا
گاؤں چھوڑ کر آگرہ چلا گیا۔ اور وہاں ایک چھوٹی سی دوکان کُری۔ اسی زمانہ
میں اکبر بادشاہ کے پاس ایک نوکر رہتا تھا۔ بادشاہ نے ایک دن اس کو
کہا کہ بان نہ لانا۔ نوکر بان نہ لایا۔ لیکن اتفاق کی بات چوتہ زیادہ تھا۔ اکبر
کا منہ لٹ گیا لیکن اُس نے نوکر سے اس کی بابت کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر کے
بعد اس نے نوکر سے کہا کہ بازار سے ایک روپیہ کا چوتہ لے آؤ۔ نوکر دوڑا
ہوا بازار گیا اور بیربل کی دوکان پر پہنچا۔
نوکر۔ ایک روپیہ کا چوتہ جلد دیدو۔

بیربل۔ تم کون ہو؟ اور کس نے یہ چوتہ منگایا ہے؟
نوکر۔ میں اکبر بادشاہ کا نوکر ہوں۔

بیربل۔ معلوم ہوتا ہے تم نے بادشاہ کی کوئی خطا کی ہے؟
نوکر۔ نہیں تو، میں ابھی بادشاہ کیسے بان بنا کر آیا ہوں۔
بیربل سمجھ گیا اور نوکر سے کہنے لگا ”اگر تم بچی خیریت چاہتا ہے تو ابھی دو
سہ گھی کچا پی جا۔ اور چوتہ لے جا۔ ورنہ تیرا زندہ رہنا مشکل ہے۔“

نوکر۔ ”کچھ سمجھ کر اچھا دو سہ گھی لادو۔ پتے لیتا ہوں“

نوکر گھی پتے کے بعد چٹا لیکر بادشاہ کے پاس گیا۔

بادشاہ۔ ”اے کوٹو“

نوکر۔ ”حضور۔ کوٹ لیا“

”ابھی سب کھا جاؤ ورنہ کوئی سے مار دے جاؤ گے“

”اچھا حضور! کہہ کر بچا سے غریب نوکر نے سب چوتہ کھا لیا لیکن“

ایک نصیحت آموز قصہ

کی ترفیہ و تہی تھی۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا کہ گنگا رام منیت
شکل میں تھا کہ لڑکی کی شادی کس طرح کی جائے۔ اس کے داغ
میں یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ ایک جوان مالدار لڑکے سے بغیر روپیے کے
شادی ہو سکے۔

ایک دن ایک بڑھا بڑھن گنگا رام کے پاس آیا۔ اور کہا کہ
تمہاری لڑکی کی شادی اگر میرے بھانجے کیسا لڑکی جائے تو تمہیں
ہوگا۔ لکشن جس کے ساتھ کمالا کی شادی ہوئی ۶۴ سال کا تھا۔ اس
کی آمدنی اوسط درجہ کی تھی۔ اس کے لئے یہ امر وقت طلب تھا کہ ایک
اور متفلس کو زیادہ کرے۔ اس کی پہلی بیوی سے بہت سے بچے تھے۔
بڑھا بڑھن گنگا رام کے پاس آیا تھا۔ اس نے دھوکا دیا کہ وہ مالدار
ہے۔ لیکن اب یہ مجبور تھا اس لئے کہ کمالا کی شادی ہو چکی تھی۔ دو سال
گزشتہ گئے اور اس لڑکی کی حالت دن بدن اتر ہوئی گئی۔ لکشن ٹکٹ
فروش تھا۔ اس کو ایک مدت بڑے کمبے کی فروش کرنی پڑی تھی۔
اس کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ لکشن اکثر کمالا کو اس کے کام کاج میں
روٹے اٹھاتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے اٹھ لڑکے تھے جو کمالا کو
دیکھ کر رہتے تھے۔ لکشن کے لڑکے تعلیم یافتہ تھے۔ یہ تمام پولیس میں ملازم
تھے۔ جو ہی بی جوان ہوئے وہ ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے اور وہ
اپنے آرام کے دردادہ تھے۔ ان خود غرضیوں نے بڑھے باپ لکشن کو
بیار ڈال دیا اور آخر کار اس کو قہر ہو گئی اور یہ ۶۷ سال کی عمر میں راہی
اجل ہوا۔ اب کمالا کے لئے کوئی سہارا نہ تھا۔ وہ اپنے باپ کے گھر چلی
گئی۔ اس پر ابھی تین یا چار مہینے بھی نہ گزرتے تھے کہ مردن اس کے
لئے ایک نئی مصیبت لاتا۔ کوئی شخص اس کا خبر گیری نہ تھا۔ اس کو
سوسائٹی سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ اور لوگ شتہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

کمالا بڑھ برس کی ہو چکی تھی۔ وہ علم و فن دونوں میں کیا تھی۔ یہ بہن
نسل سے تھی۔ اس کا باپ ٹکڑا لکڑا سی میں تیس روپے ماہوار کاغذی تھا۔
یہ ایک کراہ کے مکان میں رہتے تھے، اور کوئی ملکیت نہ تھی۔ مختصر یہ کہ
اس کی زندگی کا دار و مدار اس قبل تنخواہ پر تھا۔ اس سے دس آدمیوں کی
پرورش تھی۔ اس معاملے سے اس کے خاندانی حالات قابل رحم اور قابل
بیان ہیں۔ اکثر ان پر بندے گزرتے۔ اس کا نام گنگا رام اور اس کی بیوی
شانتی تھی۔ اس کے چار لڑکیاں راہی۔ لکسی۔ سیتا اور کمالا تھیں اور چھ لڑکے
راما۔ نارائن۔ ماسو۔ شاما۔ سیتا اور راجو تھے۔ گنگا رام کے لئے یہ لاپرواہی
عقد تھا کہ کس طرح اتنے بڑے خاندان کی پرورش کرے۔ اسوجہ سے
لڑکوں کی تعلیم بھی نہ ہو سکی۔ یہ لڑکے گھروں میں آوارہ گردی کرتے پھرتے
گنگا رام نے پہلے تین لڑکیوں کی شادی ایک دوست کیشور راؤ کے توسط
سے اچھے خاندانوں میں کر دی۔ اب سب سے اخیر لڑکی کمالا کی شادی
کا مسئلہ گنگا رام اور اس کی بیوی کیلئے ایک مسئلہ طلب عقدہ تھا۔ حقیقت
میں لڑکی نہایت خوبصورت اور مہوشیادہ تھی۔ اکثر لوگوں نے کمالا کے
چیز میں بہت سارے خوبیاں مانگا۔ لیکن ماں باپ اتنے غریب تھے کہ وہ سیکڑوں
اور ہزاروں روپیے نہ دے سکتے تھے۔ ان مجبوروں سے وہ کمالا کی
شادی نہ کر سکتا تھا۔ گنگا رام کے پڑوسی اس پر مہربانی اڑاتے تھے کہ لڑکی
جوان ہو گئی لیکن ابھی تک شادی نہیں کی۔ اور جب پڑوسیوں نے گنگا رام
کی بیوی سے ملتیں تو کہیں کہ تم کب اس لڑکی کی شادی کر دے گی؟ علوم
ہوتا ہے کہ تمہارا خاندان بالکل بے ٹکڑے ہے۔ جب تک کہ تم رات دن اس
کا پیچھا نہ کرو گی وہ شادی نہیں کرے گا، بیچارہ شانتی ان طعنہ پر تپتے
کو ٹھنڈے دل سے سنتی۔ اس کا خاندان بھر کا تھا جو اب بکری سے آنا۔
اس کی بیوی نہایت سنجیدہ تھی۔ اس نے کبھی مہساروں کی نسبت ملامت
کا ذکر اپنے شوہر سے نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے خاندان کو کمالا کی شادی حل کر کے

تھکے کمینیاں

راجہ بیرل کی عقلندی

گئی پیکر آیا تھا فوراً تے ہو گئی اور چونہ سب نکل گیا۔
تھوڑے دنوں بعد نوکر اچھا ہو گیا اور بیرل کے پاؤں پر گر کر۔
بیرل۔ اچھا تم اس قصہ کو بادشاہ سے کہو۔

نوکر۔ ”جاتا ہوں“

تھوڑی دیر کے بعد نوکر بادشاہ کے محل میں داخل ہوتا ہے۔ بادشاہ
اُس کو بخیر زندہ دیکھ کر متعجب ہو جاتا ہے۔

بادشاہ۔ ”تو مرنا تو نہیں“

نوکر۔ آپ نے تو مارنے کی پوری ترکیب کی تھی لیکن بڑے بادشاہ
نے مجھے بچا لیا۔“

نوکر نے بادشاہ سے بیرل کا سارا قصہ سنایا۔ بادشاہ نے بیرل کو فوراً
بلایا۔ اس کی عقلندی پر بہت تحسین و آفریں کی۔ اور اسے اپنے پاس
رکھ لیا۔

لطائف

ایک افیونی اور اُس کا نوکر چھپ کر کھڑے تھے کہ افیونی گر پڑا کیفیت
کو یہ تو پتہ نہ لگا کہ کس گرا ہوں۔ البتہ یہ معلوم ہوا کہ مجھ میں اور نوکر میں فاصلہ
ہو گیا ہے نوکر سے کہا۔

افیونی۔ ”ارے میں گرا ہوں کہ تو“

نوکر۔ ”حضور! آپ گرے ہیں۔ میں تو نہیں گرا۔“

افیونی۔ ”ابے! میں گرا تو ہائے رے“

آدمی دستعل ہے۔ ”آپ کا اسم شریف کیا ہے۔“

مستعل۔ ”بھئی! تو ہم نے صرف اسم ظریف ہی پڑھا ہے حضور۔“

تم نے غائبنا بیرل کا نام سنا ہو گا۔ اور اس کے بیٹے بھی تھے ہوں گے
لیکن شاید تم کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کون شخص تھا جن دنوں اکبر بادشاہ بادشاہ
کر رہا تھا، اُن دنوں آگرہ کے پاس ایک گاؤں میں ایک سہنہ و رستا تھا
اس کے ایک لڑکا تھا، جو بہت چالاک و چست تھا جب اس کے باپ کا
آخری وقت آچھا تو اُس نے اپنا سارا سرمایہ اپنے بیٹے کے سپرد کیا۔ بیٹا
گاؤں چھوڑ کر آگرہ چلا گیا۔ اور وہاں ایک چھوٹی سی دوکان کر لی۔ اسی زمانہ
میں اکبر بادشاہ کے پاس ایک نوکر رہتا تھا۔ بادشاہ نے ایک دن اس کو
کہا کہ پان بنالو۔ نوکر پان بنالایا لیکن اتفاق کی بات چونہ زیادہ تھا۔ اکبر
کا منہ کٹ گیا۔ لیکن اُس نے نوکر سے اس کی بابت کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر کے
بعد اس نے نوکر سے کہا کہ بازار سے ایک روپیہ کا چونہ لے آؤ۔ نوکر دوڑا
ہوا بازار گیا اور بیرل کی دوکان پر پہنچا۔

نوکر۔ ایک روپیہ کا چونہ جلد دیدو۔

بیرل۔ تم کون ہو؟ اور کس نے یہ چونہ منگایا ہے؟

نوکر۔ میں اکبر بادشاہ کا نوکر ہوں۔

بیرل۔ معلوم ہوتا ہے تم نے بادشاہ کی کوئی خطا کی ہے؟

نوکر۔ نہیں تو، میں ابھی بادشاہ کیلئے پان بنا کر آیا ہوں۔

بیرل سمجھ گیا اور نوکر سے کہنے لگا۔ ”اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو ابھی دو
سیر گھی کھا پی جا۔ اور چونہ لے جا ورنہ تیرا زندہ رہنا مشکل ہے۔“

نوکر۔ (کچھ سمجھ کر) اچھا دو سیر گھی لا دو۔ پتے لیتا ہوں

نوکر گھی پیتے کے بعد چٹنا لیکر بادشاہ کے پاس گیا۔

بادشاہ۔ ”اے کوٹو“

نوکر۔ ”حضور۔ کوٹ لیا۔“

”ابھی سب کھا جاؤ ورنہ کوئی سے مار دے جاو گے“

”اچھا حضور! کہہ دیجئے کہ غریب نوکر نے سب چونہ کھا لیا لیکن

تاریخی قیصہ

سلطان محمود کی سیدیش

بیان کرتے ہیں کہ سلطان محمود کی پیدائش سے ایک گھنٹہ پہلے اس کے باپ امیر سلطین نے خواب میں دیکھا کہ اس کے مکان کے بچوں بیچ ایک آتشزدہ ہے اور اس سے ایک درخت اُگا، جو بڑھ کر اس قدر پھل دے گا کہ اس نے اپنے سایہ میں تمام دنیا کو ڈھانک لیا۔ اس خواب سے امیر سلطین چونک بڑا اور سوچنے لگا کہ آخر یہ بات کیا ہے؟ اسی آئنا میں ایک قاصد آیا اور خبر لایا کہ خدا قادر مطلق نے اسے ایک بیٹا عطا کیا ہے۔ یہ سن کر سلطین بہت خوش ہوا، اور بول اٹھا کہ میں اس بچے کا نام محمود رکھوں گا۔ کتنے ہی کچھ شب میں وہ پیدا ہوا، پشاور کے قریب دریائے سندھ کے کنارے ایک تھانہ متعادلہ یکبارگی گر گیا۔

ایک وزیر کی چالاکی

ہندوستان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب راجہ قورمندوستان کے تخت پر بیٹھا تو اس نے تمام ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور راجاؤں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اس کا ایک وزیر تھا جو کہ تہایت چالاک اور ذہین تھا اور وہاں دزد کاوت میں نظریں نہیں رکھتا تھا۔ اس وزیر نے اپنی تدبیر سے سلطنت کو خوب مستحکم کیا اور خود کو انیساب ثابت کر دکھایا کہ راجہ اس کی پوری قدر کرنے لگا اس وزیر کی وجہ سے برہمنوں کے اغیارات میں بہت کمی ہو گئی اور انکی پہلی سی وہ شنوائی باقی نہ رہی۔ اس بنا پر وہ اس وزیر سے نفرت کرنے لگے اور یہ سازش کی کہ کسی طرح سے اس کے اسٹرو کو زایل کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے راجہ قور کے نام اس کے مرحوم باپ کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط بھیجا کہ ”میں جہاں ہوں بہت خوش ہوں انہماں میری سلطنت کا انتظام بہت اچھا ہو رہا ہے میری بھی اچھے وزیر کے نہ ہونے سے بڑی دقت ہو رہی ہے اس لئے کہ اس جہاں میں کوئی نہیں جس سے میں راجہ کے کاموں میں مشورہ کر سکوں۔ لہذا تم سے میرے پاس فوراً بھیج دو۔“ اس خط کو انھوں نے لفافہ کے اندر بند کیا اور اسی مہر لگا کر راجہ کے ایک خدمت گار کو دیدیا اور کہا کہ جب راجہ سورج ہو تو یہ خط اس

کے تک کے نیچے رکھ دینا چاہئے اس نے ایسا ہی کیا۔ صبح کے وقت جب راجہ کی آنکھ کھلی تو اس کی نظر خط پر پڑی اس نے اسے پڑھا اور پھر کہ فوراً وزیر کو بلوایا اور یہ خط اسے دکھایا اور کہا کہ اب تمہیں دوسری دنیا کے لئے سامان سفر باندھنا چاہئے۔ وزیر نے اس سے کچھ انکار نہ کیا اور جلتے پکا بادہ ہو گیا۔ وہ جاتا تھا کہ وہ لکھنؤ کے اور نہ اچھس خط یا قاصد بھیجے برقدت ہے۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ نہ ہونے پر برہمنوں کی سازش ہے برہمنوں نے اسے لاج سے کہا کہ اچھا مجھے ایک مہینہ کی مہلت دیجئے تاکہ میں سفر کی تیاری کر سکوں اور پس اپنے دشمنوں کو خوش کر لوں۔ بعض نقصانات جو مجھ سے ہوئے ہیں انکی تلافی کر لوں اور جنہوں نے مجھ کو کام کئے ہیں انھیں انعام و اکرام دے لوں تاکہ میں ان اور اہلئان کے ساتھ اتر دنیا سے نصرت ہو سکوں۔ راجہ نے یہ مہلت منظور کر لی۔ اس اثنا میں وزیر نے یہ کیا کہ باہر زمین میں ایک بڑا گڑھا کھدوایا اور اس کے چاروں طرف لڑکیاں چنوا دیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے مکان سے یہاں تک اندر ہی اندر ایک مہرنگ تیار کیا جب یہ سب کچھ درست ہو گیا تو وزیر نے راجہ سے رخصت کی درخواست کی راجہ نے اپنے باپ کے نام ایک خط اسے دیا اور اس میں یہ لکھا کہ ”آپ کے حکم کے مطابق میں اپنا وزیر آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں آپ کی مزید ہدایات کا منتظر ہوں آپ اور جو کچھ فرمائیں اسے میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔“ راجہ وزیر کو رخصت کرنے کے لئے آیا، وزیر نے اپنے کو چٹا میں رکھا اور اس کے پیچھے ہی پرہیز کرنے اس میں آگ لگا دی لیکن وزیر نے اندر ہی اندر مہرنگ کے راستے اپنے گھر پہنچا اور وہاں چار ماہ تک بالکل روپوش رہا۔ اس مدت گزر جانے کے بعد اس نے ایک دن رات کو راجہ کے ہاں یہ اطلاع بھیجی کہ اس کا وزیر دوسری دنیا سے واپس آ گیا ہے۔ راجہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا، اتنے میں وزیر نے راجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین کو بوسہ دیا اور اس کے باپ کی طرف سے ایک خط پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ ”تم نے میرے کہنے کے مطابق وزیر کو بھیجا جس میں بہت خوش ہوا۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے بغیر تمہاری سلطنت خراب ہو جائیگی اور ملک کے تمام مسئلہ میں ایک انتہائی اور بے لگھی پھیل جائیگی۔ اس لئے میں اسے پھر تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے دربار کے برہمنوں کو میرے پاس بھیج دو تاکہ میں اہلئان سے رہوں اور تمہاری سلطنت کو بھی کچھ نقصان نہ

انتقال کے بعد اس کے دوست نے اس کے بیٹے کو طلب کیا اور کہا کہ ایک عرصہ ہوا تمہارے باپ نے نولاکہ اشرفیاں میرے پاس بطور امانت کے رکھ دی تھیں سو اسے تم لے لو۔ لڑکے نے کہا مجھے اس کا کوئی علم نہیں مگر ہے میری بہن جانتی ہو چنانچہ لڑکی کو طلب کیا گیا لیکن اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ چونکہ یہ باپ کی کوئی وصیت اس کے متعلق موجود نہیں ہے، اس لئے میں نہیں لے سکتی غرض اس معاملہ کو حسناک وزیر کے پاس لے گئے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اسی میں بھلائی سمجھتا ہوں کہ اس تمام مال کو کسی کارفرمیں لگایا جائے تاکہ اس کے مالک کو اس کا ثواب پہنچا رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کی یادگار راج چمک جاتی ہے۔

(بقیہ ایک نصیحت آموز قصہ)

وہ اکثر اپنے کمرے میں تنہا بیٹھتی۔ ہر شخص تحفہ کی نظروں سے دیکھتا۔ اور جب کبھی وہ پوچھا جائے کہ سنے توگوں کے مجمع میں سے گزرتی تو لوگ آپس میں کانپوسیاں کرتے کہ یہ ابھی جوان ہے، یہاں تک کہ اب ماں باپ کو بھی اس کی موجودگی ناگوار گزرتی لگی۔ اس کی سہیلیاں بیوی کی وجہ سے اس سے کنارہ کش ہو گئیں۔ خاندان میں کوئی بھی اس کا ہمدرد اور غمناک نہ تھا۔ اگر وہ کچھ کہنے کی جرات کرتی تو بھائی اور ان کی بیویاں خوراً روک دیتیں کہ اس کو کوئی حق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ماں باپ بھی کہتے کہ یہ تمہارے خاوند کا گھر نہیں ہے۔ تم کو نمون احسان دینا چاہیے کہ ہم تمہاری پرورش کر رہے ہیں، لفظ بوجہ اس پرکلی کا کام کرتا تھا۔ کوئی اس کی مصیبت کی داستان سننے تک کو تیار نہ تھا۔ ایک دن صبح کو بڑی دیوڑانی نے ملکا کو نجات سخت سست کیا۔ جب اس نے اپنی ماں سے اس کی شکایت کی تو اس نے کہا تو ہم کو ہیشہ تکلف دیتی ہے، جا اب میرے سنانے سے ہٹ جا۔ بھگتو بڑی دیوڑانی کے حکم کی بلاخند و جھٹ بھیل کرنا چاہیے، کھانا نے موت کو اس موجودہ حیر اور ذلیل زندگی پر ترجیح دی۔ وہ ایک نالاب میں ڈوب کر مر گئی۔ جو اس کے مکان سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

پچھلے راجہ راج نے اس خط کو پڑھا تو اس نے برہمنوں کو اسے سامنے بلوایا اور انھیں یہ خط دکھایا۔ وہ یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ سب اسی وزیر کی حرکت ہے لیکن چونکہ وہ ۱۵ سال راز کو افشا نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ اس دنیا کے چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

ایک راجہ کی منصف مزاجی

ہندوؤں کی پرانی کتاب میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی ایک مکان خریدنا اور اس میں ایک نیا مکان بنوانا چاہا۔ اتفاق سے جہے دیوار کی بنیاد کھودی جارہی تھی تو زمین سے ایک خزانہ نکلا۔ اس آدمی نے وہ خزانہ اٹھایا اور اس شخص کے پاس لے گیا جس سے اس نے وہ مکان خریدا تھا اور اس سے کہا کہ مجھے تمہارے مکان میں دیوار تیلے خزانہ نکلا ہے میں نے مکان خریدا تھا نہ کہ اس کے ساتھ خزانہ۔ لہذا یہ تمہارے حوالہ ہے۔ مالک مکان لے جاتا دیا کہ میں نے مکان اسی حالت میں فروخت کیا تھا جس حالت میں تمہیں یہ مال ملا ہے۔ میں اس میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لے سکتا بالآخر وہ دونوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ اس معاملہ کو راجہ کے پاس لیجا چاہیے اور خزانہ اسی کے سپرد کر دینا چاہیے تاکہ ملک کی فلاح و بہبود میں خرچ ہو۔ راجہ نے جب یہ سنا تو ان سے کہا کہ تم لوگ جب معمولی آدمی ہو کر یہ مال اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو تو میں جبکہ ساری قوم کی فلاح و بہبود دیکھتی ہوئی اور اتنی بڑی سلطنت کی ذمہ داری میرے ہاتھ میں دی گئی ہے، کیونکر اسے لینے کی جرات کر سکتا ہوں۔ لیکن ان دونوں نے درخواست کی کہ آپ ہی اپنے عدل و انصاف سے اس معاملہ کو طے کر دیجیے۔ راجہ نے دیکھا کہ مکان فروخت کرنے والے کے ایک لڑکی ہے اور خریدنے والے کے ایک لڑکا۔ دونوں کی آپس میں شادی کر دی اور وہ مال ان دونوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ لیکن خود راجہ کی انصاف پسندی نے یہ وفادہ رکھا کہ ظلم اور خیانت سے اپنے دامن کو آلودہ کیسے۔

ایک وزیر کی دشمنی

نہروالہ کے ایک سردار کا قصہ ہے کہ اس نے اپنے کسی دوست کے پاس نولاکہ اشرفیاں بطور امانت رکھ دی تھیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ اس



انعامی معما

وائیں سے بائیں

ادھر سے نیچے

- ۱۔ نثار دریافت کرنا
۲۔ کسی بات پر حرم جانا
۳۔ ۸۰ چاہنا

۳			۲	۴		۱
	۶					۵
				۷		
	۹					۸
				۱۰		
	۱۲					۱۱
				۱۳		

- ۴۔ شب
۵۔ جسم کا ایک ادھر پر حصہ
۶۔ حرم کی جان
۷۔ ظلم
۸۔ میں (فارسی)
۹۔ تری
۱۰۔ زندگی
۱۱۔ امر و
۱۲۔ واپسی کا حکم
۱۳۔ ظلم

۲۱ جولائی کے معنے حاصل

نتیجہ

- ۲۱ جولائی کے صحیح حل پانچ سے زیادہ وصول ہوئے۔ اس لئے فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی کیا گیا۔ مندرجہ ذیل طلباء کو ایک ہفتہ کے اندر انعامات پیش دیئے جائیں گے:-

- ۱۔ عبدالرشید آفر صاحب لاہور
۲۔ محمود شہیر خیر صاحب بنجنگلہ میوہ
۳۔ محبوب الرحمن صاحب دیوبند
۴۔ حفیظ الرحمن صاحب لکھنؤ
۵۔ حفیظ الرحمن صاحب چھپرہ
۶۔ سرتیبر سہاسی کے پڑھیں ایک نہایت عجیب انعامی معاہدہ کا اعلان کیا جائیگا۔ خیرداران پیغام نظر کریں

د	س	ت	ا	ر	ج	ل
ا	س	ا	ر	ن	ب	
م	ن	ا	م	ت		
ل	و	و	و	ز	ن	
ک	ل	ن	گ	ر		
ج	ا	و	و	و	ز	
ک	ن	ت	ا	ر	ا	
ن	ل	و	ر	د	ا	غ
و	ا	ر	ج	و	ت	
ک	ی	ق	ب	ا	د	

شرائط

- ۱۔ صحیح حل سمجھنے والے کو مبلغ ۵۰ روپیہ کی کتاب پیش کی جائے گی۔ لیکن اگر ایک سے زیادہ اور پانچ تک صحیح حل وصول ہوئے تو انعام برابر ہر ایک پر تقسیم کر دیا جائیگا۔ پانچ سے زیادہ صحیح حل وصول ہونے پر پانچ انعامات میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام تقسیم ہو گا۔
۲۔ خیرداران پیغام تقریباً وہ لوگ جو اپنے حل کے ساتھ ۳۱ اگست تک پیش متعلقہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔
۳۔ روزانہ ساعت سے تین ہفتے کے اندر تمام حل و فقرہ صحیح جائیں۔
۴۔ تمام حل و فقرہ پیغام تعلیم کے پتہ پر ذی۔ سی۔ و۔ کے نام بھیجے جائیں۔

احباب بجنوری جامعہ نوازی

خواجہ عبدالحی صاحب پر دفتر تفسیر القرآن جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی جوالی کے دوسرے ہفتہ میں بجنور شریف لے گئے تھے وہاں دوران قیام میں انہوں نے جامعہ کے متعلق بھی لوگوں سے تذکرہ کیا چنانچہ طلبہ کے داخلہ کے علاوہ مفصل ذیل اصحاب نے نہایت فراخ دلی سے جامعہ کی امداد فرمائی۔ یہ رقم دفتر صاحب میں وصول ہو چکی ہے۔ اس فہرست کو ان ریسدوں کی بجائے تصدیق کیا جائے جو چکی ریسد کی بجائے دفتر شیخ الجامعہ سے جاری ہوا کرتی ہیں۔

ریسڈی مل پچی پیٹل مولوی جمید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ بجنور ص
۲ ملک نصر اللہ خان صاحب بی لے ایڈیٹر اخبار مدینہ بجنور ص
(صہ زکوٰۃ، صہ چندہ)

۳ مولوی عبدالحی و عبدالواسع صاحبان وکیل بجنور ص (ذکرہ)

۴ ایک ہمدرد جامعہ بجنور ص

۵ مولوی محمد حسن صاحب سب ایڈیٹر اخبار مدینہ بجنور ص

۶ ایک ہمدرد جامعہ بجنور ص

۷ مولوی احمد عین نصاب پوٹ ماسٹر بجنور ص

۸ جودہری عبد القیوم صاحب متصل منصفی بگینہ ص

۹ منشی شبیر احمد صاحب مختار عدالت بگینہ ص

۱۰ توقیر احمد پرنسپل شبیر احمد صاحب مختار عدالت بگینہ ص

۱۱ سید توقیر احمد صاحب مختار عدالت دفتر لٹریچر نیو نیل بورڈ بگینہ ص

۱۲ مولوی محمد احمد صاحب رئیس سید واڑہ بگینہ ص

۱۳ مولوی ظفر یاب علی صاحب رئیس بگینہ ص

۱۴ مولوی محمد رفیع صاحب اسسٹنٹ انجینئر ایس۔ ڈی۔ او۔ انار بگینہ ص (صہ ماہوار جولائی تا دسمبر)

۱۵ مولوی قیام الدین صاحب وکیل بگینہ ص

۱۶ عبدالوہاب صاحب سوداگر، شیخ مخدوم صاحب تحصیلدار ص

صاحب بگینہ ص

۱۷ جناب سید محمد بسطین صاحب وکیل بگینہ ص

ریسڈی مل ریسڈنٹ انشی عبدالرحمن صاحب مختار عدالت بگینہ ص

۱۹ شیخ جمل حسین صاحب رئیس بگینہ ص

۲۰ ایک ہمدرد جامعہ ص

ریسڈی مل جناب قاضی غیاث الدین صاحب غیاث محل قاضی سکر بگینہ بجنور ص

۲ حافظ محمد ابراہیم صاحب ایڈوکیٹ ایم ایل سی بگینہ غٹہ ص

۳ بشیر احمد صاحب تاجر دفتر بگینہ پنجابی سرائے لڑیہ ص

۴ حکیم غلیل الرحمن صاحب بگینہ ص

۵ بابو محمد طیفان صاحب پوٹ ماسٹر بجنور ص (ذکرہ)

۶ محمد سلطان صاحب ممبر سٹریٹ بورڈ وزیر آباد بجنور ص

۷ شتاق احمد خان صاحب بی لے ایل ایل بی وکیل بجنور ص

۸ سعید حسن صاحبان ایڈیٹر غٹہ بجنور ص

۹ مولانا شفیق الدین صاحب رئیس بجنور ص

۱۰ محمد الیاس صاحب آنڈی بی لے ایل ایل بی وکیل بجنور ص

۱۱ مولوی یونس احمد صاحب بی لے ایل ایل بی وکیل بجنور ص

۱۲ محمد ابراہیم خان صاحب بی لے اسسٹنٹ ماسٹر گورنٹ ص

۱۳ ہائی اسکول بجنور ص

۱۴ ایک ہمدرد جامعہ ص

۱۵ محمد احسان صاحب مختار عدالت بجنور ص

میزان کل تین سو بائیس روپے

علاوہ ان محمد یوسف صاحب اسسٹنٹ انجینئر انار بگینہ نے ماٹھ

سالانہ امداد کا وعدہ فرمایا ہے (مفع) بابت ذکوٰۃ ماہ رمضان میں اور نلے

بابت امداد جنوری میں ادا ہوا کرے گی)

ملک نصر اللہ خان صاحب فریز نے موشہ ہر رمضان میں دینے کا وعدہ

فرمایا ہے

خواجہ صاحب موصوف کی روپوش کی بنا پر ہم حافظ ابراہیم صاحب بی۔ اے

ایل ایل بی ایم ایل سی وکیل بگینہ، محمد ظہیر عالم صاحب ایم اے ایل ایل

بی اور ملک نصر اللہ خان صاحب فریز بی لے ایڈیٹر مدینہ کے خاص طور پر

شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی کوشش اور سعی میں سے جامعہ کی ہر قسم کی امداد

مزدوری۔ جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب مدوح نے جامعہ کے وفد کو صلح بجنور میں مجلس اعلیٰ کی دعوت دی جو ادراہ اس کے لئے ہر قسم کی امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ امید

ہے کہ آپ کی سعی و کوشش سے اس وقت ہر کمزاری موجودہ رقم فراہم ہو جائے گی۔

ہندوستان بھر میں

عمرہ مضبوط - دیرپا - خوبصورت
نفس اور نسبتاً ارزاں قیمت سامان
کیل مشا کرنے والا واحد کارخانہ
ملک انڈیائی راجپر شہر سیالکوٹ
گویا درخیں



اگر آپ کو

ایکے دوست، احباب کو کسی قسم کے سامان
کھیں۔ مثلاً کرکٹ، فٹ بال، والی بال
کے بیٹھن وغیرہ کی ضرورت
ہو تو ہمیشہ راہ راست اسکول کے خاص
دیرینہ خزانہ کار خزانہ
ملک انڈیا کی جیسٹرو شریا لکھوٹ
کو نکھال کریں

ہمارا سامان بالی اسی عہد کی مضبوطی اور خفایت کی ایک ہی وجہ ثابت ہو چکا ہے۔ جو اس شہر میں کل کو بیگم کی دکانوں کے ساتھ ساتھ جہان اکو پور آرائش بنگلے میں۔ اسی عہد کی مضبوطی اور خفایت کو دیکھ کر شہر کے لوگ حیرت میں آ جاتے ہیں۔ جہاں کہیں ہمارا سامان بالی اکبر تہی ہو، وہاں شہر کے لوگ آگیا۔ انہوں نے دوسری کپڑوں اور عمارت کے پتوں میں حسب خواہش عمدہ آؤٹ فٹا پر اعلیٰ سے اعلیٰ صنعت بنائی۔ اور انہوں نے مستند فرمائے اور کارخانے کے منتقل ہونے کے بعد شہر کے عمارتوں میں آگئے۔

ہمارا سامان مکمل

عمر گیارہ سال سے مستقل طور پر ہندوستان کے محکمہ سکولوں کا کون۔ چھ مئی ۱۹۳۱ء کو راجستھان کے ایک علاقہ میں پیدا ہوئے۔ اس کے والد کا نام جی۔ ایس۔ شاستری ہے۔ اس نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن میں ہی مکمل کی۔ اس کے بعد وہ بمبئی کے ایک اسکول میں داخل ہوئے۔ اس کے والد کا نام جی۔ ایس۔ شاستری ہے۔ اس نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن میں ہی مکمل کی۔ اس کے بعد وہ بمبئی کے ایک اسکول میں داخل ہوئے۔ اس کے والد کا نام جی۔ ایس۔ شاستری ہے۔ اس نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن میں ہی مکمل کی۔ اس کے بعد وہ بمبئی کے ایک اسکول میں داخل ہوئے۔

[illegible]

مارکاپتہ: - رجسٹری شدہ

۱۰۸ { جرنل منجہر ملک ایندیننی راجپوت شہر یا لکھوٹ

ساہن بند ہوئی پی پارسوں کے ارمان جو گاخرج
ٹاک پارسل اور کرایہ ریل وغیرہ بخیریدار ہوگا۔

ضروری نوٹ :- جو فرمائشیں میں اس ایک فیصلے کے تحت اسکی قیمت اشتہار دیا کے مطابق لکھی جائیں گی۔ اور اجارہ دہ کا مال ضروری بنایا جائے۔ ورنہ کیسین منسے گا۔

حکومت نے بھی دیکھ لیا ہے



حریت و آزادی کا داعی، غریبوں اور مظلوموں کا بھائی،

شہا سہ روزہ شائب

کا بھی سے کھر کھر چاڑ۔ جسکے بحرِ عمر نے غرقوں، بڑھوں اور جوانوں کے دلوں اور ذہنوں کو لٹ کر رکھ دیا۔ جسکے چروں کو ملک کے گوشے گوشے میں اپنے دوستوں عزیزوں کو کھڑے کھڑے پر بھیجے ہیں۔ جسے غلامی، ذلت، تاریک خیالی جت بندی، میدنی، جمہ اور مصلحت شعار کی بڑوں پر بھیجیوں کی بارش برسا دی ہے۔ جسکے پرنے والا صرف خدا کی غلامی کرنا ہے۔ اسکے بعد اگر مصلحت، تعلیم کا باجیروت بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ ایک منادی انسان کی حیثیت سے برادرانہ طور پر ہاتھ بٹھاتا ہے۔ اور نجات و غور اور حکمران و امتدار ہندی کے بتوں ٹھکراتا ہے۔

وہ اخبار ”شائب“

اگے چل کر کیا کیا نہ دکھائیگا۔ ”شائب“ معقولیت اور صداقت کیساتھ جمل اور باطل کے تقوں کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس کی بے تعصبی، تقویت ہندی اور رفاہی کا برہنہ میں اھرامِ انصاف کیا جا چکا ہے۔

مقامات کے مسائل سے بچا ہے۔ شائب کے پرنے والے غلغلہ عالم کی گٹھا ٹپ تار کی میں تبلیغ اسلام اور آزاد خیال ہونے اپنے انسانی فرائض سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ”شائب“ کو مستقل طور پر پڑھنا شروع کر دیں۔ کاغذ، کھائی، چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ قیمت سالانہ چھ روپے ششماہی ہے۔ سہ ماہی دو روپے ہے۔ نمونہ کار پر مفت ہے۔ لیکن نمونہ دیکھنے کا انتخاب اسے سو دیے۔

منیجر سہ روزہ ”شائب“ راولپنڈی

اجمل روزانہ

زیر امداد جناب مہین الدین مارٹ صاحب لی اے (جامعہ) منیجر اجمل خان صاحب کی یادگار میں یہ پرچہ بھیجیے جاری کیا گیا ہے۔ اسکے اجراء کا مقصد قوم خدمت کرنا ہے اور پالیسی دہی جو قوم صاحب مرحوم کی اہل مرقدوں، کسانوں اور سہ ماہی قوموں کے مفاد کی نگہ رانی کرتا ہے۔ اور ساری دنیا کی جنرین ہندوستان کے بہترین اخباروں کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ ان خصوصیات کے باوجود قیمت سالانہ دو روپے ششماہی چار روپے سہ ماہی دو روپے ہوتی ہے۔

منیجر اجمل پرنس پبلشنگ کمپنی منیجر

اخبار مدینہ منورہ

منیجر میں دوبار

سالانہ سے قبل اہل قلم ادیبوں کی زیر امداد جاری ہے خدمت قوم کو ملک بھاری مذمت ملت اس کا شمار ہے۔ آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علمبردار اور محرر میں کثیر الاشاعت سیاست ماہرہ کا مضیق و صداقت کا شہرہ عربی انگریزی اخبارات کا خلاصہ، دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچنے والا، ملاحظہ و مطالعہ خود جسکے بیان کی تصدیق کر دے گا۔ نمونہ مفت، قیمت سالانہ سے ششماہی ہے۔ سہ ماہی دو روپے ہے پھر ارہام ملک غیر سے سہ رسالانہ۔

نار کا پتہ - جامعہ دہلی

نرخامہ جلد

سالانہ
ششماہی
نی پرچہ

تسلیم

ایڈیٹر: سید انصاری - بی۔ اے (جامعہ)

جسٹ ڈائل نمبر ۱۹۶۱

نرخامہ اشتہارات

فی صفحہ ۱۰۰
نصف صفحہ ۵۰
چوتھائی صفحہ ۲۵

جلد

۲۱ ستمبر ۱۹۶۵ء

نمبر ۱۰۱

فہرست مضامین

- ۱) دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ "اخبار"
- ۲) جامعہ عثمانیہ کا تعارف سید نور الحسن صاحب متعلم جامعہ عثمانیہ
- ۳) کوائف جامعہ "کوائف نگار"
- ۴) اسلام
- ۵) حضرت نظام الدین اولیاء سید انصاری
- ۶) "میرزا حسن صاحب تیرہ حب"
- ۷) حبیبی کرنی ویسی بھرنی ایوب عبد الحکیم صاحب
- ۸) تاریخی قصے سید انصاری
- ۹) انجمن غلام جامعہ رنگون علی اصحاق صاحب ماسی
- ۱۰) برکات
- ۱۱) حبیبی کرنی ویسی بھرنی ایوب عبد الحکیم صاحب
- ۱۲) تاریخی قصے سید انصاری
- ۱۳) انجمن غلام جامعہ رنگون علی اصحاق صاحب ماسی
- ۱۴) اشتہارات
- ۱۵) "میرزا حسن صاحب تیرہ حب"

- ۱۲- طبعی جغرافیہ سید نور الحسن صاحب
- ۱۳- ہمارے قما "ایزی"
- ۱۴- دریا کی آب پیتی (نظم) تیرہ
- ۱۵- فونٹین کڑی کا انکشاف
- ۱۶- حد کا انجام عبدالرشید خانور
- ۱۷- اشتہارات

ضروت
توہ کے ایک مسلمان لوگوں کا تہم خانہ کیلئے ضرورت
ایک مسلمان خاتون کی، جو آمد و بخارجی جانتی ہیں اور
ذہنی و جسمانی اعتبار سے اچھی تربیت یافتہ ہوں۔ کام صرف بچوں کی تعلیم
و تربیت ہوگا۔ مزید مراسلت پتہ ذیل سے کیا سکتی ہے۔
دوست محمد میر محمد مسلم لکرس ٹیم خانہ
بند کارون روڈ - پونہ۔

دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

ہندوستان کے اندر

جیتندرناتھ داس نے سیاسی قیدیوں کے ساتھ بڑے برتاؤ کی بنا پر لاہور جیل میں مقاعدہ جوئی کر رکھا تھا، ان کا ۲۴ اکتوبر کو ۱۹۷۱ء کی فاقہ کشی کے بعد انتقال ہو گیا جس کا تمام ملک میں نہایت زور شور سے تمام منایا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد عالم صاحب نے جو کسی زمانہ میں جامعہ کے پرنسپل رہ چکے ہیں پنجاب کونسل سے اس بنا پر استعفا دیدیا ہے کہ ان کا ضمیر ایک اسی کونسل میں رہنا گوارا نہیں کرتا جس نے ان شکایات کو رفع کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا اور ایک ہندوستانی نوجوان کو اپنی جان دینے پر مجبور کیا۔

آج کل ملک میں نوجوانوں کا اثر روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ ۵ اکتوبر کو لکھنؤ جیسے مرکزی شہر میں موہنہ کے فوجانوں کی مہی کا نفرنس کا ابداس منعقد ہوا جسکی صدر ملک کی معتددر خاتون مسز سر جینی میتھویس۔ پنڈت جواہر لال نہرو بھی جو ملک میں نوجوان تحریک کے سب سے بڑے علمبردار ہیں، اس کا نفرنس میں شریک تھے۔ کانفرنس کے میزائل میں شہنشاہیت تباہ ہو چکا۔ فرقہ پرستی برباد ہو جائے وغیرہ کے کتبے قلمی حرفوں میں خاص طور پر نمایاں نظر آ رہے تھے جس سے اس کے مقصد کا بہت کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

یوحسین امین کے ایک رکن رائے صاحب ہر بلاس شاردہ ایک مسودہ قانون اس مضمون کا پیش کیا تھا کہ صغیر سنی میں لڑکیوں اور لڑکوں کی شادی قانوناً حرم قرار دی جائے اور اسکے لئے لڑکے اور لڑکی ہر ایک کی عمر مقرر کر دی جائے جس سے پیشتر ان کی شادیاں ہونا حرم سمجھا جائے۔ بہت بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا ہے کہ لڑکی کی عمر ۱۴ سال قرار دی جائے اور لڑکے کی عمر ۱۸ سال۔

ہندوستان کے باہر

حکومت برطانیہ کی ایک عرصہ سے یہ کوشش ہے کہ فلسطین کو بے غاناں یہودیوں کا خالص وطن بنادیا جائے اور اس مقصد کے لئے آئے دن ایک نہ ایک حیلہ تراشنا جاتا ہے۔ دیوار گریہ کے متعلق ایسی خال میں عربوں اور یہودیوں میں جو فساد برپا ہوا ہے، وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی بتایا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ یورپ اور انگلستان میں بڑے بڑے بنکوں کے مالک عموماً سب یہودی ہوتے ہیں جنکا کہ انگلستان کی سیاست پر بہت اثر ہوتا ہے۔ یہ انہی دو مقتدروں کی خوشنودی ہے جس کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے۔

سائنس کمیشن کے ساتھ ایک ہندوستانیوں کی چھوٹی سی کمیٹی بھی رپورٹ تیار کر رہی تھی جس کے صدر سر سنسکران نامرتھے۔ تازہ اطلاع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی کے ارکان میں بعض مسائل پر باہم سخت اختلاف تھا جسکی وجہ سے کچھ ممبران اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور انھوں نے رپورٹ پر اپنے دستخط کر نیے انکار کر دیا ہے۔

مولانا شوکت علی صاحب اور مولانا محمد علی صاحب مدظلہ کا ایک عرصہ سے جنوبی افریقہ شریف لیجانیکا ارادہ تھا چنانچہ اگست کے مہینہ میں مولانا شوکت علی صاحب ڈیرن روانہ ہوئے اور خیال تھا کہ مولانا محمد علی صاحب چند روز بعد شریف لیجانیکا گئے لیکن جنوبی افریقہ کی حکومت کی طرف سے مولانا شوکت علی صاحب کو ایک حکم ملا جس میں صرف مین مہینہ قیام کرنی اجازت دی گئی تھی اور سیاسی معاملات کے متعلق اظہار خیال کی سخت ممانعت کر دی گئی تھی۔ مولانا محمد علی صاحب نے اس پابندی کی وجہ سے اپنا ارادہ منوی کر دیا ہے۔

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے تعارف

اپنی جامعہ کے مقاصد سے ہلکوبہرواندو ذکر کریں۔ ہمیں بے حد خوشی ہوئی اور ہم تہ دل سے شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ ہماری یہ درخواست قبول ہوئی اور صاحب موصوف نے اپنے زریں خیالات اور جامعہ ملیہ کے اعلیٰ مقاصد سے ہم کو آگاہ کیا۔ یوں تو کونسا ایسا شخص ہو گا جو حکیم اہل خاص جیسے مشہور اور نامی گرامی سستی سے واقف نہ ہو۔ یہ مرحوم کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے جس نے ایک ایسی جامعہ کی بنیاد ڈالی جو بالکل قومی اور منہ دستان کے نادر طلباء کیلئے ایک اعلیٰ درجہ کا ہے۔

صاحب موصوف نے جامعہ کے کاروبار اور طلباء کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ کھینچا جس نے حاضرین کے دلوں پر ایک گہرا اثر ڈالا۔ وہاں کے پروفیسرں کا ایشیا جنہوں نے بیس سال تک جامعہ کی خدمت کیلئے اپنے عیش و آرام کو بالائے طاق رکھ کر کمر ہمت باندھ لی ہے۔ نیز صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ جامعہ کے طلباء نے عمدہ کر لیا ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے ارادوں میں مستقل رہیں گے اور دنیا کی ہر مصیبت کا مقابلہ کر نیکو تیار رہیں گے یہ دونوں متعلم اور معلم کے ارادوں کا مستقل استقلال ہے جو دنیا میں ان کو کامیاب کر کے چھوڑے گا۔ جامعہ ملیہ طلباء ہماری امیدیں وابستہ ہیں کہ یہ ملک اور قوم و ملت کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ اس کے بعد معزز مقرر نے یہ بھی فرمایا کہ جامعہ عثمانیہ اور جامعہ ملیہ دونوں کے مقاصد یکساں ہیں۔ دونوں جامعات میں ذریعہ تعلیم اردو ہے اور دینیات و اخلاقیات لازمی ہے۔ دونوں جامعات اس جذبہ میں مصروف ہیں کہ تمام مغربی علوم زبان اردو میں لجائیں تاکہ بعد کی نسلیں اور ان جامعات کے موجودہ معلم یا بنوائے صحابہ خیر زبان حاصل کرنے کی مشکلات میں پھنسنے نہ پائیں۔ یوں تو علم ایک دریا ہے تشبیہ دیا جاسکتا ہے۔ اور جو کوئی غوطہ زن دور تک اس سمندر میں جا سکا اُس کو اُٹھنے ہی ناپایا گوہر منیاب ہوں گے۔ تاہم تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ انسان

نور اللہ دی صاحب ہمارے پیامِ تعلیم کے خاص کر مغرباؤں میں ہیں۔ آپ نے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد سے محبت آمیز پیام ہماری جامعہ کے ایک ہونہار فارغ التحصیل عبدالحمید صاحب زبیری سے ملاقات دہلی کے بعد بھیجا ہے جو ہمارے کالج کی انجمن اتحاد کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں اور جو اس مہینہ فلسفہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیکی غرض سے یورپ جا رہے ہیں۔ ہماری بھی دلی دعا ہے کہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد جامعہ ملیہ دہلی کے درمیان محبت و یکجہتی دوستی اور اتحاد کے تعلقات خدا کرے روز بروز ترقی کریں اور ہر دو تعلیم کا ہوں ہے ایسے طلباء پیدا ہوں جو ان تعلقات کے خیر و سکام و تقویت کا باعث ہوں۔ آمین۔ (ادوٹر)

میں آج جس موضوع پر روشنی ڈال رہا ہوں وہ نہایت ہی دلچسپ کن اور دونوں جامعات کے طلباء کیلئے باعث مسرت ہو گا۔

محمد اسماعیل صاحب نے اپنے چند اشعار میں جو "کامربہ" کے عنوان سے موسوم ہیں لکھا ہے کہ "اس دنیا میں ایک تمہاروچ دوسری تمہا روح کی مستلاشی ہے۔ آخر شریہ ایک دم ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں" اگر ان اشعار کا مطلب اس موقع پر منطبق کیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جامعہ ملیہ دہلی کے نائب صدر مولوی عبدالحمید صاحب بعزم یورپ تشریف لے جا رہے ہیں۔ صاحب موصوف نے اپنے دوران سفر میں چند روزہ حیدرآباد دکن میں قیام فرمایا۔ ہماری جامعہ کے نائب صدر مولوی احمد علی خان صاحب بی۔ اے نے ایک عصرانہ اقامت خانہ نظامت منزل میں آپ کی تشریف آوری پر دیا جس میں علامہ معزز نائب صدر جامعہ ملیہ دہلی کے جامعہ عثمانیہ کے طلباء مدعو تھے۔

ہمارے نائب صدر نے مولوی عبدالحمید صاحب تعارف کرایا اور ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور صاحب موصوف سے درخواست کی کہ وہ

اس وقت میرے دل میں ایک خیال پب ہوا کہ ایک اسلامی جامعہ سے بنیاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کی ابتدا قاعدہ کامیابیوں سے شروع کی۔ اور اس طرح میں نے اپنا بارادرا نہ نخلت قائم رکھا۔ مجھے پھر اس موقع پر کامرید کے وہ اشعار یاد آجاتے ہیں جس چیز کی میں تلاش میں تھا آخر کار اس جامعہ کے نائب صدر سے مجھے شرف ملاقات حاصل ہوا اور ان کو زریں خیالات سے میں مستفید ہوا۔ میں نہیں جانتا اس وقت مجھے کتنی خوشی ہوئی جو اس وقت ضبط تحریر سے باہر ہے۔ انشاء اللہ میری یہ تمنا ہوگی کہ ہر وقت آپ کی جامعہ سے ہمارا برادرانہ رشتہ قائم رہے اور ہم دونوں بھائی دوست بدوش زمانہ کی ترقی میں کامیاب رہیں۔

یہاں یہ بیان کرنا بیجا نہ ہوگا کہ ہماری انجمن مباحثہ کے نائب صدر مولوی احمد علی خاں صاحب اور آپ کے سابق نائب صدر کے خیالات باطل مشترک ہیں۔ یہ دونوں اصحاب ملک اور وطن کے سچے جاں نثار ہیں۔ اداان لوگوں کے دلوں میں قوم اور وطن کی سچی محبت کوٹ کوٹ کھرہری ہے۔ آخر میں دعا کرتا ہوں کہ دونوں حضرات اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر قوم کی سچی اور حقیقی خدمت کریں اور ہمارے دلوں کو اپنے روشن خیالات سے منور کریں۔ اس کے بعد میں خدا حافظ کہتا ہوں۔

خود کو سنبھالے۔ اس کے بعد خاندان اور قوم و وطن کی خدمت کرے جس قوم میں مفلسی ہوگی وہ ہمیشہ تعز و ذلت میں رہے گی۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مفلسی کو کفر کے نہایت قریب ہوتی ہے۔ اگر ہندوستان سے مسئلہ برکات اٹھ جائے تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ بہت جلد ہر طوطی غلامی سے آزاد ہو جائیگا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر چیز کے قیام کیلئے ابتدا میں بہت سی دقیقیں پیش آتی ہیں لیکن بعد کو عمل گراں کام نہایت ہی بہتر اور مفید نتیجہ نکلتا ہے۔ موجودہ فراتر دکن نے جس دریا دی ہے جامعہ عثمانیہ کے قیام اور اسکو کامیاب بنانے کیلئے روپیہ بہایا ہے ہر شخص اس سے باخبر ہے۔ اور آپ کے زمانے کا یہ نہایت ہی شاندار کارنامہ ہے جو صفحہ ہستی سے ہرگز مٹنے والا نہیں ہے۔ ہم اس موقع پر دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم ہمارے فرماں روا کے عمر و اقبال میں ترقی عطا فرمائے اور انکو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا کرے جامعہ عثمانیہ نے ابھی غامی ترقی حاصل کر لی ہے۔ سرسبز ترجمہ و تالیف میں آئے دن بہت سی کتابیں ترجمہ ہو رہی ہیں۔ اس یونیورسٹی کے کئی کالج بر شعبہ کیلئے علمی و کھول دئے گئے ہیں چنانچہ انجینئرنگ کالج۔ عثمانیہ ہاسپٹل کالج وغیرہ وغیرہ سرگرمی اپنی اپنی کاموں میں مصروف ہیں۔ اور ہر شعبہ میں اس یونیورسٹی کے طلباء نے اپنا نام پیدا کیا ہے اور مغربی درسیات میں بھی خاص امتیاز حاصل کیا ہے۔

ہم جامعہ طیبہ دہلی کے نائب صدر سے مل کر بہت خوش ہوئے ہمارا اس جامعہ سے ایک روحانی تعلق ہے۔ اور دونوں درسگاہیں ایک بار وطن کی گود میں سرسبز اور پھل پھول رہی ہیں۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ دونوں جامعات کے نائب صدور میں جو ملاقات ہوئی اس نے دونوں میں ایک رشتہ پیدا کر دیا ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ جامعہ طیبہ دہلی کے پروفیسر اور طلباء ہم سے برادرانہ تعلق پیدا کریں اور ہماری جامعہ کے میگزین "جملہ" کو اپنے زریں خیالات سے فائدہ پہنچائیں گے۔

یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ مولوی عبدالحکیم صاحب خلافتی کیلئے جرمی تشریف لے جاتے ہیں خداوند کریم ان کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا کرے اور صاحب موصوف بعد واپسی وطن اپنے ملک قوم اور برادرانہ وطن کو اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں۔

میں نے ایک مرتبہ بیامِ سلیم کے پچھ کو اپنے دوست کے پاس دیکھا

کتاب

جاریار

شائع ہو گئی

حضرت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاکیزہ سبق آموز اور ولولہ انگیز حالات میں بڑی پیاری کتاب ہے جسے مشاہیر علماء اور مستند متقیہ نگاروں نے بجا پسند کیا اور انہیں تعلیم کے لئے نصاب تعلیم کیلئے منتخب کیا ہے۔ جامعہ طیبہ دہلی اور مدارس اسلامی میں اہل نصاب سے مولانا عبدالحکیم صاحب ریاضی مدخلہ فرماتے ہیں اسی سلیس و متکثف عبارت میں لکھا گیا ہے جو کہ سیکھنے والے کی اس توفیق خیر برتر ہوگا کہ مولانا عبدالحکیم صاحب قادیان فرماتے ہیں یہ کتاب مفید اور فائدہ عام کا خزانہ ہے۔ جو ہم ۱۳۳۸ھ میں لکھنے کے بعد اسلامی دنیا کا نقشہ بہترین کتابت و طباعت کیلئے پیش کردہ اور دیدہ زیب۔ قیمت بجا

۱۲۷۷ھ کے مرتبہ
مکتبہ جامعہ طیبہ دہلی

کوائف جامعہ

کہ نہ کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے اور امتیازاً تمام لوگوں کو ٹیکے وغیرہ گواہے گئے۔ کوئی ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ تک تو حالت سنبھلی رہی لیکن مہوے کے رک جانے اور گرمی کے سخت ہونے کی وجہ سے پھر سیکڑ شکایت شروع ہوئی لیکن حالت بھی دوبارہ روزے زیادہ قائم نہیں رہی۔ فیصلہ کی ذلت اس امید پر کر سہی ہوتے ہی بیانی آئی مہوہ بالکل درست ہو جائیگی۔

جیتند زنا تھ داس کے انتقال کی خبر جس روز جامعہ میں پہنچی، اُسی وقت کالج و مدرسہ فقیرہ میں چھٹی ہو گئی۔ لڈریری خیر آباد ایک جلسہ طلباء اور اساتذہ کا اس شہید حق کے نام و علم شہری میں منعقد کیا گیا۔ شام کو طلباء کالج کی انجمن اتحاد کے ماتحت ایک خاص جلسہ لوگوں کا ہوا جس میں مزید رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

اس سال سے جامعہ میں اسکاؤٹ بھی شروع ہوا ہے۔ چیکے لئے حلقہ یو۔ بی۔ کے اسکاؤٹ ماسٹر مشررتن ہر ہفتہ تشریف لاتے ہیں۔ بھوسٹے لڑکے خاص دیکھیے رہے ہیں اور اس سٹر صاحب کو امید ہے کہ چھوٹے بچوں اور متوسط افسر لڑکوں کی نوایاں بہت اچھی ہو گئی۔ برسے لڑکے بھی اکثر تھلیں تو ان کی جماعت بھی اچھی خاصی بن سکتی ہے۔

نئے سال سے جامعہ کے اندرونی انتخابات میں سب سے بڑی تبدیلی جو ہو رہی ہے، وہ ہر روز ٹنگ کے کھانوں کا علمدہ علحدہ ہو جانا ہے۔ اس سہولت میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کوئی شکایت عام طور پر نہ رہے گی جو مرکز صحت میں لازمی تھی۔ بلکہ ہر روز دار لاقامہ اپنے مذاق اور پسند کے مطابق اپنے کھانوں کا انتظام کر سکتے۔ طالبہ اس جدید انتظام سے بہت خوش اور مطمئن نظر آ رہے ہیں۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس سال ہماری جامعہ سے دو صاحبزادیوں نے تعلیم حاصل کرنیکی غرض سے گئے ہیں۔ علیہ السلام صاحب عربی زبان و ادب میں

ربیع الاول کے مقدس مہینے میں جامعہ کی قدیم روایات کے مطابق اس سال بھی میلاد مبارک کی محفل منعقد ہوئی جس میں ہماری خوش فہمی سے مولانا آزاد سہانی صاحب بھی موجود تھے۔ طلباء کا چینی، ہسٹری، عربی فارسی، ہندی، اور اردو زبان میں نعتیہ نظموں کے پڑھنے کے بعد مولانا موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ثبوت پر ایک گفتار تک تقریر فرمائی۔ جلسہ میں طیبہ کالج، قزول باغ اور شہر کے لوگ بھی شریک تھے۔

اس سے چند روز بعد جامعہ طیبہ کے مدرسہ شاخ واقع بارہ ٹوٹی میں بھی ایک محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں چھوٹے چھوٹے بچوں نے نعتیہ نظمیں پڑھیں اور متعدد لڑکوں نے مل کر "ہمارے نبی" اور "ہمارے رسول" کے جتنے حصے جسے زبانی تقریر کی صورت میں سنائے۔ آخر میں مولانا آزاد سہانی صاحب نے ہمارے نبی اور رسول کے مکارم اخلاق اور اُسوۂ حسنہ بیان فرمائے جس سے حاضرین بہت مستفیض ہوئے۔

اول نمبر میں ڈاکٹر انصاری صاحب، عبدالحجید خواجہ صاحب سابق شیخ اسحاق جامعہ اور ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب جامعہ کے لئے فرامی سرمایہ کی غرض سے بھوپال اور حیدرآباد تشریف لے گئے تھے۔ انہی دنوں مہاتا گاندھی جی بھی سرکاری مہمان کی حیثیت سے بھوپال میں موجود تھے آپ نے اپنی ملک تقریر میں جامعہ کا خاص طور سے ذکر فرمایا جس سے ریاست کے تمام لوگوں پر خاص اثر پڑا ہوگا۔ امید ہے کہ بھوپال کے لوگ جامعہ کی نہایت فرخ حوصلگی سے مدد کریں گے۔

پچھلے دنوں دہلی باخصوص قزول باغ کی آب و ہوا، کچھ خراب ہو گئی تھی ستمبر کے پہلے ہفتے میں یہاں کچھ ہفتہ کی شکایت پیدا ہوئی اور طیبہ کالج کے تین طالب علم اس مرض کے شکار ہو گئے۔ جس سے کالج نگر ایک ہفتہ کو لے بند ہو گیا۔ جامعہ کھیلے ہیلتھ افسر اور دوسرے ڈاکٹروں نے یہ مشورہ دیا

۱۱۱ ڈگری لیس گے اور عبدالحجید صاحب زیری فلسفہ میں۔

جیسی کرنی پسینی

ایک قربان کر دوں گی لیکن باوجود اس تلاش کے بھی میں اگر میں کامیاب نہ ہوں تو ملکِ عظمیٰ کی خدمت میں اس کا ذکر کر دوں گی جہاں پناہ اپنے کچھ پیدا کو بھیج کر فراہم کر لیں گے لیکن آخر اس کے بعد اس نے ایک نہایت عجیب و انتہائی یکے ہوئے لومڑی نے اپنی باتیں جانب ڈرا کر دیکھا اور اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا چنچا داس دو ایس ایک دوست کی جان کا زیاں ہے لیکن جہاں پناہ اہم سب کی جانیں اس کی سلامتی کے مقابل میں بیچ رہیں اور اگر ہم سب کی جانیں حضور پر قربان ہو جائیں اور خدا نے قدس حضور کو نذرستی دے تو اس سے کیا ہتھی کر شمشیر بہت ہی بے تاب ہو کر دریافت کیا کہ آخر اس دو کا کام بھی؟ لومڑی نے کہا جہاں پناہ کیا عرض کروں ایک بڑے تجریک اور فلسفیانہ دماغِ جراح نے بتایا ہے کہ اگر میرے کاگردہ ہیں کراس کالیب لگایا جائے تو حضور کی کلائی ایک ہی روز میں ٹھیک ہو جائے گی پھر میرے کاگردہ بڑی کے جوڑ کیلئے مومیائی سے زیادہ نفع کر لے۔ وہ چھپخوڑ بھیڑیامی وہیں موجود تھا۔ لومڑی کے بیان کا آخری جملہ سنکر سہم گیا۔ اور ابھی اس کا جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ دو چہرہ دار حیثیتوں نے جو شہر کے دائیں بائیں مرچھکائے بیٹھے تھے فوراً پھرتے ہوئے لپٹے اور بچھاڑ کر گردے صاف نکال لئے لومڑی نے اس منظر کی ابتدا ہی میں یہ کہتے ہوئے جھگ کی راہ لی۔

مَنْ حَفَّ بِسُرٍّ لَاخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ

(چاہ کن راجپاہ درپیش)

ایک جھگ میں ایک شیر بادشاہ تھا کہ ایک چھوٹی سی چوہنا اس کے قریب آگئی اور اس کے جسم پر چڑھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگی جب شیر کی کلائی پرانی تو وہ چونک بڑا اور اپنی کلائی کو زور سے جھکا دیا۔ اتفاق سے اس کی کلائی ایک پتھر پر اس نذر سے لگی کہ ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس تکلیف کی وجہ سے شیر نہ اٹھ سکتا تھا اور نہ تیس آجا سکتا تھا جب جھگ کے جانوروں کو اس کی مصیبت کا حال معلوم ہوا تو سب کے سب باری باری سے اس کی مزاج پرسی کے لئے آنا شروع ہوئے لیکن لومڑی نہیں گئی۔ پھر میرے موقع غیبت جان کر شیر سے کہہ دیا کہ دیکھو حضور آپ کی سب رعایا تو حاضر ہوئی مگر لغت لومڑی نہیں آئی۔ مجھ میں نہیں آتا کہ یہ حقیر سا چارو اس قدر مغرور کیوں ہے۔ شیر کو بھی اس کا خیال ہوا اور لومڑی کی غیر حاضری اسے بہت ناگوار معلوم ہوئی جھگ کو بولا کہ اچھا کھنت کی اس حرکت پر کافی گونجالی کچھ بولی۔ لومڑی کو جب اس جھگ کی خبر تھی تو اگلے ہی دن دوڑتی ہوئی آئی اور جھگ کو سلام کر کے کہنے لگی کہ جہاں پناہ آج سے اس کینرے حضور کی علالت کی خبر سنی ہے دعا کی جتوین تمام جھگوں میں باری باری پھری ہر اسی پریشانی میں ایک روز ایک بوڑھے کلنگ سے ملاقات ہوئی جو کہ گردن جھکائے ہوئے خدا کی یاد میں مشغول تھا۔ اس خدا ترس تجربہ کار کلنگ سے آپ کی علالت کا حال بیان کیا۔ کلنگ نے کچھ عرصہ تک تو گردن کو جھکائے رکھا اور بڑی سوچ سوچ کے بعد جواب دیا کہ دو نہایت عجیب اور سریع الاثر ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو کس طرح حاصل کر سکتی ہیں نے کہا اہل تو میں نہ ہوں خود اس کی فراہمی میں کوئی کسر نہ تھا مگر کوئی جھگ کے بادشاہ کے لئے اپنی جان

اسلامی قانونِ جداری یہ اسلامی تعزیراتِ ہند ہے جس میں اسلام کے قانونِ فوجداری نہایت مستند کتابوں سے ترتیب کے ساتھ اکٹھا کئے گئے ہیں۔ عربی عبارت کے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ بھی ہے۔ یہ کتاب سلطان ریاستوں کے

دکلا اور عدالتوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ یوں بھی قانونِ پیشہ حضرات اسے اپنے مطالعہ کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ فقہانی چھپائی نہایت عمدہ، کاغذ بہت دیر معیات کوئی ساڑھے چار تو۔

منہ کا پتہ منیجر دارالمصنفین اعظم گڑھ

سائنس

کیا کپڑے مکوڑوں میں بھی عقل ہوتی ہے؟

تمام انسان میں دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک جبلت (موسسات) اور دوسری ذہن (موسسات)۔ جبلت کا یہ فاصلہ ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے، وہ بلا ارادہ اور آپ سے آپ کرتا ہے۔ بچہ محبت سے اپنی ماں کی طرف ہلکتا ہے، یہ اس کی جبلت ہے۔ اس میں چوپائے اور پرندے سب داخل ہیں۔ دوسری چیز ذہن اور عقل ہوتی ہے۔ اس میں انسان کے ارادے اور قصد کو دخل ہوتا ہے۔ انسان سمجھنے کے لئے مکان بناتا ہے اس میں اس بات کا خیال چلے رکھ لیتا ہے کہ مکان جاڑے، گرمی، برسات ہر موسم میں اس کے لئے آرام و آسائش کا باعث ہو۔ یہ بات چرند و پرند میں اب تک سمجھی جاتی ہے کہ نہیں ہے لیکن حال کی جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں اور پرندوں میں بھی ذہن و عقل ہوتی ہے، حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی قدرت کا ملکہ اس عطیہ سے خالی نہیں ہیں ان کے اکثر کاموں میں بھی عزم و ارادہ اور ترتیب و نظم کو دخل ہے۔

مثال کے طور پر ایک بھڑگو کو۔ جب وہ اپنا جھتہ بنا لیتی ہے تو اس کے بعد وہ اس کے گرد گئی چکر لگاتی ہے۔ پہلے چکر ذرا چھوٹے ہوتے ہیں، پھر بعد میں وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے جھتے کے ماحول سے پوری طرح واقف ہو جائے۔ واقعیت اپنے ذہن میں حاصل کرنے کے بعد اب وہ بھگن میں اپنے کام سے جاتی ہے اور خوب گھومنے پھرنے کے بعد وہ سید سے اپنے جھتے میں لوٹ آتی ہے۔ اگر جھتہ بناتے وقت اس کی نیت لوٹنے کی نہیں ہوتی تو وہ اس کے ارد گرد چکر نہیں لگاتی بلکہ یوں ہی سرسری طور پر گھوم دیر میں ٹھیکہ دار آجاتی ہے۔ یہی حال شہد کی بھی ہے۔ تم کسی شہد کے جھتے سے کسی بھی کو پکڑ لو اور اسے دور بجا کر چھوڑ دو، پھر دیکھو کہ وہ کسی سید سے اپنے جھتے میں واپس آجاتی ہے۔ اس کا سبب بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنا شہد کا جھتہ بناتے وقت اس کے گرد و پیش سے خوب واقفیت حاصل کر لیتی ہے

اور اسے بخوبی اپنے ذہن میں محفوظ رکھتی ہے۔ اس کے برعکس کسی ایسی بھی کڑا جو ابھی کسی جھتے میں نئی نئی پیدا ہوئی ہو اور اس نے یہ فنر لٹے نہ کی ہو۔ اسے پکڑ کر کسی دوسری جگہ لے جاؤ اور وہاں سے چھوڑ دو پھر دیکھو وہ کسی جھتے میں بھرتی ہے اور کبھی اپنے جھتے میں واپس نہیں ہو سکتی۔ بالکل ذرا مختلف مثال کسی زمین پر رہنے والے کیڑے کی، مثلاً وہ چوئیاں جو آہ کھیتوں میں اپنا گھر بناتی ہیں۔ تم نے شاید کبھی غور کیا ہو کہ وہ کس طرح پہلے پتوں کو اکٹھا کرتی ہیں اور جب وہ اس کام کو ختم کر لیتی ہیں تو کس طرح اپنے کو ایک جی سے دوسری جی پر بھلا دیتی ہے اور ایک جی کو اپنے منہ سے پکڑ لیتی ہیں اور دوسری کو بھلی مانگوں سے۔ پھر وہ ان کو کھیتی میں اور دونوں بنیاں ایک دوسرے کے قریب آجاتی ہیں۔ اگر تینوں کے درمیان فاصلہ اتنا ہوتا ہے کہ ایک چوئی بنانا ایک جی سے دوسری جی تک نہیں پہنچ سکتی تو کئی چوئیاں لکڑا سیں ہیں ایک ریچر بنا لیتی ہیں۔ ایک چوئی دوسری کی کمر کمر لیتی ہے اور اس طرح لمبائی دوگنی ہو جاتی ہے۔ اگر فاصلہ اور بھی زیادہ ہو تو کئی چوئیاں باہم مل جاتی ہیں۔ ایک بات ان میں خاص اور ہوتی ہے اور وہ یہ کہ ان کی یکشش باہم مخالفت نہیں ہوتی بلکہ سب لکڑا ایک ہی طرف زور لگاتی ہیں۔

لیکن یہ تو ان کا صرف آدھا کام ہے، بقیہ آدھا ان تینوں کو باہم جوڑ کر گھر بنانے کا ہے۔ یہ جب تینوں کو باہم ملا لیتی ہیں تو اس وقت سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انھیں باہم کون کون سے تاکہ وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونے پائیں۔ اس کے لئے وہ یہ کرتی ہیں کہ ہر ایک جی اپنے اپنے منہ میں ایک جھنسا مار کر لے کر آتا ہے اور لٹاتی ہے جسے وہ ایک جی کے بازو سے لکڑا دوسری جی کے بازو تک دھککا دیتی ہے اور اس طرح ان دونوں جیوں کے درمیان ایک کپڑے کی چادر پڑ جاتی ہے جو ان کو باہم جوڑ دیتی ہے

تاریخ
سلسلہ اکابرین ہند

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیا

والی عورتیں بھی ذکر و ورد کرتی ہیں۔ اس کے بعد اس نے شیخ فرید الدین گنج شکر کی صحبت کا حال سنایا اور کہنے لگا کہ ظاہر میں اگرچہ فقیر معلوم ہوتے ہیں لیکن باطن کے اعتبار سے وہ بادشاہ ہیں۔ بزرگی و کرامت اور مہر و اتقا میں وہ اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمت کا قاسم بنالیا ہے۔ حضرت فرید الدین گنج شکر کے یہ حالات سن کر شیخ کی آتش شوق بھڑک اٹھی اور وہ شیخ نجیب الدین متوکل کی وساطت سے جو دھن آپ کی خدمت میں مضطرب اور پروانہ وار پہنچے۔ وہاں شمع انتظار پلے ہی سے کھڑی جل رہی تھی خدمت اقدس میں پہنچے تو حضرت گنج شکر کی زبان پر یہ شعر تھا:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ

سیلاب اشتیاق جا بنا ہے آپ کربہ

غرض مرشد کی صحبت میں کچھ عرصہ کب فیض اور قیام کے بعد خرقہ و خلافت عطا ہوا اور پایہ تخت دہلی کی ولایت سپرد کی گئی کہ پس اس روحانی سلطنت کا دارالخلافہ بھی قائم ہوا اور یہیں سے اس آفتاب روح و عرفان کی کرنیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں نہیں غرض المام فیسی سے حضرت نظام الدین نے شہر دہلی سے کچھ دور ایک موقع فیض کو اپنا مسکن و مرکز بنایا۔ آپ کا لقب اگرچہ سلطان السلاطین تھا لیکن فقر و فاقہ کا یہ حال تھا کہ آپ مع اپنے رفقاء کے چار چار روز تک آتر روزے رکھتے اور پھر بھی افطار کے لئے کچھ میسر نہ ہوتا۔ پاس ہی ایک غریب رسی بنے دلی بوٹھیا رہتی تھی، جو دن بھر رسی بٹ کر شام کو اتنے پیسے بمشکل لاتی کہ اس سے (جو کا اٹما خریدتی اور) اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی۔ ایک دن جب اس نے اپنے ان ہمسایوں کا حال سنا تو اس سے نہ رہا گیا اور اس نے اپنا پیٹ کاٹ کر اس کا ڈھیر چھڑکا۔ آپ کے ہاں دسے آئی۔ شیخ نے اپنے ایک مرید کو حکم

آپ ہندوستان کے ان چند بزرگوں میں ہیں جن کے فیض و برکت کا کاسرچند اب تک جاری ہے۔ دہلی میں آپ کا نہایت عمدہ مزار ہے جو ایک بہترین عمارت ہو نیلے علاوہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لئے کائناتِ قلب اور سکونِ روح کے حصول کا باعث ہے۔

آپ ۷۷۷ھ میں پیدا ہوئے جب کہ دہلی کے ایک مشہور بزرگ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اور آپ کے لئے جگہ خالی کر دی۔ آپ کے مورث اعلیٰ بخارا کے منجور لے تھے اور سب سے پہلے لاہور میں دار و دہوئے اور یہیں آپ کی ولادت ہوئی لاہور سے آپ پہلے بڑاؤں تشریف لائے جو اس زمانہ میں علم و فضل کا مرکز تھا۔ اسی آپ باجی سال کے تھے کہ باب کبابہ سرے اٹھ گیا اور آپ نے اس کے بعد اپنی ماں کے آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ قدرت کی عطا سے آپ ایک تیز طبیعت اور اچھا ذہن لے کر آئے تھے، ۱۰ سال کی عمر کو پہنچے پہنچے آپ نے تمام علوم و مذہب حدیث و تفسیر اربعہ و نحو، منطق و معانی سب سیکھ کر ڈالے۔ ۱۷ برس میں سال سر پر دستاویز فیض رکھی گئی لیکن آپ کی سیرانی اس علم سفینہ سے بھلاک ہو سکتی، آپ کو تو علم سینہ کی تحصیل کا شوق تھا۔ ۲۰ سال کی عمر تک آپ ایک برس بزرگ گنج نجیب الدین متوکل کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اور انہی کی وساطت سے آپ کی رسائی ہندو کے ایک برس بزرگ شیخ فرید الدین گنج شکر کے دربار میں ہوئی جو شیخ نجیب الدین متوکل کے بھائی تھے آپ ہی کے ہاتھ پر آپ بیعت ہوئے اور یہیں سے آپ کو خرقہ و خلافت عطا ہوا۔

حضرت گنج شکر کی زیارت اور آپ سے شرف بیعت حاصل ہونیکا ایک عجیب واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک دن ایک قوال باہر سے گھوم پھر کر آیا اور شیخ سے اپنے سفر کے حالات بیان کرنے لگا۔ دوران گفتگو میں وہ کہنے لگا کہ ایک درویش شیخ بہار الدین نیکریمالہ کی کے ہاں قوالی سنانے گیا آپ ایک نہایت مہربان فرماؤں اور بزرگ شخص ہیں۔ آپ کے فیض و صحبت کا یہ اثر ہے کہ آٹھ گز

دیا کہ ہانڈی میں پانی ڈال کر چولے پر رکھ دیا جائے تاکہ جوش گئے استے میں ایک گڈری پوشش فقیر آیا اور اس نے کھانا طلب کیا شیخ نے فرمایا، آئے میں پانی ڈال کر چولے پر رکھ دیا گیا ہے۔ ذرا ایک دم آجائے تو حاضر کیا جائے، فقیر نے کہا، بیٹس ابھی لاؤ حضرت خود آٹھے اور کپڑے سے جلتی ہوئی ہانڈی پکڑ کر فقیر کے سامنے لا رکھی۔ فقیر نے ہانڈی میں ہاتھ ڈالا اور گرم گرم لقمے نکال کر کھانے لگا۔ جب سیر ہو چکا تو ہانڈی اٹھا کر ٹپک دی اور کہا کہ نعمتِ باطن تو حضرت فرید کے دربار سے مل چکی ہے۔ اس ظاہری نان و نمک کی ہانڈی کو بھی میں نے ٹپک دیا، تاکہ آپ سلطان ظاہری و باطنی دونوں میں۔ یہ کہا اور کمرہ نظر دوں سے غائب ہو گیا اس کے بعد سے نذر و بدلے کی یہ کثرت ہوئی کہ شمار و حساب میں نہیں آ سکتی۔

غیاث پور کو آپ نے اپنے قیام و سکونت کیلئے جس مقصد سے اختیار کیا تھا وہ سکونت و تنہائی کے خیال سے تھا لیکن سلطان غیاث الدین بلبن کو انتقال کے بعد حبیب عز الدین کعبا کو نانا آیا تو اسے اسی مقام کو اپنا پایۂ تخت بنانا چاہا حضرت نظام الدین نے جب یہ خبر سنی تو بہت تردد ہوا اسی فکر و تشویش میں آپ ایک بوڑھے جوئے تھے کہ ایک نوجوان شخص سامنے سے نمودار ہوا اور یہ شعر پڑھا

روئے تو مژدہ می نہ دانتی کا گشت نمائے عالمے خواہی شد

اجس روز سے کہ آپ کا مذکر آسمان شہرت پر چمکے، آپ کو نہیں معلوم تھا کہ دنیا والوں کی انگلیاں آپ کی طرف اٹھیں گی، پھر اس کے بعد یہ سمجھانے لگا کہ خلق سے دور رہ کر اگر خالق کے بندگی کی تو کیا کیا، تعریف و توجہ ہے کہ جلوت میں جلوت کی کیفیت پیدا کی جائے اور خدمتِ خلق خود خالق کی سب سے بڑی عبادت ہے، اس کے بعد آپ نے اس فرشتہ الہی کی کچھ خاطر و توضیح کرنی چاہی لیکن اس نے ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ اس وقت آپ نے سمجھا کہ میرے اس ارادہ سے اسکو اتفاق نہیں ہے، اسی وقت آپ نے اپنا ارادہ فتح کیا اور اس شخص نے نہایت خوشی کے ساتھ ہاتھ بٹھایا، کھانا کھایا اور نظروں سے غائب ہو گیا۔

سلطان السلاطین نظام الدین اولیا ایسے بڑے جلیل القدر بزرگ تھے کہ آپ نے کبھی کسی سلطان یا تاجدار دنیوی کے دربار کی آستین ہی پاس کے آگے سر خم کرنا گوارا نہ کیا جو سر اس مالکِ حقیت کے سامنے روز و شب زمین پر رہتا ہو، وہ

مناسب نہیں کہ کسی تاجدار کے خاکہ آستان کا رہن منت ہو۔ اور دستِ قدرت بھی آپ کا اس معاملہ میں ہمیشہ معین و مددگار رہا۔ میان کرتے ہیں کہ جب سلطان علاء الدین خلجی کا انتقال ہو گیا تو سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے اس کے بیٹے خضر خاں کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ خضر خاں حضرت نظام الدین اولیا کا بہت بڑا متقد و مرید تھا، اس بنا پر بادشاہ کا شعلہ غضب اس طرف بھی پڑا اور چاہا کہ مرثیہ بھی خاتمہ کر دے لیکن تمام بادشاہی لشکر اور بھروسے بڑے تمام امراء و وزراء شیخ کے متقد و مرید تھے اس وجہ سے یہ جرات نہ ہوئی۔ اپنے غشیوں سے دریافت کیا کہ نظام الدین اولیا کا اتنا کثیر خرچ کہاں سے آتا ہے، قاضی غدر بھی شیخ کے اس اثر و اقتدار سے ہلتا تھا، ایک ایک کی چار چار لاکھ کی اور کتنے لاکھ کہ تمام ملازمین و متعلقین حکومت شیخ کے مدد و مرید ہیں، اور انہی کے مدروہ اپا سے یہ رقم آتی ہے۔ بادشاہ نے فوراً ایک حکم نافذ کیا کہ آج سے کوئی شخص شیخ کے ہاں آمد و رفت نہ کرے اور نہ کوئی تذروہ دیا یا پیش کرے۔ شیخ نے جو اس گدائے دنیوی کا یہ غیاب شاہی سنا تو اپنے خادم خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ آج سے لشکر خانہ کا خرچ دو گنا کر دیا جائے اور جس قدر رقم کی ضرورت ہو ظلاں طاق میں بسما اندہ کر کے ہاتھ ڈالا جائے اور بقدر ضرورت رقم نکال لی جائے۔ بادشاہ نے جو یہ خبر سنی اور یہ باجرا دیکھا تو آتشِ حسد سے جل اٹھا اور انتقام لینے کی ایک دوسری تدبیر سوچی۔ اس نے شیخ کو بل کلا بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح لمٹانی استے بڑے بزرگ مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور آج کل بھی میں غم سے ہوئے ہیں لیکن آپ دہلی میں ہو کر بھی ملنے نہیں آتے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگوں کا کبھی یہ دستور نہیں تھا کہ سگان دنیا کی آستان ہوسی کو جائیں بادشاہ نے جو یہ جواب سنا تو یہ کہتے ہیں کہ ساپ کی طرح جل کھانے لگا۔ اور کہا کہ شیخ کو میرے اس حکم کی تعمیل کرنی لازمی ہوگی۔

حضرت نظام الدین نے بادشاہ کے یہاں صناد اور مٹ دھری دیکھی سلطان محمد رشید شیخ غیاث الدین رومی کے پاس یہ پیام بھیجا کہ بادشاہ سے کہہ دیجئے کہ فقیروں کو بھیجا ستانے سے کیا فائدہ! اس میں وہ نقصان اٹھا جائے گے۔ معلوم ہوا کہ شیخ کی طبیعت بہت خراب ہے اور عجب اتفاق کہ چند ہی روز بعد شیخ کا انتقال ہو گیا۔

برکھارت

جامعہ دہلی کے سابق طالب علم مولوی شفیع الدین صاحب نے تریچنپور ڈرن سکول میں لکھے ہم بدل شکر گزار ہیں جنہوں نے یہ دلچسپ نظمیں ہدایت کی ہیں، امید ہے کہ قارئین صاحبانہ بھی انہیں پسند کریں گے۔ (ایڈیٹر)

آئے آئے بادل آئے
سودج نے بھی منہ کو چھپایا
ہر سوتا رکی چھپائی ہے
سجلی جبکی بادل گر جا
سرد ہوا کا جھونکا آیا
تے پھول سر پہ ہیں
ڈالی ڈالی جسم رہی ہے
نخعی بوندیں آئیں گی
پھر کبہ ملی پھوڑے گی
بنے گلے سب پر ناے
درا بھی سب جڑھ آئیں گے
پھیلے گی دریا کی روانی
پھر جب بارش تھم جائے گی
توں پر جو قطرے ہوں گے
دنگ برنگی پیاری پیاری
سبز سنہری نیلی نیلی
پی پی پیچھے اب گائیں گے
مور بھی اب جھنکارا نہیں گے
سبز ہر سو آگ آئے گا
تیر کیا لطف آئے گا

چاروں جانب گھر کرانے
ڈالا سر پر کالا دوشالا
ایسی جیسے رات آئی ہے
کڑھکا شکر ہر دل دھڑکا
دل کی گلی کو اس نے کھلایا
پودے اور شجر ہلے ہیں
سبزے کا منہ جو مری ہے
گرد و غبار مٹائیں گی
بارش ہونے لگا دھار پڑے گی
بھرجائیں گے ندی ناے
میدانوں میں بڑھ آئیں گے
ہر سو ہو گا پانی پانی
ریت اور مٹی جم جائے گی
گویا موتی بکھرے ہوں گے
بانگی ستھری سب سے نیاری
شان کے ساتھ دھنکے گی
اور مینڈک بھی تراپیں گے
مست بھی سب بھارائیں گے
ہر ایک کا جی بلانے گا
غم کا بادل پھٹ جائے گا

اسلام اصولی حیثیت سے

مجال ہے۔ یہ باتیں غور و فکر کی محتاج نہیں مگر چونکہ یقینی ہیں، اس لئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتی ہیں۔
اسلام نے چونکہ اس بات کی ذمہ داری سلی ہے کہ ان بولنے والے حیوانوں کو مکمل انسان بنادے۔ اس لئے ہر نے ان تمام اصول کا احاطہ کر لیا ہے جو اس مقصد کیلئے مفید ہوں۔

اسلام نے اپنی آواز کو جو سقوت بلند کیا تو اس کا ماحول ناپاکیوں سے آلودہ تھا اور دنیا کا حسن کے صرف نقش یا تلفظ سے واقف تھی۔ اس نے روحانی اور ظاہر ترقی کے اسباب بطور اصول کے منضبط کیے۔ اور ایک اصول یہ بھی بتایا کہ انسان فضائل اور اخلاق کو اپنی طبیعت ثانی بنائے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اسلام ہی نے اخلاق و فضائل کو حیات ثانیہ بخشی۔

اور اپنی اس بخشش کا شکر یہ حیدر الفاظ میں نہیں طلب کیا بلکہ اس کا مطالبہ وہی تھا جو شرکی اصل حقیقت ہے کہ ہر چیز کا استعمال اس کے وقت پر کرنا چاہئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ان تمام بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں کو نیست و نابود کر دیا جو انسانی پیشانیوں پر بد نما داغ تھیں۔ اور وہی انسان جس کی کل تک کوئی حیثیت نہ تھی، اسکی عزت، قدر اور قیمت بڑھا دی۔

یہ تمام باتیں ایک خاص تخیل کے ماتحت وقوع پذیر ہوئی ہیں گو لوگ انہیں اپنا ایک فرض منعی سمجھ کر واجب العمل سمجھتے تھے۔ مگر دراصل وہ ہی ان کی باگیا اور ہلاکت کی جزا تھیں، اسکا نام اندھی تقلید تھا۔

یہ دنیا کے لئے ایک مہیب حربہ ہلاکت تھا۔ دنیا برسوں اس کا شکار رہی مگر اسلام نے اس کو برہنہ و ریزہ کر کے تہ خاک کر دیا۔ اسلام نے تعلیم و تعلم کا سبق ضرور دیا مگر کسی تفریق کو رد و انہیں رکھا۔ اس نے ہر ایک دنیا دار کو مساوی طور پر شری کتابوں اور مسائل کے سمجھنے کا حق دیا۔ اور کسی خاص قوم، فرقہ یا گروہ کی تخصیص نہیں کی۔ اسلام کی ہی شان ابتداء سے لیکر اب تک اپنی اصلی صورت میں باقی ہے (باقی آئندہ)

دنیا میں اس وقت بشمار مذاہب ہیں، اور ہر ایک مذہب کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کم و بیش فرق کے ساتھ اپنے اندر اچھائیاں اور برائیاں رکھتا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی اگر کسی مذہب کو بہتر اور ضروریات انسانی کو پورا کرنے والا کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ ذیل کی شہادتیں خود اس حوتے کو ثابت کر دیں گی۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام ہے کیا چیز؟
اسلام کے معنی ہیں اطاعت اور اقرار قلبی اس بات کا کہ میں اُس نظر نہ آیا ہوا ہستی کا جبکہ حکم ہر ایک شے میں جاری اور ساری سے اور جسکا اقرار باوجود سعی و سہار کے ہر قدم پر ہمیں مجبوراً کرنا پڑتا ہے، اور اسی کے ساتھ اس برگزیدہ مخلوق کے صحائف اللہ ہونیکا اقرار کرنا جو ہم تک اس پیام کے پہنچنے کا واسطہ بنے ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں اس طرح کہئے کہ اسلام نام ہے اس مذہب کا جو آنحضرت پر نازل ہوا اور جس پر صحابہ کرام کا عمل درآمد ہوا۔ اور انہو اہل سلاطین کو اسی پر عمل کرنا حکم دیا گیا۔

اسلام میں سب سے بڑی چیز جسے مرکز رکھنا بالکل صحیح ہے، وہ توحید ہے۔ اور توحید کا اقرار صرف لفظ سے ختم نہیں ہو جاتا کہ زبان سے اس نادریدہ ہستی کو ایک کدیا جالے بلکہ علی حیثیت سے ان تمام مخلوقات کو فنا کر دینا جن سے ذر بھی شکرت خیال پیدا ہو سکتی ہو۔ اور یقیناً کہ اس مرتبہ کو حاصل کر لینا ہی توحید ہے۔

اسلام نے ہر ایک اہل ایم ترین چیز کی تعلیم دی۔ اور حقیقت میں وہی اہل فضیلت کا بہترین ثبوت ہے کہ وہ بغیر یقینی دلائل کے جن کے ادراک کا اختتام ہمارے حواس پر ہوتا ہو۔ یا انکی ترکیب بدیہات سے ہوئی جو جن میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے تسلیم کر کے ان باتوں میں دیتا جیسے کہ ہم اس بات کا فوراً یقین کر لیتے ہیں کہ وہ تمہارا چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ یا ایسی دو چیزیں جن میں ایک کا وجود بغیر دوسرے کے ضروری ہوں ایسی دو چیزوں کا ایک وقت معدوم ہونا

تاریخی قصہ

ایک وزیر کی بادشاہ کو نصیحت

نہ ملیں گے بلکہ وہ جا بجا تھا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ان جیسے بہترے اور بھی ہیں اور جو ان کے فرائض کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور یہ شخص ان کی بقا ہے کہ وہ ان عہدوں پر مامور کئے گئے ہیں، لہذا انہیں ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بادشاہ کا اپنے درباریوں کو مایوس کرنا

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن سلطان ابراہیم غزنوی نے دربار عام کئی عہد تمام امراء اور اہل دربار جمع ہوئے۔ یہ سکن بادشاہ بہت متفکر و متیار بادشاہ کی سے کچھ نہ بولا ہاں تک کہ نظر کا دقت آگیا۔ وزراء یہ دیکھ کر بہت متفکر ہوئے لیکن کسی کی یہ عبت نہ ہوئی کہ بادشاہ سے اس کی خاموشی کا سبب پوچھے بالآخر درباریوں میں سے ایک شخص جو بادشاہ کا بہت منظور نظر تھا، آئے بڑھا اور دریافت کیا کہ جہاں پناہ! آپ اس دبیعت کر کیوں ہیں؟ بادشاہ نے فرمایا کہ میری سلطنت کا سب سے بڑا رکن یعنی امیر عجب بہت متعین ہو گیا ہے اور اس کا سفینہ حیات اب موت کے قریب آگیا ہے۔ آج جیسے اپنے تمام درباریوں کی طرف نظر اٹھاتا ہوں تو ایک کو بھی میں اس لائق نہیں پاتا ہوں جو اس کی جگہ لے سکے۔ درباریوں نے عرض کی جہاں پناہ! آپ کی آنکھ مثل آفتاب کے روشن ہے اور اپنے اندر نہایت قوی اثر رکھتی ہے جو پتھر کو کھل بنا دیتی ہے اور خاک کو سونا کر دیتی ہے۔ اگر آپ کسی کو ذرا تعلیم و تربیت کریں تو وہ فوراً بڑے سے بڑا کام کرنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ بادشاہ سے فرمایا: بیشک یہ صحیح ہے لیکن آفتاب باوجود اپنی بڑی منور سے ہونے کے فوراً تو پتھر کو کھل نہیں بنا سکتا، اور اگر یہ ایک کیما کر سونا بنا نا چاہتا ہو پتھر بھی وہ بغیر ضروری سامان کے تو کچھ نہیں کر سکتا۔

سلطان ابراہیم غزنوی نے تخت نشینی کے بعد سب سے پہلا ارادہ یہ کیا کہ وہ اپنی سلطنت کو ایک مضبوط اور حکم بنیاد پر رکھے۔ بلوچوں کے حملے اور اپنے پیش رو حکمرانوں کی کمزوری سلطنت کے معاملات میں ایک بڑی بددلی پیدا ہو گئی تھی اور ملک کا انتظام نااہل لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے خواجہ ابوالقاسم حصیری کو بلایا جو عین الدولہ محمود کے معتمد حکام میں سے تھے اور جو فہم و ذکاوت میں اپنے تمام معاصرین میں ممتاز تھے۔ بادشاہ نے ان سے رائے پوچھی تو ابوالقاسم نے کہا کہ ایک ن حکم کہ وہ جہاں پناہ کے دادا سلطان محمود کی طرف سے علاقہ خاں حاکم اور دارالمنہر اور ترکستان کے پاس بھیجے گئے تو انہوں نے علاقہ خاں کو جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عقل مند شمار کیا جاتا تھا، یہ کہتے ہوئے شکرانہ سلطنت کی مثال ایک باغ کی ہے اور بادشاہ اس کا باغبان ہے وہ اگر اچھا باغ لگنا چاہتا ہے تو اس کو اس میں تین باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے: اول یہ کہ ایسے پھل دار درخت ہوں جن سے فوراً پھل مل سکے، دوسرے یہ کہ ایسے درخت ہوں جن سے جلد پھل ملنے کی توقع ہو اور جو اگر پھل نہ دیتے ہوں، پھر بھی اپنے پھلوں اور خوشبو سے باغ کے لئے باعث زینت ہوں اور تیسرے ایسے پھولے چھوٹے پودے ہوں جو کچھ عرصہ بعد پھل لانے والے ہوں جب بڑے درخت پرنے جو کہ خشک ہو جائیں تو باغبان انہیں انہیں کے لئے استعمال کرے اور چھوٹے پھولے پودوں کو ان کی جگہ نصب کرے جو اپنے وقت پر پھلیں پھولیں تاکہ باغ کبھی بے پھل پھول کے نہ رہے۔

سلطان ابراہیم نے یہ باتیں سن کر متحیر کر لیا کہ وہ اپنی حکومت کیلئے ان باتوں کو عمل میں لائے گا۔ جتنا کہ وہ ہمیشہ لائق اشخاص کی ایک ایسی جماعت تیار رکھتا جو حکومت کے عام فرائض کو انجام دے سکتی تھی، اور اس بات کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا کہ اس کے افسران یہ خیال نہ کریں کہ بادشاہ کا کام ان کے بغیر نہیں چل سکتا اور اگر وہ چھوڑ دیں تو ان کی جگہیں پُر کرنے کیلئے اشخاص

نہایت برج نژاد چلبخت آجھانی کے متعدد مضامین چلبخت و نگار ادبی و تاریخی مضامین کا مفید اور پُر اہم ماحولہ مجموعہ۔ (ریجنر مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی)

سلطان عبدالرشید کی سادہ لوحی

”مارنچ نامی“ میں لکھا ہے کہ جب سلطان عبدالرشید غزنی کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ اپنے ایک غلام توپان نامی پر خاص نظر پڑا۔ رکھنے لگے، چنانچہ روز بروز اس کی ترقی ہونے لگی یہاں تک کہ سلطنت کا تمام کاروبار اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ لیکن یہ شخص نہایت ذلیل طبیعت اور بدینہ تھا حتی الامکان امرا و دروہا کو ان کے عہدوں سے ہٹا کر چھوٹوں اور بزدلوں کو ان کی جگہ پر رکھنے کی کوشش میں رہتا۔ ان ہی میں ایک ابوسل رازقی بھی تھا جس نے اس کو خواجہ عبدالرزاق بن حسن ہمنہی کے خلاف لگا رکھا تھا۔ ابوسل نے خواجہ کے خلاف ہر قسم کے فریب و دغا سے کام لیا جس میں توپان بھی اپنے بغض و حسد کے ساتھ شریک رہا کرتا تھا۔ عبدالرشید کین، سادہ لوح اور ایک نا تجربہ کار شخص تھا۔ اس نے اپنے وزیر عبدالرزاق کو برخاست کر دیا اور جرنال بھی کر دیا۔

توپان کی نظر غایت خلیفہ لوپان نامی ایک اور کمینہ طبیعت ذلیل شخص پر پڑی اور اس نے اسے دیوان ریاست بنا رکھا تھا۔ خواجہ ابوطاہر حسن جو غزنی کے قدیم امرا میں سے تھے، عبدالرشید کے حکم کے مطابق ہندوستان سے خراج وصول کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ ہندوستان پہنچے تو انہیں ہر شہر اور قصبہ میں توپان کے کارندے ملے جو اپنے جبر و ستم سے لوگوں کو پریشان کر رہے تھے۔ خواجہ نے ان واقعات کی اطلاع انھیں

صاحب دیوان مرسلت کے پاس بھیجی، ابوالفضل نے اسے عبدالرشید کے پاس پیش کیا۔ اس نے توپان کو طلب کیا اور بہت سخت کر کہا۔ اس بنا پر توپان ابوالفضل سے اور جلنے لگا اور اس نے اس کے خلاف آہستہ لگائی۔ عبدالرشید نے اپنی سادہ لوحی میں آکر ابوالفضل پر جرنال کر دیا اور اسے قید خانہ میرٹھ کر دیا۔ اس کے بعد توپان غمناک ہو گیا اور اس نے خلیفہ لوپ کو پیشادار کے علاقہ کا حاکم بنادیا اس شخص نے یہاں آکر ظلم و ستم کی کوئی حد نہ چھوڑی اور تمام لوگ بڑی میں مبتلا ہو گئے۔

جب خواجہ ابوطاہر مشیا درپتے تو لوگوں نے ان سے خطیب توپان کی شکایت کی چنانچہ خواجہ نے اس کو طلب کیا اور بہت اعت ملامت کی۔ خطیب نے خواجہ کو

نہایت گستاخانہ جواب دئے، چنانچہ خواجہ نے اپنے وقار کو قائم رکھنے کے لئے اُسے دربار سے نکھلوا دیا، اور قید خانہ میں بند کر دیا۔ خطیب کے لوگوں نے اگر واقعہ کی اطلاع توپان کو کر دی جس نے وہ خط بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا خطیب جانتا تھا کہ خواجہ نے لوگوں سے کس قدر ناجائز نفیس لی ہیں اور اسی وجہ سے اس نے خطیب کو قید کر رکھا ہے۔ عبدالرشید نے بلا کسی تحقیق و تفتیش کے صرف توپان کے غلط بیانات پر اعتبار کر کے اُسے یہ حکم دیدیا کہ وہ خواجہ کو گرفتار کر لائے اور خطیب کے ساتھ دربار میں حاضر کرے۔ توپان نے سوار لیکر پشاور کی طرف بڑھا اور ابوطاہر کو گرفتار کر کے اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اس کے بعد وہ خطیب کو طرہا کے پاس جوئے لگا جب وہ غزنی سے ایک دن کی مسافت پر تھے تو انہیں اچانک یہ خبر ملی کہ طفل نے عبدالرشید کو قتل کر ڈالا ہے، اور اس کی جگہ لے لی ہے۔ توپان کے ہمراہ سوار آئے تھے، وہ خواجہ ابوطاہر کے پاس گئے اور اس سے بڑی معذرت کے ساتھ یہ عرض کی کہ اب قوت آپ کے ہاتھ میں ہے، جو کچھ آپ حکم دیں ہم اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں“ خواجہ نے ان سے کہا کہ یہ بیڑیاں میرے پاؤں سے اُتار کر توپان کے پاؤں میں پھاندی جائیں“۔ یہ سنتے ہی سواروں نے توپان کو گھوڑے سے گھٹی اور بیڑیاں اس کے پاؤں میں ڈال دیں خطیب لوپ اور اس کے ساتھی سب گرفتار ہوئے اور وہاں ان میں سے بھٹا کر غزنی لائے گئے یہ تمام مصیبتیں عبدالرشید پر صرف اس وجہ سے نازل ہوئیں کہ وہ ایک سادہ لوح شخص تھا اور خوشامدی لوگوں کی باتوں پر اعتبار رکھتا تھا۔

قرآن مجید کی دوزبردست تفسیریں

ذکر می۔ مشہور و معروف مفسر قرآن مولانا خواجہ عبدالحی خاں قادری کی شہرہ آفاق تفسیر کا دوسرا حصہ جس میں پارہ نم کی مکمل و مہذب تفسیر ہے اور ہر مسلمان کے مذلا کام آمینوالی ہے۔ جیسکے تیار ہے۔ قیمت سے ۱/۲
کتاب الہدیٰ۔ مدارس کے مشہور قادیسیہ یعقوب حسن کی مبطل تفسیر کا پہلا حصہ جس کا مقدمہ کشف الہدیٰ کے نام سے پہلے شائع ہو چکا ہے اور عام طور پر پکارنے والے اپنا کیا ہے قیمت مقدمہ تفسیر ۱/۲ تفسیر حصہ اول سے ۱/۲
میسر کتبہ جامعہ ملیہ دہلی

انجمن خدام جامعہ رنگون

”انجمن خدام جامعہ کے اراکین سے جو رقم مجموعی طور پر انکی رکنیت کے آغاز سے ماہ جولائی ۱۹۶۶ء تک وصول ہوئی ہے وہ بیضر اصلع شائع کی جاتی ہے۔ اگر اس میں کوئی بھول چوک ہو تو مطلع فرادیں۔“

انجمن کے مفصل حسابات سال نو کے افتتاح پر شائع کئے جائیں گے۔ اور آئندہ سے جو رکن جس ماہ میں چندہ دیکھا ماسی مہینہ میں اس کا نام پیام تعلیم میں شائع کر دیا جائیگا۔
فہرست اسمائے اراکین مع چندہ ماہواری اور مجموعی حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	اسماء اراکین	رقم چندہ	مجموعی رقم	نمبر شمار	اسماء اراکین	رقم چندہ	مجموعی رقم
۱	ایم۔ ایچ علو صاحب	۱۰	۱۲۰	۱۹	ماسٹر قاسم علی صاحب	۲	۱۰
۲	قطب الدین معلم صاحب	۱۰	۱۳۰	۲۰	ایم۔ بی۔ ڈسمائی صاحب	۲	۱۲
۳	مولوی شمسباز خان صاحب	۴	۳۵	۲۱	ڈاکٹر ایس اے احمد صاحب	۲	۲
۴	نشی رنیع الدین صاحب	۵	۶۰	۲۲	سید محمد یوسف حسن صاحب ظفر	۳	۶
۵	ماسٹر محمد مسلم صاحب	۵	۴۵	۲۳	ایم قطب الدین صدیقی صاحب	۲	۱۲
۶	نشی محمد سحاق صاحب	۵	۴۵	۲۴	مارمضان صاحب	۱	۲
۷	علیم اسماعیل حسن صاحب عیش	۵	۴۳.۸	۲۵	مولوی رنیع الدین صاحب فانی	۱	۸
۸	دلی محمد صاحب	۰	۵	۲۶	اسماعیل قاسم منصور صاحب	۱	۱۲
۹	ماسٹر نظیر احمد صاحب	۳	۳۴	۲۷	ماسٹر گر ویا دم صاحب	۱	۱۲
۱۰	ماسٹر ای ای کا کا صاحب	۲	۲۸	۲۸	ماسٹر عبدالرحمن صاحب ندوی	۱	۱۲
۱۱	محمد یعقوب گوراباوا صاحب	۳	۹	۲۹	ماسٹر محمد نسیم صاحب	۱	۱۲
۱۲	سیکشنل احمد صاحب	۳	۲۱	۳۰	ماسٹر نیاز احمد صاحب	۱	۱۲
۱۳	ڈاکٹر ایم ایم۔ امین صاحب	۳	۹	۳۱	قاضی سید توکل حسین صاحب	۱	۴
۱۴	مولوی عبدالرحمن صاحب	۳	۳۴	۳۲	ماسٹر محمد سلیم رنگونی صاحب	۱	۱۰
۱۵	ماسٹر خان میر صاحب	۳	۶	۳۳	ماسٹر محمد سلیم صاحب	۱	۵
۱۶	ماسٹر زین علی صاحب	۲	۱۲	۳۴	ماسٹر عبدالقادر خان صاحب	۱	۲
۱۷	ماسٹر غارت حسین صاحب	۲	۱۷	۳۵	قاری واجد خان صاحب	۱	۲
۱۸	مولوی محمد ضیف صاحب دریا دی	۲	۱۳	۳۶	ڈاکٹر منظر حسین صاحب	۱	۳

اردو کتابوں کی سب سے بڑی دکان

مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی
اسلامی تہذیب اور قومی تعلیم - ڈاکٹر سر پی، سی، سہ کے
خطبہ صدارت کا اردو ترجمہ - مسلمانوں کی حیرت ملی ترقی کا
خاکہ - قیمت ۴۴ اصل انگریزی) ۲۱۰
قومی و اسلامی تعلیم کا نظام - رئیس الاحرار مولانا محمد علی
کی نقیسی اسکیم - قیمت ۱۰۰
از ہمار العرب - ہمت و شجاعت، سخاوت و عورت اور علم
حکمت کے بہترین عربی اشعار کا گلدستہ - قیمت . . . ۴۰
انتخاب مضامین جو سر - طلباء جامعہ کے قلمی رسالہ جوہر کے
منتخب غلی ادبی اور تاریخی مضامین - قیمت ۱۰۰
اوزنگ زیب عالمگیر - مولانا شبلی کی محرکہ آثار اربعین
طباعت و کتابت نفیس - قیمت ۱۰۰
مقدمہ شعر و شاعری - خواجہ حالی کے دیوان کا مقدمہ
اردو شاعری کے اصناف پر لطیف تبصرہ معہ نوٹ
خواجہ مرحوم - قیمت ۴۰
صلاح کار - عفتوان شباب کے جذبات کے نشیب و
فراز پر گہری نظر - اور اردو ادبی زندگی کی مکمل تصویر پیش
از خود ہری محمد علی صاحب تعلقہ دار اردو ملی - قیمت ۱۰۰
خطبہ صدارت - شیخ الہند مرحوم کا تاریخی خطبہ صدارت
جو تقریب افتتاح جامعہ پڑھا تھا - قیمت ۲۰
جمال الدین افغانی - اتحاد اسلامی کے داعی اور مشرق
کے مصلح اعظم سید جمال الدین افغانی کے حالات زندگی -
سید صاحب اور ان کے جانشین شیخ محمد عبدہ کی تصاویر
بھی شامل ہیں - قیمت ۱۰۰

ملی کاپتہ

مینجر مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

نمبر شمار	اسماء اراکین	رقم خیزہ	مجموعی رقم
۳۷	مشرقی آئی منی صاحب	۱	۲
۳۸	فضل الہی صاحب	۱	۵
۳۹	مشرقی الرحمن صاحب	۱	۹
۴۰	منشی عبدالشکور صاحب	۲	۲۱
۴۱	مشرقی اسمہ خاں صاحب	۱	۱۰
۴۲	عبدالباسط صاحب	۱	۵
۴۳	مطلوب خاں صاحب	۱	۵
۴۴	محمد يوسف صاحب	۱	۴
۴۵	عبدالمنہج بھائی صاحب	۱	۷
۴۶	ملا عبدالرحمن جاسی صاحب	۱	۲
۴۷	ماسٹر اسماعیل احمد خاں صاحب	۳	۳
۴۸	علی احمد خاں صاحب	۵	۶۰
۴۹	خلیل احمد صاحب	۲	۲
۵۰	نصیر الدین صاحب		۱
میزان			
۸۹۸ - ۸ - ۰			
عطیات			
(۱)	منشی عبدالشکور صاحب الکوٹک مرحوم	۱۰	۱۰
۲	محمد حسین صاحب لائسنس برادر	۳	
۳	ڈاکٹر بدریہ محمد اسحاق صاحب	۳	
میزان کل			
۱۴ - ۰ - ۰			
۸۹۸ - ۸ - ۰			
۸ - ۱۴ - ۹۱۴			
علی احمد خاں -			
سرکاری انجمن خدام جامعہ (دنگون)			

جغرافیہ طبیعی جغرافیہ

سمندر کی زیر زمینی آکر جمع ہوتی رہتی ہے۔

جس طرح زمین پر دریا بہتے ہیں اسی طرح سمندریں دھلے چلتی رہتی ہیں یہ دھلے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سرد دوسرے گرم جو ممالک سرد ہوتے ہیں جب ان کے کنارے سے گرم رو گزرتی ہے تو وہاں کی آب و ہوا پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے چنانچہ جزیرہ برطانیہ کے پاس سے جب گلف اسٹریم دھارا گزرتی ہے تو وہاں کی آب و ہوا کو معتدل بنا دیتا ہے اور یہی فائدہ چائین میں بھی ہوتا ہے۔ دھلے لکڑ کو دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ جب کسی جہاز پر تباہی آتی ہے تو وہ شیشے کی منہ بند بوتلوں میں تمام تباہی کے حالات لکھ کر زمین والہ دیتے ہیں اور یہ شیشے پتے ہوتے کسی منہ دگاہ پر جہاں سے گزرتی ہے پہنچ جاتے ہیں۔ یہ خبر رسائی کا طریقہ پہلے طبع تھا جبکہ سائنس نے انہی کافی ترقی نہیں کی تھی۔

اب آئیے ہم جواؤں سے تھوڑی بحث کر لیں۔ ہوا کا ایک خلا ہلے اوپر ہے جو ۲۰۰ میل تک گہرا ہوا ہے۔ اس کے بعد کے طبقہ میں ہوا نہیں ہے قاعدہ ہے زمین نسبت پانی کے حلقہ گرم ہو جاتی ہے اور پھر سرد بھی جلد ہو جاتی ہے چنانچہ جب دل میں سورج کی شعاعیں زمین کو گرم کرتی ہیں تو اس کے اطراف کی ہوائیں لطیف ہو کر اوپر کو اٹھتی ہیں اور اُسکی جگہ سمندر کی لطیف ہوا اُٹھتی ہے اور اس طرح ایک رو جاری ہو جاتی ہے چنانچہ جو ہوا سمندر سے زمین کی طرف آتی ہے وہ نسیم بحری کہلاتی اور جو زمین سے سمندر کی طرف جاتی ہے وہ نسیم تری کہلاتی ہے یہ جی وجہ ہے کہ دن میں لو چلتی ہے اور رات میں سرد ہوا زمین سے بالا کی طبقہ میں جب سرد ہوا گرم ہوا کے ساتھ مل جاتی ہے تو کائنات کی شکل اختیار کر لیتی ہے جسکو ہم بادل کہتے ہیں۔ یہ آبی کائنات سے لے لے جوتے جوتے ہیں اور جب کسی پہاڑے ٹکراتے ہیں تو بارش ہوتی ہے چنانچہ کچھ منہ سے جب مون مون ہوائیں مل کر ہمالیہ سے ٹکراتی ہیں تو اُس کے طاس میں خوب بارش ہوتی ہے بارگ کے لئے زمین پر پھاڑوں کا وجود نہایت ضروری ہے ورنہ بعض ملکوں میں

جغرافیہ نہایت ہی سلیس اور دلچسپ علم ہے مختلف ممالک کے رسم و رواج تمدن، تہذیب، رنگ اور زبان کا اس سے پتہ چلتا ہے۔ ہر شخص کو جغرافیائی معلومات سے آگاہ ہونا چاہیے۔ لیکن عام طور پر طالب علم اس کا مطالعہ باقاعدہ اور اصول کے تحت نہیں کرتے جسکی وجہ سے انکو مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔

جغرافیہ کے اصول نہایت ہی سادہ اور ایک سلسلہ میں منضبط ہیں۔ ہم ان اصولوں کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ کسی ملک کی جیسی جائے وقوعہ طبیعی ہائش ہوگی ویسی آب و ہوا۔ جیسی آب و ہوا ویسی پیداوار اور جیسی پیداوار ویسی صنعت و حرفت اور زمین و تجارت اور جیسی تجارت ویسا تمدن۔ اگر ملک کسی ملک کی صرف جائے وقوعہ معلوم ہو جائے تو ہم اس کے ذریعے تمام عام معلومات کا بہت کچھ صحیح اندازہ کر سکتے ہیں بجائے اس کے کہ مشہور شہروں کے نام۔ پیداوار اور آب و ہوا دینے بیٹھیں۔

اب ہم طبیعی جغرافیہ پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔ اور یہ معلوم کریں گے کہ موسم کس طرح بدلتے ہیں اور تغیرات ارضی کیا کیا لاحق ہوتے ہیں۔

جغرافیہ کے عالموں نے متفقہ طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ زمین گول ہے اور یہ سورج کے ارد گرد گھومتی ہے۔ چنانچہ زمین کی محور کی گردش اور سورج کی طرف ۲۴ گھنٹہ میں ایک بار گردش کے گرد گھومنے کا نتیجہ موسموں کا تغیر اور دن رات کا پیدا ہونا ہے۔ دوسرے چاند گرہن اُس وقت واقع ہوتا ہے جب کہ سورج اور چاند کے درمیان زمین آجاتی ہے۔ اور سورج گرہن اُس وقت ہوتا ہے چاند سورج اور زمین کے درمیان آجاتا ہے۔

چاند کی زمین پر عرصہ صاوی شمس کی وجہ سے سمندر میں مد و جز پیدا ہوتے ہیں جس سے کشتی رانی کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ جب ہماز کلکتہ کی بندرگاہ پر پہنچتے ہیں تو مد کا انتظار کرتے ہیں اور جو سی وہ آتا ہے تو فوراً جہاز اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ اس سے ادبی فائدہ بطور پذیر ہوتے ہیں مثلاً سمندر کا کچرا کوڑا صاف ہو جاتا ہے۔ بڑی بڑی پھیلیاں کجائب جلی جاتی ہیں۔ اور نیز

تھے کہانیاں

”ہمارے ما“

(انعام)

صبح کا کھانا کھانے کے بعد قیلوے کی نیت سے لمبی قمیص پہنے۔ یہ ہنگامہ آرائی سن کر اوپر کے برآمدہ سے زہرہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا شور و شغب ہے جو دوگی یا نہیں؟ زہرہ نے امی جان، ما تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اچی جان۔ ارے اچھو! اس گرمی میں بھی میں نہیں پڑتا۔ دوپہری کا بھینٹنا یہاں پر ہے۔ تمہارا آپا آداب عرض ہے (منہ مٹنے ہوئے) یہ دیکھنے ڈاکرہ نے یہ کیا شرارت کی۔ میرا نام منہ تو یہ بٹرن ہو گیا۔ اچی جان، کیا شرارت کی ڈاکرہ اور آؤ۔ تمہاری چیز جسکی میری جڑ ہے۔ اب اچی جان بھی اپنی منہ سی نہ کر سکیں۔ ارے کیا چیز تھی؟ آپا دہی جو اخبار والا لاتا ہے۔ ارے نہیں وہ بی جودہ لاتی ہے۔ م..... ر..... ٹی۔

امی جان نے تم کو اوپر بلالیا۔ ہمارے گھر میں بالافانے کی ۱۵ سیڑیاں ہیں یقین پانے تم ان سیڑیوں پر دو جیتوں میں چڑھ گئے۔ زہرہ کا بیچاں تھا کہ تمہارا ما تشریف لے جا رہے ہیں۔ نکلا کرتی جاؤ گی۔ وہ بھی رہ گئی۔ ما کرے میں داخل ہوئے۔ اپنی بڑی آپا کی چارپائی پر سر ہانے بیٹھ گیا۔ بھلا پسینہ پونچھا۔ آپ یہ اٹھا رستہ پاؤں ہلانے لگے۔ امی، اترنے سے پہلے میں احتیاج کی ماری جوئے۔ تمہارے تو چارپائی کو تو احتیاج قلب نہیں ہے۔ اتنا کہ کر مٹانے فرش پر لوٹ لگائی۔ آپ اس ڈرل میں مشغول تھے کہ ڈاکرہ امی جان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آئی تو تھی بڑی سنجیدہ طریقے سے کہہ کر امی جان نے طلب کیا تھا۔ مگر تمہاری اس حرکت پر بے تحاشہ ہنسنے لگی۔ امی جان نے مصلحتاً اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ مٹانے کرے کے دوسرے سر کے گاؤں تک ڈرل پوری کی جب ڈاکرہ کے ہنسنے کی آواز سنی تو جلدی سے کارٹائی سنبھال کر اس سے دست و گریباں ہوتے لگے۔ اب بتائیے یہاں پر ہوتا تھا کہ سر دھنی سے لڑکھاتے کھاتے پڑ گیا۔

اتنے میں اقبال برف سے آیا۔ اور زہرہ اور رشید کرے میں داخل ہوئے اقبال ایک بڑے جگ میں برف ڈال کر لایا۔ مٹانے فردا صبح سے اس جگ

وہ آئے۔ وہ آئے۔ نہ کوں؟۔ تمہارا آئے۔ تمہارا۔

بڑی بھانجی۔ زہرہ، تمہارا آداب عرض کرتی ہوں۔

چھوٹی بھانجی، ڈاکرہ، تمہارا خطاب۔

بڑا بھانجا۔ (اقبال) تمہارا سلام

چھوٹا بھانجا (رشید) تمہارا نام

تمہارا سلام بھی سلام۔ سب جیتے رہو۔ کان نہ کھاؤ۔ پانی دکھاؤ۔ (چوہا کا ایک تہقہ) ارے بھی ہنسنے کیوں ہو۔ گرمی گرمی! چا سا ہوں۔ ملحقہ شغل ہے۔ پانی لاؤ پانی۔ بڑی بھانجی نے پانی پیش کیا۔ بلا بلا اللہ ایک سانس میں پی گئے۔ انہی دیر میں چھوٹی بھانجی اور چوہا خانہ میں گئی۔ اور نہ معلوم کیا چیز منہ میں دہلائی۔ مودبانہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی جب تمہاری پی سیلے تو بھر پان کا حکم ہوا اور اسی بھانجی کی طرف مخاطب ہوئے۔ بھانجی اس حکم ہی کی منتظر تھی ہوئی تھی۔ جلدی جلدی نکلے تھے ہاتھوں سے پان تیار کیا۔ اور ایک تھالی میں لکڑی پر رکھ کر پیش کیا۔ مٹانے بقول اپنے ”سائے میں سو“ جائیں دیں۔ بھانجی نے چرسہ پر حشمت سی مسکراہٹ فرو نہایاں ہوئی۔ لیکن اخیال سے کہیں نا فاش نہ ہو جائے۔ جلدی سے ایک کونے کی آڑ میں چھپ گئی اور دہی آواز سے کھل کھل ہنسنے لگی۔ مٹانے ایک دو تیرہ میں پان نہ چایا ہو گا کہ حق حق حق لاجل و لا قوہ۔ ارے پانی پانی۔ ارے اقبال پانی کیا مصیبت آگئی۔ تمہارا چہرہ شرح۔ اس بدحواسی میں کرسی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ کسی گلوں پر گر پڑی۔ دو گئے شید ہوئے اور میری سب اشیاء بعد میں آگئیں۔ اقبال، اچھا ملا۔ برف لے آؤں۔ تمہارے بھی جلدی لاؤں۔ تمہارا کوئی تاب کہاں کہ استکار کریں۔ مگر اٹھا اٹھا کر شروع کروں بھی؟ ڈاکرہ کہاں گئی بڑی شریر ہے۔ رشید اسے کونے لاؤں۔ لاؤں کہے۔ (فوراً اب بجز زہرہ کے سب بچے ادھر ادھر غائب ہو گئے۔

تمہارا گھر لگے۔ پاس نہ جانا۔“ ڈاکرہ بڑی شریر ہے۔

ادھر بالافانہ پران بچوں کی والدہ صاحبہ استراحت فرما رہی تھیں۔

اور اضطراب میں جگ لیا کہ قمیس تر ہو گئی اور فرش پر بھی پانی گر پڑا۔ اتنی جان کی موجودگی میں محبت منجیدہ ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے پھر پھر گریس رہے تھے۔ مگر ماما اور ذاکرہ خود بخود مستی ہو گئے۔

ممانے لک برف کی ڈلی نکال کر اپنے سر پر پہرہ پرٹی۔ اور تھوڑا سا برف کٹر کٹر جانے لگے۔ نہ معلوم کیوں "یہ راک کی لاگتی" ایک خیال ممانے کے دل میں دفعہ پیدا ہوا۔ ممانے آپا جائے نہیں گئے۔ امی جان "گرمی ہے اور چار پی جالی"۔ ممانے نے دیواروں پر اشتہارات دیکھے ہیں کہ گرم چار گرمی میں ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ یہ صحیح ہوگا اور فیضاً صحیح۔ یہ کہہ کر ماما باہر کمرے کے اس بھرتی سے نکل کر دوازے کی چن غائب۔ اور گئے آواز دینے مقبول (بھول کر) کو مقبول دیکھو صاحب کے واسطے چار لادو میز پر۔ ممانے تھوڑے چھوڑے کو حکم کی تعمیل میں کیا غدر۔ مگر نہ معلوم کیوں گستاخ تو ہے نہیں۔ کچھ دوانے مہرچ کے کشی میں پڑے رہ گئے۔ شاکی کشی کو صاف نہیں کیا ممانے ایک ٹکڑا برف کا جائے کی بجائی میں ڈالا۔ اور بچے سے بلانے لگے۔ خیال یہ تھا کہ برف کا یہ ٹکڑا کوہ ابورست ہے۔ زہرہ کتنی سختی کرتی تھیں قطب شمالی سے رخ ہوتا ہوا بحرِ ہند میں آگیا۔ اقبال کی یہ رائے تھی کہ قطب شمالی میں کوہ آئرن ہلکا پھینکا اور برف کے تودے بکرال میں آ پڑے۔

بقیہ صفحہ ۲۱

لی تو اس نے خدا کا لاک لاک ٹکڑا دکھایا اور پھر کبھی بھی اس جگ کی طرف دُخ نہ کیا۔

پیام بھائیو! اس کمائی سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟۔ جی نہ کہ ہکو دوسروں کا حسد نہیں کرنا چاہیے اسکا انجام بُرا ہو تب۔ اور جھوٹ بولنا بھی اچھا نہیں کیونکہ یہ تمام رذیل خصلتوں کی وجہ ہے مصیبت کے وقت عموماً وہ اس کو درست رکھو۔ سہتر سیکھو۔ اور سیکھ کر اس قسم کے کام کو پورا کرو۔ تکلیف میں خود نہ کودو۔

(منقول)

انتخاب مضامین جو سہر کا نقیصہ موجود معہ قزوینا محمد علی جوہر
کلام جوہر از مولانا عبدالجواد صاحب بی۔ اے۔ قیت مر
فیجر مکتبہ جامعہ علیہ دہلی۔

ممانے لک برف کی ڈلی نکال کر اپنے سر پر پہرہ پرٹی۔ اور تھوڑا سا برف کٹر کٹر جانے لگے۔ نہ معلوم کیوں "یہ راک کی لاگتی" ایک خیال ممانے کے دل میں دفعہ پیدا ہوا۔ ممانے آپا جائے نہیں گئے۔ امی جان "گرمی ہے اور چار پی جالی"۔ ممانے نے دیواروں پر اشتہارات دیکھے ہیں کہ گرم چار گرمی میں ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ یہ صحیح ہوگا اور فیضاً صحیح۔ یہ کہہ کر ماما باہر کمرے کے اس بھرتی سے نکل کر دوازے کی چن غائب۔ اور گئے آواز دینے مقبول (بھول کر) کو مقبول دیکھو صاحب کے واسطے چار لادو میز پر۔ ممانے تھوڑے چھوڑے کو حکم کی تعمیل میں کیا غدر۔ مگر نہ معلوم کیوں گستاخ تو ہے نہیں۔ کچھ دوانے مہرچ کے کشی میں پڑے رہ گئے۔ شاکی کشی کو صاف نہیں کیا ممانے ایک ٹکڑا برف کا جائے کی بجائی میں ڈالا۔ اور بچے سے بلانے لگے۔ خیال یہ تھا کہ برف کا یہ ٹکڑا کوہ ابورست ہے۔ زہرہ کتنی سختی کرتی تھیں قطب شمالی سے رخ ہوتا ہوا بحرِ ہند میں آگیا۔ اقبال کی یہ رائے تھی کہ قطب شمالی میں کوہ آئرن ہلکا پھینکا اور برف کے تودے بکرال میں آ پڑے۔

یہ پہلی مباحثہ درمیان ممانا اور بچوں کے ہو رہا تھا کہ بیک ایک ماما کی نظر مہرچ کے دانوں پر پڑی۔ بس کیا تھا غضب ہو گیا۔ قہامت آگئی۔ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دونوں استغیث جڑھا کر ہاتھ گھماتے لگے۔ آپا.... آپا.... آپا.... اور کمرے کے باہر خیریت یہ ہوئی کہ اسی دوازے میں سے گئے جسکی چن گر پڑی تھی۔ نہ مقبول نہ مقبول۔ وہ دوڑا ہوا در پر آیا۔ آپ نے اس کے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ دیکھنا نانی کا گھر ترے صاف کیوں نہیں کی۔ بھال جاؤ۔ ممانے اس کی سمجھ میں سمجھ نہ آیا کہ یہ منرا اسکو کس میں لی۔ اب کمرے میں داخل ہوئے تو آپ نے چائے کے سب برتن فرش پر رکھ دیئے اور ٹھٹھے کمرے کے باہر۔

اسی ماما تواری میں شام ہو گئی۔ رشید میاں تو ابھی غیر ذمہ دار لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے مگر انھوں نے اس موقع پر فخر معمولی ذمہ داری کا اظہار کیا۔ انے ماما اپنا کوٹ اٹھائی بھڑی، نیچے چھوڑ آئے تھے حضرت نے کوٹ تو میز کے نیچے باسک میں حفاظت سے رکھ دیا۔ ڈپٹی سے شاید کچھ

دیر کی آپ بیتی

میں کیا ہوں بڑی بڑی بڑی بڑی بڑی
ہاڑا درجیلوں میں بستا ہوں میں
مرے گھر کا بیج رکھا نام ہے
گزر گاہ کوہ و بیابان میں ہے
مواجب کہ میں اپنے گھر سے جدا
مری چال کا زیر و بم دیکھتے
جٹانوں سے رہ میں لٹکتا تھا میں
کبھی اپنی تیوری پہ لاتا تھا بل
کبھی سفر میں کٹ اپنے لاتا تھا میں
میں کرتا کبھی صورت آبشار
کیس جب نہ میرا ٹھکانا ہوا
بہت سے معادن ہوئے مسافر
یونین دینیں بائیں سے کودتا ہوا
بیابان میں گوشت رفتار ہوا
ہاڑوں سے جو گا دلاتا ہوں میں
زمینوں کو زرخیز کرتا ہوں میں
کیس سبز پودے اگاتا ہوں میں
گیانہرین کر کہیں کہیت میں
کسی جانشینیں چلاتا ہوں میں
ہزاروں غرض کام کرتا ہوں میں
نشیبوں میں اس طرح بہتا ہوا
سمندر کی اب سمت جاؤں گا میر

سنیں آپ بھی وہ زبانی میری
اور آبادیوں کو ترستا ہوں میں
مجھے بارش و برق سے کام ہے
ہر ایک انکی شے میری فرمان میں ہے
نہ پوچھو تھا اس دم مرا حال کیا
مرا اس گھڑی بیج و خم دیکھتے
ہاڑوں سے سر نہ ٹکنا تھا میں
کبھی مارے غصہ کے جاتا اچھل
کبھی زور پنا دکھاتا تھا میں
میں ہوتا روانہ کبھی سوئے غار
سمندر کی جانب روانہ ہوا
رہے ساتھ میرے وہ شام و دگر
بیابان میں آیا تھرکتا ہوا
مگرمیاں مفسد اور باکا رہوں
وہ میدان میں آکر بھاتا ہوں میں
زراعت کو زرخیز کرتا ہوں میں
کیس باغ میں گل کھلاتا ہوں میں
پکائے کہیں خربزے ریت میں
دلوں کے کہیں تمام آتا ہوں میں
اسی طرح سے نام کرتا ہوں میں
جوافت پڑے اسکو سہتا ہوا
سرے پر وہاں بناؤں گا میں

سینا کر میری ابست انتہا
ہے تیر کو خاموش رہنا بھلا

نہیں ضوفشاں کڑی کا انکشاف

اتنی ہی قد و قامت کی ایک قسم کی مھلی کی روشنی سے مشابہ تھی۔ اور وہ کڑی جسامت میں پانچ سٹ کے سکہ کی برابر مھلی۔ ان خجنگات میں زہریلے کیزوں کی موجودگی کا مجھے علم تھا اور وہاں کے باشندوں نے بھی اس کے متعلق مجھے متنبیہ کر کے محتاط بنا دیا تھا۔ اسی احتیاط کے تقاضا نے سیاح کو اس منور کڑی کو بکڑنے سے روکا جو اس تاریک خجنگ میں نور کی سیم کزین بھلا رہی تھیں۔ اور جس کے ہاتھ لگی ہے پر حشرات الارض کی تاریک دنیا میں ایک روشن ستارہ کا طلوع عمل میں آجاتا۔

بالآخر اُس نے ایک ہاتھ پر اپنا دھمال لپیٹا اور اس ننھے جانور کے بکڑنے کے لئے سرعت سے بڑھایا لیکن ایک مہی کڑی راستہ میں جا مل گئی اور کڑی اتنا اشارہ پا کر جھڑکی کی کسی دراز یا کونے میں چھپ گئی۔ یہ ناکامی اس کے لئے ایک حسرت آمیز تلخ کامیابی کا باعث ہوئی۔ اس لئے کہ یہ نورانی کیزا اورت فی الواقع اس کی دسترس کے اندر تھا اور اگر ذرا سی لغزش نہ ہو جاتی تو یہ دلفریب ننھا نندہ یعنی سب سے پہلا ضوفشاں کیزا جو کہ آجنگ دنیا کے کسی ماہر سائنس کے مشاہدہ یا تجربہ میں نہ آیا تھا اُس عجیب فائدہ کیلئے حاصل ہو جاتا جس کا کہ سیاح موصوف نامیدہ تھا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد مسٹر ہارن براؤن نے ان خجنگات کے تاریک حصوں میں ہنکرواں کے باشندوں سے نورافکن کڑیوں کے متعلق دریافت حال کیا لیکن کوئی بھی اس قسم کے کیزے کے متعلق اطلاع نہ دے سکا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کیزا درحقیقت ایک نادرہ روزگار تھا۔

ضوفشاں کڑی کے انکشاف نے ماہرین سائنس کے گروہ میں اچھی خاصی ہجماں اور دھپسی پیدا کر دی ہے۔

آئندہ ہم این۔ بی۔ پونیورسٹی ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ڈاکٹر ای۔ نیوٹن ہاروے کے ایک خط کا اقتباس درج کریں گے جو کہ موصوف نے منور کڑی کے کشف کو لکھا تھا۔ ڈاکٹر موصوف امریکہ میں حیواناتی روشنی کے مسئلہ پر ایک اہم کتابت مبصر لکھ چکے ہیں۔

لندن کے ایک مہفتہ دار رسالہ مہمصلہ کی تازہ اشاعت میں ایک مضمون مسٹر ایچ۔ ڈور کا شائع ہوا تھا جس کا ترجمہ ذیلہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ مضمون ایک امریکن سیاح (کشف) کے متعلق ہے جو کہ ملک برما کے شاداب خجنگات کے قلب میں مختلف کیزوں کی تلاش میں نکلا اور یہ زیر بحث واقعہ ماہرے کے مغرب میں ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ضلع کوکو کے دو بیات چوڑاؤ تشکیل دہنگ کے درمیان پیش آیا۔ اس نے متعلق ڈاکٹر ای۔ نیوٹن ہاروے این۔ بی۔ پونیورسٹی ریاستہائے متحدہ امریکہ کا تحقیقی نوٹ بھی درج ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا شمار امریکہ کے حیوانی روشنی کے ماہرین میں کیا جاتا ہے۔

مسٹر ہارن براؤن ایک مشہور کشف امریکہ کے تاریخ طبعی کے عجائبات کے لئے انواع حیواناتی کے نمونے میا کر نیکی غرض سے وطن سے روانہ ہوا ایک روز شام کے وقت وہ وسطی برما کے ایک خجنگات میں جا نکلا۔ اس موقع پر خجنگ کے تمام راستے خاص طور پر شوار گزار تھے۔ شام کی تاریکی آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی اور گرد و ہر چار طرف گلنوں جگ رہے تھے اچانک اس کے کھڑے ہوئی جگہ سے حیدف کے فاصلہ پر روشنی کا ایک ساکن گولہ سا نمودار ہوا۔ سیاح اپنے ٹھوڑے کوچھوڑا اس نئے کی طرف لپکا۔ وہ روشنی اپنی جگہ سے نہ لی اور عجیب انداز سے پرسکون اور بے حرکت رہی۔ اس نے تجاڑی کو ایک طرف مٹا دیا اور اب وہ اس منور شے کے بالکل سر پر تھا۔ اس کے بعد اس نے دیا سلائی جلا کر اس نئے کو دکھا جو کہ تاریک خجنگ میں ایک شعلا نور پیدا کر رہی تھی۔ قریب سے دیکھنے پر یہ معلوم کر کے وہ بہت ہی متعجب ہوا کہ وہ ایک ضوفشاں کڑی ہے جب دیا سلائی عمل ہو گئی تو کڑی کے شکم سے پیروسی ہی بیضی شکل کی روشنی ظاہر ہونے لگی جو کہ ارد گرد کے گلنوں کی روشنی سے بالکل مشابہت رکھتی تھی۔

اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے مسٹر براؤن نے کہا کہ میں نے اس روشنی کی نوعیت میں کوئی نیا لافیا ز فرق محسوس نہیں کیا۔ وہ روشنی

حسد کا انجام

بنے ہوئے نکیس۔ ادھر کدو ہارے نے اپنی ٹھیکس کو لیس تو اپنے کون جنوں کے درمیان پایا تب تو وہ بیت و ڈار گران کے چہروں پر خشکی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ آخر اُس نے سردار سے اُنکی اس پر تکلف محض قص و سروس دین بن بلائے ہوئے پر معافی مانگی جنوں کے سردار نے کہا کہ تم کو اس شرط پر چھوڑتے ہیں کہ تم کل کے آنے کا وعدہ کر دو اور کوئی چیز بطر فہانت کے بھی رکھ دو۔ اُس نے جواب دیا کہ میرے پاس ہے ہی کیا جو آپ کو دوں۔ یہ سن کر ایک جن نے کہا کہ آدمی کو وہ چیز باری ہوتی ہے جو کان پر چسپاں ہو۔ کہہ کر انھوں نے اس کان والی ٹھیکس کو بے بسی لی گھینے لیا۔

کلہارا گھر میں اٹل کا شکار اگر ہارے کھینوں نے اسکی چھٹی بلا تکلیف نہ لی۔ اب سنو۔ اتفاقاً اس کے پڑوس میں ایک اور بوڑھا رہتا تھا جس کے بایں کان پر چھٹی نعلی ہوئی تھی اُس نے اسکی بیٹی منشی تو مارے حسد کے میں یمن گیا اور جو بھی جنوں کے پاس جانے کا حکم ارادہ لیا حالانکہ اُسے کوئی اچھا ناپ نہ آتا تھا شام کے وقت یہ وہاں پہنچا اور اُن کے آئینہ انتظار کرنے لگا۔

بہت انتظار کے بعد جب جن آئے اور معمول کے مطابق وہ ناچنے کو رنے لگے تو وہ بوڑھا بھی اُن کے درمیان ناچنے کو بڑھا مگر جنوں نے اُس سے کہا کہ یہ دوسری ٹھیکس کہاں سے لی۔ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس ایک چھوڑ دو ٹھیکیاں ہیں جب تم میرے داہنے کان سے ٹھیکس اڑا لی تو میں نے باہنے کان پر دوسری لگالی مگر لوگ بدگمان نہ ہوں سردار نے کہا۔ اچھا میں ان باتوں سے غرض نہیں۔ میں اپنا ناپ دکھاؤ۔

بوڑھے نے ناچنا شروع کیا۔ مگر ناچنا کیا خاک۔ ادھر اُدھر کولے منکانے لگا لیک منکس جو گھر سے آیا تھا اُسے کہیں ادھر بلا کسی اُدھر بلانا۔ یہ دیکھ کر سردار نے کہا کہ تیاں میں تمہارا ناپ پسند نہیں۔ تم تم کو ہمیں ختم کر ڈالے لیکن کل کے ناپ کا خیال کر کے تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ یہ لہو بی ٹھیکس لعلی۔

یہ کہہ کر اُس نے ٹھیکس اُس بوڑھے کی طرف چھٹی جو ٹھیک جاکر داہنے کان پر جاکر اُس کے بعد ایک نام جن غائب ہو گئے۔ بے چارہ حاسد بوڑھا دو ٹول گشتلیاں ہاتھوں سے دوچا ہوا بلکہ جھکنا گھر بچا۔ ادھر کدو ہارے کو چھٹی سے بچا

ایک دفعہ ایک کدو ہارے کے کان پر چھٹی نعلی آئی۔ رفتہ رفتہ وہ لاپرواہی کی وجہ سے بڑی ہوتی گئی۔ آخر وہ ہیر کی ٹھیکس کے برابر ہو گئی۔ مگر کدو ہارے کو اس سے تکلیف نہ ہوتی تھی، اس لئے اُس نے اسکو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

ایک دن جب معمول وہ جنگل میں گیا۔ کدو ہارے کاٹ کر واپس آ رہا تھا کہ مولا دھار بارش ہوئے لگی۔ اور اُسے بچنے کی کوئی جگہ نہ ملی۔ آخر وہ ایک بلوٹ کے درخت کی کھوہ میں پناہ لگ گیا۔ اور وہیں بیٹھ کر مینہ ٹھنکے کا انتظار کرنے لگا جب آسمان صاف ہوا اور چاند اپنی نورانی شمع کیساتھ آسمان پر نکلا تو کدو ہارے باہر آیا مگر کیا دیکھتا ہے کہ چھوٹے بڑے۔ لمبے اور ٹھنکے ہر قسم کے جن واپا بیٹھے آپس میں ہنسی مذاق کر رہے ہیں اور وہ رنگ برنگ کے کپڑوں میں لمبوس ہیں۔

ادھر یہ بھوت ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ ادھر کدو ہارے دہشت کے کانپ رہا تھا۔ بیکایک کدو ہارے نے دیکھا کہ ان جنوں کے درمیان طبع کے کھانوں کے ٹوکے اور شراب کے بوتلیں ہیں۔ جب کوئی جن کسی کھانے کا نام لیتا ہے تو وہ سیدھا اُس کے منہ میں جا گرتا ہے۔ اور جب وہ خوب سیر ہو جاتا ہے تو برتن اپنی جگہ پر پھردا پس آ جاتا ہے۔ اسی طرح جب وہ شراب کا نام لیتا ہے تو بوتل پپ کر کے آپ سے آپ کھل جاتی ہے اور منہ سے جاگتی ہے۔ جنوں کی یہ جھٹ بہت خوش مزاج معلوم ہو رہی تھی۔ اس نے کدو ہارے کو خوش معلوم ہونے لگا۔ اور اُن کے مزاج اور لطافت پر کھل کھلا کر فتنہ مارتا۔ لیکن اس کی آواز کوئی نہ سنتا۔ کیونکہ وہ خود چھٹی کے مارے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

جب ضیافت ختم ہو چکی تو سب ل کرنا چنے لگے۔ کدو ہارے کو بھی دو تین اچھے ناپ آتے تھے۔ یا تو وہ بیٹھا اس قدر ڈر رہا تھا، یا اسکو اب بچنے کا جوش آیا وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اُن کے سردار کی آواز آئی۔ کہ ہاں! اب کوئی ایک آدمہ نیا ناپ دکھاؤ۔

کدو ہارے نے ہنسنے ہی ٹھیکس بند کر کے ان میں پھاند ڈالا۔ اور ایسا ناچا کہ جن عرش حشر کرنے لگے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ میں گھر سے کدو ہارے کاٹنے آیا تھا یا ناچنے کے لئے۔ جو جی اُس نے ناچ ختم کیا۔ ہر طرف سے واہ واہ کی صدائیں

عمرہ مضبوط دیر پا خوبصورت نفیس اور
نسبتاً ارزاں قیمت سامان کیل مہیا
کرنے والا واحد کارخانہ
ملک اینڈ کمپنی رجسٹرڈ
شہر سیال کوٹ کو یاد رکھیں



یا آپ کے دوست احباب کو کسی قسم کے
سامان کیلئے مثلاً کرکٹ، فٹ بال،
والی بال، اگلی، زمین، بیسٹیشن
وغیرہ کی ضرورت ہو تو ہمیشہ براہ راست
اسکولوں کے خاص ویرنر خادم کارخانہ

ملک اینڈ کمپنی رجسٹرڈ شہر سیالکوٹ
کوٹلیکس۔

[illegible]

ہمارا سامان فضیل

عمر گمراہ حال سے متعلق طور پر مہندستان ہر کے انکوں کا جوں جوں جنہوں ریاستوں اور ملکوں میں بکثرت خریدار جیسے عادیہ مالک خیر میں بھی ملگوا جاتا ہے۔ اس اثنا میں حیدر زہد خان قاضی اپنی بیکارگی کی وجہ سے اس نفاذ کو غضب ہوئی ہے۔ شاید کسی کو دوسرے کو پتی ہو آپ بھی چنا اور نہ بیکار جیڑا صدف کا استحقاق کریں ان میں مختصر فرست سامان میل درج ہے جس پر ادنیٰ دوسرے کی خاص رعایت دی جائیگی جسے ضرورت کے مطابق کرے۔

[illegible]

چند مفید کتب

طلسم تقدیر مصنفہ ذر مصاحب یہ ایک نیم تاریخی فنانہ ہے جس میں دکن کی تاریخ اور اس کے باشندوں کی تمدنی حالت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نیز اس میں تقدیر و تدبیر کی بحث کو بڑی خوبی سے سلجھایا گیا ہے صفحات (۶۵) صفحہ لکھائی، چھپائی عمدہ قیمت ۸

دنیا کے افسانہ اردو کی ادبی دنیا میں یہ پہلا ہی کارنامہ ہے جس کو مولوی محمد عبدالقادر مصاحب سرورسی ایم اے ایل ایل بی رشتہ نامیہ نے تصنیف کر کے اردو زبان پر احسان کیا ہے۔ اس میں ناول نگاری کو افسانہ نویسی کی تاریخ اور اس کے اصول و مبادیات کا تفصیلی بیان درج ہے قیمت (۲۱۰) صفحہ کاغذ لکھائی، چھپائی عمدہ، پاکٹ ایڈیشن قیمت ۴

دکن میں اردو قدیم اردو کو چار دروں میں تقسیم کر کے اس کے نظم و نثر کی عبوری تاریخ پر ناقہ نظر ڈالی گئی ہے، ہر دور کے شعرا کی حسیہ حالات کے ساتھ ان کے کلام کا نمونہ پیش کر کے اردو زبان کا ارتقا دکھلایا گیا ہے یہ اردو کے قدیم کی تاریخ جو حکو مولوی محمد حمید الدین صاحب ہاشمی مفتی فضل نے تالیف کیا ہے کاغذ لکھائی، چھپائی عمدہ حجم ۳۷۵ صفحہ، پاکٹ ایڈیشن قیمت ۴

خیابان اردو گرامی شعرا کی نظم و نثر کا جواب انتخاب ہے جس کو جناب احمد عارف نے نہایت سلیقہ کے ساتھ ترتیب دیا ہے، طبعی گلدستہ اس قابل ہے کہ ہر تعلیم یافتہ اس سے اپنے کتب خانہ کو کوثریت دے گا۔ لکھائی، چھپائی عمدہ حجم (۴۱۰) صفحہ، پاکٹ ایڈیشن سادہ جلد قیمت ۴

اسوہ حسنہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آں حضرت صلعم نے مسلمانوں کے سامنے کیسی زندگی پیش کی ہر مسلمان کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے صفحات (۸۰) صفحہ کاغذ، لکھائی، چھپائی، عمدہ پاکٹ ایڈیشن قیمت ۸

روح تنقید دنیائے اردو ادب میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں فن تنقید کے مبادیات و متعلقات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں ادب کی تقسیم، اصول تنقید اور تنقید نگاروں کے فرائض بیان کئے گئے ہیں اور پیش کردہ اصولوں تحت اردو کی مشہور شعری سحرالبیان پر تبصرہ کر کے اصولوں کا استعمال دکھایا گیا ہے دوسرے حصہ میں بزوان، روما، ازمنہ مستور سے عصر ہمداری کی ارتقا کی تاریخ، فرائض و انگلستان اور یورپ میں اعلیٰ و نازل صدی کے بعد سے ایک ایک جہاں اصول تنقید رائج ہوئے ان کا تفصیلی بیان، مروجہ تنقید اور چند تنقیدی کارنامے درج ہیں۔ اس کتاب کے مصنف فاضل انشا، پرداتہ مولوی سید غلام محی الدین صاحب قادری نور الدین ایم اے عثمانیہ ہیں۔ حجم تقریباً (۲۰۰) صفحہ لکھائی، چھپائی عمدہ پاکٹ ایڈیشن قیمت ۴

تنقیدی مقالات یہ بھی جناب ذر مصاحب کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب فارسی اور اردو زبانوں کے مصنفین و شعرا یعنی ماس گرے، ہورس، سمٹھ، ایوٹلی، علمی، مصنف طبقات نامہ، امر، میر تقی میر، غالب، حالی، میر انیس اور فیضی حیدر آبادی کے کلام و مضامین پر روح تنقید کے پسگردہ اصولوں کی روشنی میں تنقید کر کے مولو کا استعمال دکھایا گیا ہے حجم تقریباً پانچ سو صفحہ لکھائی، چھپائی، کاغذ عمدہ پاکٹ ایڈیشن سادہ جلد قیمت ۴

اردو کے اسالیب بیان مصنفہ جناب ذر مصاحب یہ بھی اردو ادب میں پہلی کتاب ہے جس میں اردو نثر کے ابتدائی زمانہ سے لیکر موجودہ زمانہ تک نثر نگاروں کے طرز تحریر و اسلوب بیان کے متعلق ایک عبوری ادبی تاریخ و تنقید ہے مصنف نے اخیر میں اردو نثر کے مستقبل کی نسبت اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے حجم (۲۰۴) صفحہ لکھائی، چھپائی، کاغذ عمدہ پاکٹ ایڈیشن سادہ جلد قیمت ۴

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

ٹیلیفون نمبر ۳۲۱۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۹۶۱

نرخ نامہ چندہ

سالانہ

ششماہی

فی پرچہ

نرخ نامہ اشتہارات

فی صفحہ

نصف صفحہ

چوتھا صفحہ

تقاسیم

ایڈیٹر:- سید انصاری بی بی (جامعہ)

جلد

۲۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء

نمبر ۱۲

پیامِ تعلیم

فرستیا میں

سالانہ نمبر

۱ پیچہ پستہ در پریشانی
۲ ہوا ہے خیال تھا کہ میں
۳ کلاتوی کو کہہ دوں تو کہیں
۴ نبر کے نام سے ایک پر شائع
۵ کیا جا سکے گا کہ چاہا
۶ کی عدم موجودگی کو اس سال
۷ ہمیں نہیں کسی آئینہ
۸ کیلئے کلاتوی کو دیا گیا
۹ اجماعہ صاب کے شریف لکھا
۱۰ یقیناً ہمیں نہ دیا گیا تو یہ
۱۱ تعلیم کا ہی سہہ ہے

۱ دنیا میں کیا ہو رہا ہے
۲ دیال باغ "آگرہ"
۳ اسلام
۴ مرفوشاں مکڑی
۵ نظام الدین اولیا
۶ طبعی جغرافیہ
۷ اسے آسمان کے تارو! (نغم)
۸ ہوائی جہاز
۹ خدیجہ شہزادہ
۱۰ کوائنہ جامعہ
۱۱ اشتہار

۲ آیت تبت علیہا اور انہیں
۳ تو اسکا سالانہ نمبر بہ صورت
۴ آئینہ مینہ کی کمی تابینک
۵ ناظرین کی خدمت میں حاضر
۶ ہو گا جو نہایت ہتمام کے
۷ ساتھ تہذیب و رسا ہے
۸ کہ ناظرین کو کام دے گی اور
۹ دو ایک دن کے آئینہ مینہ کی
۱۰ تاز کو یہ سہرا لکھا آئینہ
۱۱ سے لکھا اور وقت پر نکلا
۱۲ (نمبر)

۱۶/۱۵

دنیا میں کیا مہور ہاں؟

ہندوستان کے باہر

جنرل ناڈرواں "بچہ سقہ" کی فوجوں پر پورے طور پر غالب آگئے اور انھوں نے اپنے خود کو افغانستان کا بادشاہ اعلان کر دیا ہے۔ "بچہ سقہ" اور اس کے بڑے بڑے آدمیوں نے اطاعت قبول کر لی ہے اور اب کوئی خطرہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ افغانستان کے تخت پر پھر امان اللہ خاں ہی بیٹھنا چاہئے لیکن اسکی بظاہر کوئی امید نظر نہیں آ رہی ہے۔

حکومت برطانیہ نے دنیا کی تمام بڑی بڑی سلطنتوں کے نام دعوت بھیجی ہے کہ تحفیفِ اسلام کی اس کانفرنس میں جو لندن میں منعقد ہونے والی ہے شرکت کریں۔ سلطنتوں میں سے اکثر نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے لیکن جب جنگی جہازوں اور فوجی ساز و سامان میں کمی کرنے کا سوال آئے گا اسوقت دیکھیں کہاں تک ان سلطنتوں کا یہ مصداقانہ رویہ رہتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ برطانیہ کی کوششیں نیک نیتی پر مبنی نہیں ہیں۔

مشرقیہ میکڈونلڈ جو انگلستان کے وزیرِ اعظم ہیں، اتنی تحفیفِ اسلام کی کانفرنس کے سلسلے میں ابھی حال میں ریاستہائے متحدہ امریکہ تشریف لے گئے تھے، جو اس وقت دنیا کی سب سے زبردست طاقت سمجھی جاتی ہے۔ آپ نے روٹ کی لے کر ہل امریکہ کو نہایت دلچسپ پیغام دیا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ درمیان میں بحرِ اطلالک کے حامل ہو جانے سے انگلستان اور امریکہ میں بعد واقع ہو گیا ہے لیکن مقصد کے لحاظ سے امید ہے کہ ان دونوں سلطنتوں میں بہت قریب ہو گا۔

گورنمنٹ آفٹ کے مینے میں فیلیس میں یہودیوں اور عربوں میں جو فساد ہوا تھا اس میں بعض ہلوں نے ایک یہودی کو جان سے مار ڈالا تھا۔ اب عدالت نے ان معاملات کی تحقیقات کی ہے اور اس ایک یہودی کی جان کے بدلے تین ۴۴

ہندوستان کے اندر

شار دایق آپس آپس کے رہاؤں سے اس پرانی انہوی منظور بھی دہری اور جلائی مسئلہ سے اس کا نفاذ بھی شروع ہو جائیگا۔ مسلمانوں کی ایک نئی جماعت اب اس کے خلاف ہو گئی ہے اور اسے حکومت کی مذہبی مخالفت سے تعبیر کرتی ہے۔ یہ مصیبت مسلمانوں کے سرخود اپنے ہاتھوں لائی ہوئی ہے۔ ابتداء یہ بل اسمبلی میں مرتبہ ہندوؤں کے لئے پیش کیا گیا تھا لیکن مسلمان ممبروں نے بن بلائے خود کو اس میں شامل کر دیا اور اب ملک میں ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے۔

ہاتما گا ندھی جی اکتوبر کے تقریباً پورے مہینہ میں صوبہ متحدہ آگرہ وادودہ کا دورہ کرتے رہے ہیں اور جس مقام پر آپ گئے ہیں، ہر جگہ آپ کی خدمت میں چڑھ اور کھد کے کام کے لئے ہزاروں روپے کی تھیلیاں پیش کی گئی ہیں اور ہندو مسلمانوں نے ہر جگہ آپ کا نہایت سرگرم اور پر تپاک خیر مقدم کیا ہے۔

ہذاکسنی وایسر نے لارڈ اردن صاحب جو ہندوستان کے مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تھے، اب ہندوستان واپس آگئے ہیں۔ آپ کی واپسی سے بعض لوگ بہت خوش آئند امیدیں قائم کر رہے ہیں۔ ادویہ خیالی کر رہے ہیں کہ ہندوستان کو عنقریب نوآبادیات کے طرز کی حکومت دیدی جائیگی اور اس کے متعلق بہت جلد حکومت کی طرف سے کوئی اعلان شائع ہوگا۔

پونہ کے کسی ہوٹل میں ایک شخص دیکھا گیا جو بچہ سقہ سے بہت متاثر تھا۔ اس بنا پر تمام اقبالیات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ بچہ سقہ "بھاگ ہندوستان آگیا ہے۔"

دیال باغ، آگرہ ”رادھا سوامی ست سنگ“ کا ایک بنیظیر انشی ٹیوشن

(ادراکتو پریشہ)

”دیال باغ“ کیا ہے؟

”دیال باغ“ ایک نوآبادی ہے۔ رادھا سوامی ست سنگ فرقہ کی جکی بناؤ رادھا سوامی دیال نے ۱۸۷۱ء میں ڈالی تھی۔ اس نئی بستی میں اس وقت لگانا ہزار نفوس بستے ہیں جو مرد، عورت اور بچوں پر مشتمل ہیں۔ اس بستی کی کل ضروریات یہ خود آپ پوری کرتے ہیں، اپنے اس حلقہ سے باہر انھیں کسی قسم کا کوئی تعلق کمزور کی احتیاج نہیں ہے۔ گھانے پینے، پہننے اور رہنے اور دیگر سامان معیشت سے لیکر تعلیم و علم تک میں یہ شہر یا اور کسی دوسری آبادی سے بالکل بے نیاز ہیں ان کے اپنے زرعی قطعات ہیں جن میں انوار و اقسام کی ترکاریوں کے علاوہ مختلف قسم کے غلوں کی فصل بھی بولی جاتی ہے۔ ان کا ایک ڈیری فارم ہے، جس میں سینکڑوں مویشی پلے ہوئے ہیں اور جن سے دودھ دہی کی نمایاں بستی ہیں۔ بالائی اور کھنن جدید سائنسی طریقہ پر نباتات اعلیٰ سے اعلیٰ تیار کیا جاتا ہے۔ کئی ایک صنعتی کارخانے ہیں جن میں لکڑی، پچڑے اور لوہے کی روزمرہ کے استعمال کی چیزیں اور غیر معمولی سامان بھی تیار ہوتا ہے۔ پارچہ بانی کا بھی ایک کارخانہ ہے جس میں ہر قسم کے عمدہ کے پٹے بنائے جاتے ہیں برست سنگی کیلئے لایم ہے کہ وہ ”دیال باغ“ کی بنی ہوئی چیزیں استعمال کرے اور ایسا وہ نباتات خوشی سے کرتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ پانچری اسکول ہے جس میں پانچویں جماعت تک لڑکے اور لڑکیاں ساتھ پڑھتی ہیں۔ اس سے اوپر لڑکوں کے لئے الگ تعلیم کا انتظام ہے اور لڑکے حسب خواہش عام تعلیم کے لئے اسکول میں چلے جاتے ہیں۔ تعلیم غیر صنعتی و صنعتی دونوں طرح کی ہے، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے کالج کی تعلیم کا طریقہ طور پر انتظام تمام لڑکے تقریباً عامی طور پر دارالاقاموں میں رہتے ہیں۔ اس طرح غرض اس بستی کی تمام ضروریات کے لئے کل سامان اسی حلقہ میں موجود ہے۔ ان کو کسی چیز کیلئے باہر جانے یا دوسروں کے محتاج نہ ہونے کی فرصت نہیں ہے۔ اور یہ تمام

یوں تو عام طور پر دارالاقاموں میں خاص طور سے بہت کم لوگ لے ہوئے جو تیسویں صدی کے جدید فرقے ”رادھا سوامی ست سنگ“ اور اس کے بنیظیر انشی ٹیوشن ”دیال باغ“ سے واقف ہوں۔ یہ ایک باہمت شخص اور پرجوش، اہل راستوں کی نوآبادی پر جو شہر آگرہ کو کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

دسمبر کی گذشتہ چھٹیوں میں جب اپنے دارالاقامہ کے لڑکوں کو آگرہ لیجا کر تاریخی عمارت کی سیر لڑکا خیال پیدا ہوا، تو اس وقت خود چھج کے دیکھنے کا شوق تھا وہ اسی مشہور انشی ٹیوشن کے تین دن کا قیام خود ملکتدرہ، تیکری اور آگرہ کی عمارتوں ہی کے لئے کافی تھا پھر اس میں بھی دیال باغ کے مختلف شعبوں کا دیکھنا، اسکے سرگرم کارکنوں سے ملنا اور اس نوآبادی کے روح رواں ہمارا چہرہ سرکار صاحب کے چہروں میں متحیرانہ کے ارشاد و ہدایت سے دل و دماغ کو روشن کرنا ان سب کے لئے بھلا کہاں موقع مل سکتا تھا جس شوق تو شنکی کو لیکر اس نئی بستی اور اس کے بستے والوں کو دیکھنے اور ان سے ملنے کے لئے گیا تھا، اس سے زیادہ مشتاق اور شہنشاہ کام ہو کر وہاں سے لوٹا ہے

آرزوئے دید جانان بزم میں لائی تھی

بزم سے میں آرزوئے دید جانان بھلا

اب قصد ہے کہ کھر کی فرصت میں خاص تیاری کے ساتھ جاؤں گا اور کئی روز قیام کر کے اس کے مختلف شعبوں اور اداروں کا بغور مطالعہ کر دوں گا۔ منت شکم! کھانوں کے ساتھ وقت دو وقت گزار دوں گا، ان کے چوش محل اور کنگی عقیدہ سے اٹھوں گا، اور سب سے بڑھکر ان کے موجودہ گروجی ہمارا چہرہ سرکار صاحب سے نیاز حاصل کر کے ان کے بند و نصال سے بہرہ اندوز ہوں گا۔ پھر یہی اس قلیل عرصہ میں جو کچھ اس نوآبادی کے مختلف حصوں کو کھوم پھر کر دینگے، اس کے بعض کارکنوں سے گفتگو کرنے اور پھر اس کے بعد اس کے گھر اور حالات پڑھنے کا موقع ملا، اس کی بنا پر یہ چند سطر سپرد قلم کیا جاتی ہیں۔

تعلیمی صنعتی اور حرفتی اداسے

میں یہاں ان کے عقاید و خیالات اور ان کی مذہبی رفتارسے چنداں بحث نہیں جہتقد رعم ان کے تعلیمی و تمدنی کارناموں کو ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اس سبب کے اندر تعلیمی و تمدنی ضروریات کی ہر شے کا باقاعدہ اور مکمل انتظام ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کی تعلیم گاہوں کو لیتے ہیں۔ بھاک کے اندر داخل ہوتے ہی ایک نہایت عالیشان عمارت ملے گی جو ۲۰۰ فٹ لمبی ملی گئی ہے اور چار پی خوشنما کھڑکیوں اور گولتھک طرز کی محرابوں سے نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ یہ "رادھا سوامی انسٹی ٹیوٹ" کے نام سے موسوم ہے۔ ۱۹۱۷ء میں جب رہنے کے لئے کچھ مکانات بنائے گئے تو دو سال بعد خیال پیدا ہوا کہ ان کمپنوں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک اسکول بھی ہونا چاہیے چنانچہ ۱۹۱۷ء میں نڈل ٹنک کی جامعیتیں کھول دی گئیں۔ اسی دوران میں اسکول کپڑے نے ایک موقع سے آ کر یہاں کے انتظام و تعلیم کا معائنہ کیا اور نتیجہ خاطر خواہ پا کر اس نے اپنی رپورٹ میں یہ الفاظ لکھے۔

"میرے خیال میں کسی اسکول نے اب تک اس حق کی درخواست کرنے میں پہلے پہل حق بنو پھر مانگو کے اصول پر اس سے زیادہ بہتر اور خوبی کے ساتھ عمل نہیں کیا ہے"

اس رہا رک کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکول دسویں جماعت تک ہو گیا اور ۱۹۲۳ء میں میٹرکولیشن کے امتحان کے لئے امیدوار بھیجے گئے، جن میں سے ۷ پاس ہوئے یہی وہ زمانہ تھا جبکہ سیرلکیشن کی رپورٹ شائع ہوئی تھی اور اس کی سفارشات کی بنا پر موجودہ میں انٹر میڈیٹ کالج قائم ہوئے تھے۔ "رادھا سوامی انسٹی ٹیوٹ" کی مجلس منتقلہ نے بھی اس اسکیم کے ماتحت اپنے ہاں فوراً دو جماعتیں بڑھ کر انٹر کالج قائم کر دیا، جس میں آؤس اور سائیس دونوں شعبوں کی تعلیم کا نہایت معقول اور بہتر انتظام رکھا گیا۔ اس وقت انسٹی ٹیوٹ میں کوئی چھ سو سے زائد طالب علم ہیں جن میں نوز کے قریب طالبات ہیں۔ پانچویں جماعت تک لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم بھی پڑھتے کا انتظام ہے لیکن اس کے بعد سے لڑکیوں کی تعلیم علیحدہ ہو جاتی ہے اور اب ان کے لئے بھی ایک کالج کھولنے کا خیال ہے جس دن ہم لوگ "دیباغ" دیکھنے گئے تھے اس روز حضور شرکار صاحب "ذہیر تعلیمات صوبہ متحدہ سے اسی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اس کے علاوہ مہتر سن بچوں کی تعلیم کا نہایت جدید اصولوں پر انتظام ہے۔

انتظامات "رادھا سوامی ست سنگ" کی عام مجلس منتقلہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو اس فرقہ کے تمام دینی و دنیاوی مسائل کی تنہا ذمہ دار ہے۔

فرقہ کی بنا اور اس کی رفتار

اس فرقہ کے اصل بانی رادھا سوامی دیال نامی ایک شخص تھے جو شائع میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی زندگی کے حالات مجز اس کے اندر کچھ نہیں معلوم کہ انھوں نے فارسی، عربی اور سنسکرت کی نہایت اچھی تعلیم حاصل کی تھی اور یکین ہی سے مذہبی میلان لیکر پیدا ہوئے تھے۔ ۱۸۷۱ء میں ان کچھ الہامات ہوئے اور انھوں نے اپنے پیغام کا دنیا میں اعلان کیا۔ زندگی جی میں انھیں کچھ پیروں ملے جن سے انھوں نے رادھا سوامی ست سنگ کے نام سے ایک جماعت قائم کی جسے ۱۸۷۱ء میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کے دوسرے جانشین حضور صاحب "کے لقب سے گدی پر بیٹھے ان کے زمانے میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی لیکن ۱۸۷۹ء میں تھانوی صاحب جب اس گدی کے تیسرے خلیفہ ہوئے تو اس وقت یہ جماعت اتنی بڑی ہو چکی تھی کہ اس کے بعض ضروری امور کو طے کرنے کیلئے ایک مجلس منتقلہ قائم کرنے کی ضرورت پڑی اور متقدمین کے نذر و وقایع بھی اس قدر موٹے تھے کہ انکا بہتر انتظام کرنے کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کرنا پڑا۔ ان کے زمانے میں الہ آباد اسکام کو قرار پایا جو بعد میں بدلتا ہوا بن کر دیا گیا۔ ۱۸۷۹ء میں ان کے تیسرے خلیفہ کا بھی انتقال ہو گیا اور چوتھے جانشین سرکار صاحب ہوئے جو مراد علی شاہ آباد (بہار) کے رہنے والے تھے۔ ان کی وجہ سے ست سنگ کا مرکز بھی منتقل ہو کر مراد آباد پایا لیکن بعض وجہ سے ۱۸۷۳ء میں اسے اٹھارہ "پنجاب" لیجا نا پڑا۔ اس آئے دن کے انتقال مکانی نے تنظیم کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ اس طرح جماعت میں روز بروز انحطاط اور ضعف آتا جائیگا اور اندیشہ یہ کہیں ایک دن انتقال روحانی بھی ہو جائے چنانچہ انھوں نے آگرہ کو اپنا مستقل مرکز قرار دیا جو بانی مذہب کی جائے ولادت کے ساتھ ان کا آرام گاہ و دہائی بھی ہے یہی جذب کشش بھی جو انھیں شرق و مغرب بڑھت پھراتے بعد لا آخر انھیں دہلی لے آئی، جہاں سے وہ اٹھے تھے اور آج ان کا مستقر ان کے ہادی کی خواب گاہ کے پاس ہے جیکے نقش قدم پر چلتا ہوا اپنے لئے ہدایت و نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔

یہ تمام عذاتیں، میدان اور مکانات سب ایک علم کے بڑے قدردان موجودہ کے سابق گورنر مہاراجہ کوثر کی قدر افزائی کا نتیجہ ہیں۔ ”ست سنگ“ کے لوگوں نے جب اسکول وغیرہ کی عمارتیں بنانی چاہیں تو گرد و پیش کے زمینداران انھیں زمین نہیں دیتے تھے۔ بلکہ صاحب نے اپنے اثرو ۶۰ ہزار قیمت کی زمین لیکر انھیں دی اور ۳۵ ہزار روپے اسکول و کالج کی دوسری ضرورتوں کیلئے عطا فرمایا۔

جیسا کہ پہلے کہیں ذکر ہو چکا ہے، ان کے اصول میں یہ بات ابتدائی سے رکھی گئی ہے کہ تمام ضروریات کی چیزیں خود ہی پیدا کی جائیں۔ نیز تعلیم پانے والے طلباء کے لئے عام تعلیم کے ساتھ ساتھ دستکاری اور حرفہ کی تعلیم کا بھی کوئی انتظام ہو، اس بنا پر یہاں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر صنعت و حرفت کا ایک کارخانہ بھی ہے جسکا تخت پارہ بانی، چرم سازی، بخاری، لوہے اور دھات کا کام نیز ان تعلق کرنے کا کام بھی سکھایا جاتا ہے۔ چرم سازی میں مختلف اقسام کے جوتے، سوٹ بس اور دوسری چیزیں، بخاری میں لکڑی کی تمام اشیاء دھات کے کام میں چاقو اور پھر پائ، جراحی کے آلات ڈیزل جوئے کے ٹونہ کی لائٹیں، فوٹو بین وغیرہ ہزاروں استعمال کی چیزیں بنی ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں بغرض فروخت بیچی جاتی ہیں۔ ہرسال تقریباً ۵ لاکھ روپے کا سامان تیار ہوتا ہے جسکا بڑا حصہ سرکاری حکمران خریداری اور گورنمنٹ پرچیز ڈیپارٹمنٹ میں لیا جاتا ہے۔ اس کے تحت ایک صنعتی اسکول بھی ہے جس میں میٹرکولیشن پاس شدہ لڑکے لئے جاتے ہیں اور جیسن میکینکل لکڑی مکینکل انجینئرنگ سکھائی جاتی ہے۔ اسکول کی کامیابی اور مزید تعلیم کی ضرورت دیکھ کر منتظمین کا عنقریب ایک انجینئرنگ کالج کھولنے کا خیال ہے جسکو عمل میں آتے ہوئے کچھ دیر نہ لگی۔

ضروریات زندگی کے لئے دوسروں سے بے نیازی کا یہ حال ہے کہ برقی روشنی اور نل کے پانی کا انتظام بھی بالکل اپنا رکھا ہے۔ شہر سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے ان کا خود اپنا ٹیلیفون بھی ہے اور ہتھرو دالوں سے بات چیت کرنے کے لئے اس کا سلسلہ شہر کے سلسلہ سے جوڑ دیا ہے۔

ان کا رفاہیات کے علاوہ ایک ڈسری فارم بھی ہے جس میں سو سو کے قریب نہایت اچھی قسم کے مویشی رہتے ہیں۔ جہاں گایوں کو چارہ دیا جاتا ہے، وہاں صفائی کا نہایت معقول انتظام رکھا جاتا ہے۔ دورویہ ناند کی قطاریں ہیں

تعلیم کا تمام انتظام اقامتی طرز پر ہے یعنی طلباء وہیں رہتے بھی ہیں جن کے لئے تین بڑے بڑے دارالاقا سے ہیں، ایک کالج کے طلباء کے لئے، دوسرا متوسطہ اسکول لڑکوں کے لئے اور تیسرا چھوٹے بچوں کے لئے رہنے سنے کا طریقہ بڑی حد تک سادہ اور نہایت صاف ستھرے انداز پر ہے۔ پہلے دو دارالاقاموں میں ہر کمرے میں تین تین یا زیادہ سے زیادہ چار لڑکے رہنے کا قاعدہ ہے۔ سامان معیشت میں ہر لڑکے کے حصہ میں ایک چادر پائی، ایک میز اور ایک کرسی ہے۔ زیادہ نہیں۔ کمرے نہایت کچھلے ہوئے، روشن، صاف اور ستھرے ہوتے ہیں۔ بستر، میز، کرسی اور کتابیں نہایت سلیقہ اور فریب سے ہوتی ہیں۔ دارالاقاموں کے ہر کمرے کے سرے پر ایک فٹ رگ (جوتے صاف کرنے کا ٹاٹا) ہوتا ہے اور دونوں سروں پر کوٹا کرکٹ یا کاغذ وغیرہ ڈالنے کے لئے ٹین یا لوہے کے ڈبے رکھے ہوتے ہیں۔ ہم سے یہ بیان کیا گیا کہ لڑکے کمرے خود اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہیں اور اس قسم کے کاموں کا عادی بنانے کے لئے خود گرجی و تنا فوقتاً ترغیب دلاتے کہتے ہیں اس کے متعلق کالج کے پرنسپل صاحب نے جواب کی نہایت بااخلاق، شریف اور اس جماعت کے سرگرم اور مخلص کارکن ہیں دوران ٹنگوں میں ایک واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ جس دارالاقامہ کو آپ دیکھنے جائیں گے وہاں پہلے زمین نہایت صاف اور ناہموار تھی۔ ایک دن ”سرمکار صاحب“ ادھر تشریف لے آئے اور یہ حالت دیکھ کر لڑکوں سے فرمایا کہ یہ تو نہایت بڑی بات ہے کہ جہاں انسان رہے، وہاں اسی گندگی اور بدنامی پائی جائے تم لوگ بہتر ہے کہ خود یہ تمام زمین برابر کر کے صاف کر ڈالو۔ میں فلاں دن آؤنگا اور دیکھوں گا کہ تم لوگوں میں کہاں تک محنت اور حوصلہ ہے۔ عرض حسب وعدہ ”سرمکار صاحب“ باب دن تشریف لائے اور دارالاقامہ کے ارد گرد کی تمام زمین کو دیکھا کہ آئینہ وار چمک رہی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور لڑکوں سے فرمایا کہ ”اچھا بتاؤ اس کے کھد میں تم کیا چاہتے ہو؟“ ان خوش مذاق لڑکوں نے کہا ”ایک فوارہ!“ ”سرمکار صاحب“ نے فرمایا کہ ”بھئی کام تو تم نے زیادہ سے زیادہ دن میں روپے کی مزدوری کا کیا ہے لیکن عمل میں تین چار سو روپیہ کی چیز مانگتے ہو۔ اچھا نہیں، تمہاری خاطر سے یہی منظور ہے“ چنانچہ اس دارالاقامہ کے سامنے سنگ مرمر کا ایک نہایت عمدہ، بڑا فوارہ پڑا چھٹ رہا ہے۔ آپ کو سن کر تعجب ہو گا کہ ”انٹی ٹیوٹ“ کی

(مذہب) اسلام اصولی حیثیت سے

اوقات میں جبریل فرشتہ کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔
(۴) خدا کے تمام انبیاء پر اعتقاد کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا میں ہدایت
کے لئے آئے۔

(۵) حشر و نشر اور قیامت کا اعتقاد کہ تمام بنی نوع خدا کے سامنے
پیش ہوگی اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کی مستحق ہوگی۔
(۶) تقضا و قدر کا اعتقاد کہ کاتب تقدیر نے دنیا کی مبداء میں سے قبل
ناقابل تسخیر حکام انسان کے لئے مقدر کر دیے ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز وہ
مطلب نہیں کہ انسان مجبور محض ہے۔
یہ وہ چھ اصول ہیں جن کا تعلق اعتقادات سے ہے۔ بغیر ان کے
اسلام معتبر نہیں ہو سکتا۔

بقیہ صفحہ (۸)

اس پر لوگوں کو سخت حیرت رہی۔ اخیر میں آپ اٹھے اور اپنا مُٹلا، تسبیح اور
کاسہ چوبیس چوم شد کی طرف سے عطا ہوا تھا، وہ آپ نے شیخ نصیر الدین کو بخشا
اور فرمایا کہ تم دہلی میں لوگوں کے رنج و تکلیف اٹھانے کے لئے رہو۔ یہ سب کچھ
جب ہو چکا تو حالت متغیر ہوئے مگر اور ابھی آفتاب اُٹھتے سوا گھنٹے باقی تھا
کہ یہ آفتاب دین و ہدایت غروب ہو گیا
اِنَّا اَنَامْنَا وَ اَنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ



اسلام ہر زمانہ میں وہی تھا جواب ہے۔ البتہ علی حیثیت سے بعض بعض
جزئی صورتیں جن میں ظاہر شکل ذرا جداگانہ معلوم ہوتی ہے مگر منشا ہر وقت
ایک ہی رہا۔ اور اس اختلاف کی بعینہ وہی حیثیت ہے جو ایک ہی انسان میں
عمر کی تبدیلی ترقی سے پیدا ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ اسلام
واقعی ان اصول کا حامل ہے جن سے انسان کی ظاہری اور باطنی نشو و نما
صحیح طور پر ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ جب وہ روزمرہ کے واقعات سے اور
یعنی دلائل سے اس بات کو سمجھ لیا کہ ایک زبردست طاقت مجھ پر کنٹرول کرتی
ہے جو انگوٹھوں سے تو ضرور پوشیدہ ہے مگر اس کی قوت کو مظاہر ہو ضرور
انگوٹھوں کے سامنے آتے ہیں، تو وہ اس یقین پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ ہی
ہماری اُمید و ناکامی ہے۔ اور یہیں سے روحانیت کی ابتدا ہو جاتی ہے۔

پھر اسی کے ساتھ وہ ان معمولات کو بھی اختیار کر لیتا ہے جو ایک ایسے
شخص کی زبان سے سنتا ہے کہ جو اسی جیسا مگر اپنے برگزیدہ صفات کی وجہ
سے تمام مخلوقات پر افضلیت رکھتا ہے۔

جب ہم ان باتوں کو صحیح طور پر سمجھ لیں گے، اور شہادت اور دلائل کا
جہان تک متعلق ہے، انکی طرف سے بھی اطمینان حاصل ہو جائیگا تو ان چھ
اصول کے تسلیم کرنے میں ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا۔ ان ہی کو اصول اسلام
کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) توحید۔ خدا کی وحدانیت کا اس طور پر اقرار کرنا کہ وہ تمام عیوب و
منزہ و مبرا ہے۔

(۲) فرشتوں کا اعتقاد کہ وہ ایک نورانی اور مکمل مخلوق ہیں جو خواہشات
نفسانی سے بالاتر ہیں۔

(۳) قرآن کا اعتقاد کہ وہ ایک خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے جو مختلف

ماہینہ

صوفشاں مکڑی کا انکشاف

(۲)

روشنی اس کے تمام جسم سے منتشر ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ایک عامی غیر ماہر فن آدمی بھی آسانی سے یہ معلوم کرے سکتا ہے کہ مسٹر براؤن کے نتائج بالکل درست ہیں، مجھے اس بات کا یقین ہے کہ وہ تشریحی اور حکمیاتی نتائج تک ساقی حاصل کر سکی اہلیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اُس نے امریکہ اور یورپ کی جماداتی کافول میں کئی سال گزارے ہیں اور اب وہ گرگرون (ایک قسم کے بھیجاؤں) کے شکاری کی حیثیت سے بڑی نام آوری حاصل کر چکا ہے۔ وہ ایک نہایت متین اور غیر ناراض پسند طبیعت کا انسان ہے اور اس کو اپنی ذات کی دیانت اور اپنے انکشافات کی صداقت پر کامل اعتماد ہے۔ صوفشاں مکڑی کے متعلق اسکا یہ انکشاف اس نوع حیوانی کے اولین نمونہ کی حیثیت سے دفتر تحقیق کے صفحات پر ہمیشہ یاد رہے گا۔ بہت ممکن ہے کہ قیمت کا کوئی دوسرا منظور نظر مکشفت اپنی خوش بختی کی یادری سے اس جانور پر گرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جو کہ نیپال کی مشہر تاریک میں اس طرح ایک قندیل رہیابی "جلایا کرتا ہے۔"

میں نے ابھی نورافشاں مکڑی کے متعلق آپ کا مضمون نہایت دلچسپی سے پڑھا اور مجھے خیال آیا کہ غالباً وہ مکڑی جگنو کھائے ہوئے ہوگی مجھے بھی ایک موقع پر یہ خیال ہوا تھا کہ میں نے ایک صوفشاں مینڈک کا انکشاف کیا ہے لیکن قریب تر مشاہدہ یہ معلوم ہوا کہ وہ جانور جگنو کھائے ہوئے تھا جسکی وجہ سے اس کے پیٹ سے تیز روشنی نمودار ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ اس جانور کی نورافشانی کی مندرجہ ذیل دیگر امکاں صورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اس کو کسی صوفشاں حرثومہ کا انکشاف دیا گیا ہو یا فی الحقیقت اس سے اندر کسی منور عضو کا موجود ہو، لیکن یہ بہت بڑا ہوا کہ آپ نے اس جانور کو پکڑ لیا۔ مندرجہ بالا نظریہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر براؤن لکھتے ہیں کہ یہ تو جہ اس مکڑی پر شکل سے متعلق ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ مکڑی ہمیشہ اپنے شکار کو چستے ہوئے پکڑے رہتی ہے۔ یہی اعتراض اس نظر پر کے دوسرے حصہ پر بھی وارد ہوتا ہے جو کہ حراچی انکشاف کے متعلق پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ برائیں یہ بات بھی ہے کہ میرے معائنہ اور مشاہدہ بالکل ارا دی تمام کھاتا اور روشنی بالکل بیضوی یعنی اس جانور کے پیٹ کی شکل تھی۔ اگر مکڑی منور شے کو کھائے ہوئے ہوتی تو

آپ کے بچوں کے لئے ایک نہایت ہی مفید اور با تصویر ماہوار رسالہ
زیبہ سستی جہانگیر ہونہار
 محمد یوسف حسن صاحب ڈائریٹر ننگیال

دارالسلطنت دہلی سے نومبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہو جائیگا۔ اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ بچوں میں صحیح قومی اور اخلاقی تعلیم پھیلائی جائے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے قابل اور تجربہ کار اساتذہ کے مضامین اس رسالہ میں شائع ہونگے ملک کے بڑے بڑے مضمون نگار حضرات اس کے معاون ہیں۔ کتابت و طباعت کا بہترین انتظام کیا گیا ہے۔ نو ٹیلاک اور دستی تصویریں ہر ماہ شائع کی جائیں گے یہ رسالہ آپ کے بچوں کا ایک تاملین ہوگا کم بڑے لکھے مروار و عورتیں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ رسالہ کا سائز ۱۰×۷ ۱/۲ فٹ ہے۔ قیمت تین روپیے سالانہ خیرا رضا جہان اپنا نام جریدہ ڈکالینس ناکر پریس سے بھلا شانداز و زبور پرچہ ان کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے۔ نمونہ سر کے ٹکٹ میکر منگوا جا سکتا ہے۔ پتہ: منیر رسالہ ہونہار دفتر متصل شمل واشنگٹن فیکٹری دہلی

(تاریخ)

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاؒ

(۲)

نے بعد نماز ظہر یاد دلایا کہ آج چاند رات ہے۔ حکم ہوا خاموش رہو۔ بعد عصر اس نے پھر اشارہ کیا۔ اس وقت بھی خاموشی کا حکم ہوا۔ اس نے بوجھ لیا کہ حضرت غلامنا شریف نہ لے جائیں گے۔ اسی شب میں یہ واقعہ پیش آیا۔ پیرات بھی مشکل سے گزرنے پاتی ہے کہ خبر دغا نامی جو خاندان شاہی کا پیر و روہ اور بادشاہ کا منظور نظر تھا، بادشاہ کو قتل کر ڈالتا ہے اور اسی کے ساتھ قاضی کو بھی اور جو تخت شاہی پر ٹکڑا جاتا ہے۔ کارکنان قضا یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور انگشت بدندان رہ جاتے ہیں

ای طرح ایک اور واقعہ پیش آیا۔ غیاث الدین تغلق ایک بار ننگال کی مہم پر گیا تھا جب واپس ہونے لگا تو آٹھائے راہ میں اُسے یہ خبر ملی کہ اس کا بیٹا محمد تغلق پڑ مرشد شیخ نظام الدین اولیا کا اشارہ پا کر تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ غیاث الدین تغلق نے جب یہ سنا تو شیخ کے پاس یہ پیغام لکھا بھیجا کہ آپ غیاث پور کا قیام فوراً چھوڑ دوں، اس سے سلطنت کے نظم و نسق میں خلل پیدا ہو جائے۔ شیخ نے جب یہ خط پڑھا تو فرمایا ہنوز دکی وراست اور خدا کا کرنا، اسیا ہوا کہ غیاث الدین تغلق جب لوٹا تو سب سے پہلے تغلق آیا دی میں اُترا اور وہاں کے استقبال وغیرہ کی تیاری میں ایک خیمہ نصب کیا گیا سو رات اتفاق سے وہ خیمہ گر پڑا اور وہ اسی میں مر گیا اور شیخ سے انتقام نہ لے سکا اسی وقت سے یہ فقرہ بدو ضرب الش کے استعمال ہونے لگا ہے۔

شیخ کی عمر نوے سال کی ہو چکی تھی اور ان کا نوے سال میں اپنے انتقال کیا جب آپ نے اسی موت میں مبتلا تھے اور جینے کی کوئی اُمید نہ تھی تو ایک دن آپ نے خادم خواجہ اقبال سے فرمایا کہ قتال و اسباب گھر میں ہو، وہ سب چیزوں کو کھینچ کر وہاں لے آئے۔ خواجہ نے کہا گھر میں لکھا گیا ہے۔ تندہ دایا میں جو کچھ آتا ہے، وہ روز کا اندازہ کر کے ہوجاتا ہے البتہ نگرخانہ کے سلسلے میں چند ہزار من ہوا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اچھا کلور سب چیزوں میں سے کچھ کر دو۔ اس کے بعد اپنے کچر دی کی کھری منگوائی اور اس میں سے سترہ قلعیت مریدوں کو خطا کی اور انھیں مختلف اطراف میں چلے جانے اور مرقم ہو نیکو کلمہ دیا۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی آپ کے ایک من مرقم ہے۔ آپ نے ان کو کچھ نہیں عطا فرمایا۔

کچھ دنوں کے بعد فاتحہ کی تقریب سے تمام مشائخ اور بزرگان مزار پر جمع تھے اور بادشاہ بھی ایک طرف قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ حضرت نظام الدین کا اس طرف سے گزر ہوا تو بعض مصاحبین نے یاد دلایا کہ بادشاہ اس وقت موقع سے تشریف فرما ہیں۔ مناسب ہو تو ملاقات فرمائیں۔ شیخ نے یہ لکھ کر نالہ کیا کہ اس وقت وہ قرآن پڑھتے ہیں مصروف ہے۔ ملاقات میں نفل ہو گا مگر بادشاہ کن آنکھوں سے زیارہ دیکھ رہا تھا اور عقدہ و تکلیف سے بھر پور کانپ رہا تھا۔

بالآخر اس سے نہیں رہا گیا اور اس نے تمام مشائخ و بزرگان کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا کہ نظام الدین اولیا مجھ سے ملنے کے لئے کبھی نہیں آتے ہیں جس سے میرے اقتدار شاہی کو سخت ٹھیس پہنچ رہی ہے اگر ہر روز جنس تو مفت نہ دے اور یہ بھی نہ سہی تو ہر چاند رات کو مل جائیگا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اس قدم پر ہونے پر شیخ کو سمجھایا اور دوبارہ درخواست کی حضرت تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آدیکو کیا ہوتا ہے۔ لوگوں نے لفظ انشاء اللہ سے یہ سمجھایا کہ حضرت راضی ہو گئے اور جاکر بادشاہ کے حضور میں یہ خوشخبری سنائی دی۔

لیکن ابھی چاند کی ستائیسویں تاریخ تھی کہ شیخ کے دو بڑے مغرب مرید خدمت میں حاضر ہوئے اور اس خبر پر تعجب کا اظہار کیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ نہیں یہ سنا نہیں ہے۔ وہ بہت متدد ہو چکے کہ اسی کی قیامت ہو نہ پالی ہے شیخ نے ان کی یہ پریشانی دیکھ کر فرمایا کہ کچھ نہیں ہو گا۔ بادشاہ کو کچھ برکسی گمانی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اسی شب میں آپ نے یہ خواب دیکھا کہ اس کو تھے یہ قبیلہ رو میٹھا ہوں کہ ایک تیز سینکوں والی گائے سامنے سے آئی چوٹی اس نے مجھ پر حمل کر دیا اور وہ گائے اس کے سینک دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زمین پر دھک دیا اور وہ گائے ہی ہلاک ہو گئی۔ اس خواب کو مستلکھتہ مرید کے دلوں کو ذرا تقویت ہوئی چنانچہ جب چاند کی اسیستیسویں تاریخ آئی تو خادام

طبعی جغیہہ

۲

آب و ہوا گرم ہے وہاں گرمی میں پیدا ہونے والے درخت اور غلہ پیدا ہوگا۔ چنانچہ ملگری میں چار اور پنجاب میں کثرت سے گیہوں پیدا ہوتا ہے۔ دکن میں روٹی کی کثرت ہے۔

زمین میں بہت سے کمیائی مرکبات ہیں اور ہر وقت ان میں کمیائی عمل ہوتا رہتا ہے چنانچہ زمین میں مختلف قسم کی کانیں پائی جاتی ہیں۔

اب ہم کو دو اہم چیزیں دستیاب ہوئی ہیں (۱) غلہ اور (۲) کانیں تمام تجارت کا دار و مدار انھیں دو اشیا پر ہے۔

جن ملکوں میں معدنیات کی کثرت ہے وہاں صنعت و حرفت ترقی پر ہے۔ چنانچہ یورپ ایک صنعتی براعظم ہے جہاں دن رات ہزاروں قسم کی چیزیں بنتی رہتی ہیں اور ادھر ادھر بھیجی جاتی ہیں۔ جہاں غلہ زیادہ ہوتا ہے وہاں سے ان ملکوں کو بھیجا جاتا ہے جہاں کمی ہو مثلاً ہندوستان

سے ہندوستان غلہ برماں یورپ کو جاتا ہے۔ اور اُس کے بدلے ہم کو مویشیں، سبکی ریل گاڑی کے سامان۔ اجن اور بہت سی چیزیں ملتی رہتی ہیں۔ اپنی ضرورت یا

کے لئے دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں اگر ہندوستان پر یہ الزام عائد کیا جائے کہ یہ صنعتی ملک کیوں نہیں ہوتا تو یہ بجا رافطرت سے مجبور تھے۔

یہاں بجائے صنعتی کالج اور اسکول کھولنے کے اگر زراعتی کالج کھولے جائیں تو اس کی ترقی دن دوئی رات چوگنی ہو سکتی ہے۔ صرف امریکہ ہی ایک ایسا

ملک ہے جسکی کھیتی باڑی محتاج نہیں ہے وہاں غلہ بھی اسی کثرت سے پیدا ہوتا ہے جس طرح کہ ہر قسم کی کانیں ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بالکل الگ ملک ہے اور

یہاں دولت بھی اس قدر پیدا ہو رہی ہے جس کا اندازہ محال ہے۔

تجارت کیلئے ذرائع آمد و رفت کا بہت بڑا سوال رہ جاتا ہے جس زمانہ میں فن ہزارانی ایجادیں ہوتی تھیں اس وقت سوداگر صرف خشکی کے

راستوں سے مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے تھے جس میں اُن کو بہت سی قیمتیں پیش آتی تھیں۔ اُن کو ہر وقت قزاقوں اور راہزنوں کا کھٹکا رہتا تھا اور یہ تمام بوجھ بچا رہے جانوروں کی پیٹھ پر لا کر لے جایا جاتا تھا۔

شبنم۔ کمر۔ اولے اور پالے بھی اسی طرح بنتے ہیں۔ آئیے ہم آپ کو یہ بتائیں کہ شبنم کس طرح بنتی ہے۔ شبنم اسی وقت بنی جب کہ مطلع بالکل صاف ہو۔ یہ گھاس کی اچھی سطح پر بنتی ہے چنانچہ گھاس جو تمام دن کی گرمی جذب کر لیتی ہے رات میں اس کا اخراج ہوتا ہے۔ اور جب صبح کی سرد ہوا اس گرم ہوا سے ٹکراتی ہے تو یہ فوراً قطروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور گھاس کی اچھی سطح پر پانی کے قطرے جمع ہو جاتے ہیں۔ ہم تجربہ کی مدد سے یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ کس جگہ کا نقطہ شبنم کیسا ہے چنانچہ اس کی دریافت کیلئے زیالہ نامی عالم طبیعیات نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جسکو شبنم کا آلہ کہتے ہیں۔ کمر اور اولے وغیرہ بھی اسی طرح بنتے ہیں۔

اب آئیے ہم کچھ زمین کے اندرونی کارکن سے بھی بخوشی بحث کریں۔ زمین کے اندرونی کارکن، گرم پانی کے چشمے۔ زلزلہ۔ آتش فشاں پہاڑ وغیرہ ہیں۔

زمین پہلے بالکل آگ کی مانند تھی پھر رفتہ رفتہ ٹھنڈی ہوتی گئی۔ اس لئے آتش اثرات اب تک باقی ہیں جن سے لاف اور آگ نکلتی ہے۔ چنانچہ آتش فشاں پہاڑ اس کا ہی نتیجہ ہے جب کسی گرم چیز سے سرد چیز آگرتی ہے تو وہ فوراً ٹھنڈی جاتی ہے۔ مثلاً شیشے کے گلاس کو خوب گرم کر دو اور اس پر پانی کا ایک قطرہ ڈالو تو وہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ شیشے کا ٹوٹنا اس سے پھیلاؤ اور ٹوٹنا

کا نتیجہ ہے۔ بعینہ ہی حال زمین کا ہے۔ جب پانی زمین کے اندر جاتا ہے اور کسی گرم چیز سے ٹکراتا ہے تو اندک کی گرم گرم چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں جو زلزلے کی شکل میں ہم کو نظر آتی ہے۔ اور بعض وقت اندر پانی جا کر گرم ہو جاتا ہے

اور جوں ہی باہر نکلنے کا موقع ملتا ہے تو گرم پانی کی شکل میں نکلتا ہے۔ بجاوے جاپانیوں کو ہر وقت ان حادثات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ وہاں آتش فشاں

مبارزوں کا سلسلہ ہے۔ اسی لئے وہ ملکوں کے مکان بنا کر رہتے ہیں۔ زمینیں نہیں معلوم کہ کس وقت آفت آجائے۔

خام پیداوار پر آب و ہوا کا بہت اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ جن ملکوں کی

اے آسماں کے تارو! ^{نظم}

اے آسماں کے تارو	کیوں بھللا رہے ہو	تم نور کی فضا میں	کیا گل کھلا رہے ہو
فطرت کی بکلیوں سے	ہر دم چمک رہے ہو	یا اتنا جاگتے سے	آنکھیں جھپک رہی ہو
کیا سرد ملک میں تم	رہتے ہو اے ستارو	کیوں کپکپا رہے ہو	اس کا سبب بتاؤ
کیوں تھر تھرا رہی ہو	کیا بات ہو گئی ہے	سردی میں تم کو شاید	اب رات ہو گئی ہے
یہ چاند چودھویں کا	اک گیند نور کا ہے	یا کوہ نور میرا	یہ ملک طور کا ہے
دیکھو یہ چاند اکدم	روشن جو ہو گیا ہے	در اصل اس کے اندر	سورج چمک رہا ہے
جب تک رمیگا جتنا	سورج مقابل اسکے	نکلے گا رات میں چاند	اتنا ہی روشنی سے
جب چاند اور سورج	کے بیچ میں زمیں ہو	سورج سے نور کیسے	لے چاند یہ سمجھ لو
ہے چاند پر زمیں کا	جبوقت سایہ پڑتا	اُسکو گمن ہیں کہتے	یہ ہے سبب گمن کا
ہیں داغ چاند میں حج	ہم کو دکھائی دیتے	بے نور و حقیقت	یہ ہیں پہاڑ اسکے
سورج کے پاگل لڑی	ان میں نہیں پہنچتے	ویران ہیں بڑے اب	آباد یہ کبھی تھے
چاند اور زمیں کا رستہ	چاند اور زمیں کا رستہ	یہ کتنے میل کا ہے؟	
چالس ہزار دو لاکھ	چالس ہزار دو لاکھ	اے درد فاصلہ ہے	

قصہ و کہانیاں

ہوائی جہاز

بہت جلد نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا طیارہ نیچے آنا نظر پڑا وہ ان دونوں سے مختلف وضع کا تھا۔ اس ہوائی جہاز کے جہازن سے آگیا تھا اور دوسرے ہوائی جہاز "اسکاٹ" کے دونوں تھے، جہاز پر نیچے کے ہوسٹے تھے۔ اس طیارہ میں ایک نیکہ تھا جو طیارے کے ایک جانب سے دوسری جانب تک پھیلا ہوا تھا بالکل اسی طرح جس طرح ایک بڑے پرندے کے بازو پھیلتے جاتے ہیں۔

ماتے لہا کہ دیکھو یہ ایک پنکھ والا طیارہ ہے لندن والا دو پنکھ کا تھا۔ دو پنکھ والے طیارے آج کل بہت استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ ہوا میں زیادہ محفوظ اور مضبوط ثابت ہوتے ہیں۔ جمیل ہے لہا کہ کبھی نہ کبھی تو فوراً درمیان میں ہوائی جہاز میں بیٹھ کر مکان جایا کریں گے۔ بجائے اس کے کہ ایک گاڑی ہمارے مکان پر آکر کھڑی ہو اور ہم اس میں بیٹھیں اور اس طرح ریلوے اسٹیشن جائیں ہمارے واسطے ایک ہوائی جہاز آیا کر لینگا۔ اس میں بیٹھیں گے ٹکٹوں مکانوں کی جھینوں پر سے گزرتے ہوئے اپنے مکان پہنچ جائیں گے ہر جہنم پر ریل بدنے کی قیامت سے تو بچیں گے۔

ماتھے لگے اور فرمایا ہاں کبھی نہ کبھی تیار دوں سے اس قسم کا کام فرو
لایا جائیگا۔ مگر ہوائی جہاز دروازہ تک نہیں آسکتا اگر ہوائی جہاز گلیڈوں میں
اڑنے لگیں تو حادثہ بہت ہوں تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ طیارے کے
اڑنے اور اڑنے کے واسطے ایک وسیع میدان کی ضرورت ہے اس واسطے
کم کو تھوڑی دور تو ضرور فضائی اسٹیشن تک آنا پڑے گا تاکہ ہوائی جہاز میں
بیٹھ سکو۔ جیسے کہ تم ریلوے اسٹیشن پر مل گاڑی میں بیٹھنے کے واسطے ضرور
مکان سے جلتے ہو۔ ہاں ہوائی جہاز اتنا تیز چلتا ہے کہ آنکھ پھینکنے میں ایک
دوسری جگہ پہنچ جاوے۔

مافی ہوئی جانتے سے متعوی کرتے ہیں، انہیں بالکل ایسے خطوط اور پارسل
 دینے بھی جانتے ہیں خطاطی، قلمی یا کتبے میں باندھ کر پتے چھینک دے جاتے
 ہیں۔ پلینڈیجھری کی مانند ہوتا ہے ایسے کو اپنے رسمی عروت میں پسند نہیں آتا۔

ایک دن تمام مقصود (راموں) اپنے بھائیوں کو تنکا نام حبس چلیں
تھا۔ فضا کی آسٹین پر لے گئے۔ ان لوگوں کو عرصہ سے اس بات کی منتہی کہ
اپنے مائے جوانی جہاز میں بیچہ کر سفر کریں۔ لہذا دونوں ان کے سر جو گئے۔ اور
ان کے غفلتہ اصرار پر متاثر ماضی ہو گئے مگر اس شرط پر کہ وہ سوالوں کی مہر مار
سے تمکا داغ نہ چاہیں۔ ان دونوں نے اس کا بیچہ و عد کیا مگر عیسیٰ نے کہا
کہ میں ایک دو سوال تو ضرور کروں گا۔ تم نے جواب دیا کہ اس میں کچھ مضائقہ
نہیں۔ وہ موٹر پر بیچہ فضا کی آسٹین پر بیچے۔ یہ آسٹین ایک وسیع سبزہ زار
میں واقع تھا۔ اس کے چاروں طرف سنا بن پڑے تھے۔ وہ ایک چھوٹے
سے مکان کی طرف چلے جو لوہے کے کمبوں پر بنا ہوا تھا۔ تم نے بتایا کہ یہ
لاسکی کا مینار ہے جہاں میلوں دور طیاروں کے بینات مئے جاتے ہیں۔

اس مینارہ کے چاروں طرف ایک برآمدہ تھا بہت سے لوگ اس میں کھڑے ہوئے باہر کی طرف دیکھ رہے تھے اس میں سے ایک ٹھکانا سامنے تھا اس نے دریافت کیا کہ شاید یہم اپنے بھائیوں کو نوصافی سفر کے واسطے لے جا دے؟ مائے کہا کہ نہیں آج تو نہ جائیں گے، گواناکی عید یہی ہے کہ آج ہنر کریں جمیل جمیل مونوہر سے ادرتے اور چاروں طرف دیکھتے گئے۔

جوں جوں ہوائی جہاز بنے آگیا، انکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوائی جہاز زمین سے ٹکرا جائیگا لیکن نہیں۔ ہوائی جہاز کے پیسے بخوشی ورت کر گھاس کو چھوڑتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد زمین سے لگ جاتے ہیں۔ ہوائی جہاز زمین پر دوڑنے لگتا ہے پھر ٹوک جاتا ہے۔

ایک طرف کا دروازہ کھلے اور بیت سے سفر باہر نکلے یہ مسافر لندن سے آئے تھے وہ ریل سے نہیں آئے کیونکہ ہوائی جہاز ریل سے زیادہ تیز چلتا ہے۔ اسٹیشن پر پہلی ہوائی جہاز موجود تھی ان میں سے ایک روانہ ہو رہا تھا۔ وہ بہت چھوٹا سا جہاز تھا۔ اس کا رنگ لکڑی کا تھا اس کے کنبہ بہت چھوٹے تھے اس کا سبب بہت تیز رفتار تھا۔ اس کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰۰ میل تھی یہ سفر جہاز جس کا نام "اسکاٹ" تھا شروع ہوا تھا وہیں اس کا دروازہ

ڈیپوک شہزادہ

بہت زمانہ گزرا کہ ملک فارس میں ایک بادشاہ رہتا تھا۔ نہایت ہی عادل اور نیک۔ اُس کے زمانے میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ بادشاہ کے تھا ایک لڑکا۔ نہایت ہی بزدل کیندہ۔ اس لڑکے کا نام رحیم تھا۔ انسان جیسا ہوتا ہے ویسی اسکو محبت بھی مل جاتی ہے۔ میاں رحیم کے دوست شہر کے بدعاش اور آوارہ لوگ تھے۔ غرض ہوتے ہوئے رحیم کے والد کا بھی آخری وقت آپہنچا۔ اور وہ بچارے اس دنیا سے ابل بے کیا تھا رحیم بچلے سے بھی زیادہ عیش و آرام کرنے لگا۔ تاہم بدعاش دن بھر محل میں جمع رہتے۔ امکان رحیم کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے وزیر کو یہ کہتے سنا کہ کل آپ کو شیر سے لڑنا ہوگا۔ رحیم نے غصہ ہو کر پوچھا "کیوں" وزیر نے جواب دیا "اس ملک کا یہی دستور ہے جب کوئی نیا ولیعہد بنایا جاتا ہے تو سب سے پہلے اُسے شیر سے لڑنا ہوتا ہے۔"

میاں حسیم اس وقت تو خاموش ہو رہے لیکن شیر کا نام یاد کر کر کے اُنکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ انھوں نے رات میں بھانے کا پکا ادا دہ کر لیا۔ انکے دوست اُنکے کچھ کام نہ آئے رات کے دو بجے کے قریب میاں حسیم گھوڑا لیک بھاگ کھڑے ہوئے۔ دو تین دن تک بار بار چلتے رہے۔ آخر کار جھپوک کی بہت ہی شدت ہوئی او گھوڑے سے بھی نہ چلا گیا تو میاں حسیم ایک جنگل میں اُمترے۔

بہت دور ایک چرواہا دکھائی دیا گھوڑے کو دشت سے باندھ کر سوار کے پاس پہنچے چرواہا بیٹھا ہوا، اپنی بانسری بجا رہا تھا۔ اس نے جیم کا پرچس متعلقہ سوال کیا۔ رحیم نے پہلا سوال کھانے کی کیا۔ اس بجائے نے سوکھی روٹی جو گھر سے کھانے کو لایا تھا دیدی۔ رحیم کھانا کھا کر گھوڑے کے پاس گئے۔ اُسے پانی پلایا اور پھر اپنے ساتھ چرواہے کے پاس لے آئے چرواہے نے کہا کہ آپ میرے مالک کے یہاں چلیے۔ وہ اپنی قدر کر سگے۔ دُوبتے کو تنکے کا سہارا۔ رحیم چلنے کو راضی ہو گئے۔ شام کے وقت جب رحیم چرواہے کے ساتھ جا رہے تھے تو ایک جھیاںک آواز سُنی دی۔ رحیم چرواہے سے بولے ”یکس کی آواز ہے؟“ چرواہا ”یہاں سے تین چار کے فاصلہ پر شیہ راہر تے ہیں۔ دُرنے کی کیا بات

آپ جوانی جاز میں بیٹھنے کے واسطے اس اسٹیشن پر آتے ہیں۔ تمہارے جواب دیا۔ "نہیں جس طیارے کو میں چلا ہوں وہ بحری طیارہ ہے وہ صرف پانی را کرتا ہے۔ بیسوں کے بجائے پچھلے مشکل شے کے ایک ٹنڈہ لگا ہوتا ہے۔ سوچ پوچھو تو یہ اڑنے والی شے ہے جبکہ تم اور اُن نے یہاں کے مکان اور اس کا چارے سے جو میل نہیں کیا کہ ہم بھی جاز داران نہیں گے تمہارے کیا کہ انشا اللہ۔ مگر جاز داران بننے کے واسطے جاز دارانی کی تعلیم حاصل کرنا ہوتی ہے۔ محض کہنے سے نہیں بچاتے۔ فضائی اسکول میں تعلیم حاصل کرنا ہوتی ہے اس کے بدلے میں سبق پڑھنا ہوتا ہے۔ انجن اور فیکلے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہوتی ہے اور یہ کہ جاز کو کس طرح زمین پر چلائیں، کس طرح اُڑائیں، کس طرح اُتائیں اور کس طرح قابو میں رکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ داغ کو صحیح اور خوشنڈار رکھیں خطوں کے وقت کھلا نہ جائیں اور غلطی نہ کریں۔

ہوائی جہاز جنگلوں اور دنیا کے غیر معروف حصوں میں سفر کرنے کے واسطے بہت مفید ہے جہاں مسافروں کو پیداوار کا نئے اور درختوں سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے پانی اور لکھنے کی قلت سے تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے جنگلی اور غل خوار جانوروں کی وجہ سے جان خطرے میں رہتی ہے وہاں ہوائی جہاز باسانی دریاؤں اور پہاڑوں کو عبور کرتا ہوا گذر جاتا ہے اور مسافروں کو کچھ روزہ نہیں بھینچتا جہاز والوں کے پاس ایک کمرہ بھی ہوتا ہے جس سے وہ اکثر اوپر سے نیچے کی تصویریں لیا کرتے ہیں۔

طیارے میں آلاسلکی ضرور لگا ہوتا ہے تاکہ جہاز زمین کے لوگوں سے بلائیچے اترے جوئے گفتگو کر سکیں اس کے بہت سے فائدے ہیں شمال کے طود پر فرض کر دو کہ اگر ایک جہاز راں کمر میں اپنا راستہ بھول جئے تو وہ ایک لاسکی کے پیام کے ذریعے دریافت کر سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ جہازی اسٹیشن پر کوئی لاسکی کا یا دوسرے پیغام کو سن لیتا ہے۔ اور اسکا جواب بذریعہ برقی تلیم بھیجتا ہے کہ تم شمال، جنوب، مشرق، مغرب۔ فلاں فلاں مقام پر ہو۔ اس جواب کی مدد سے جہاز راں صحیح راستہ دریافت کر سکتا ہے کیونکہ جب وہ صحیح طور پر معلوم کر لیتا ہے کہ وہ کس جگہ ہے وہ یہ بھی معلوم کر لیتا ہے کہ کس جانب آگے اپنا جہاز منزل مقصود پر اترنے کے واسطے اڑانا چاہئے۔

ہے یہاں نہیں ملے گا۔ بھلا رحیم کو کہاں تاب تھی۔ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے چرواہا بچا رہا چلاتا ہی رہا بھلا یہ کسی کی سنتے تھے۔

دوسرے دن رحیم نے غیم میں جاپا پیچے۔ یہ لوگ شکار کرتے کے لہو یہاں پڑے ہوئے تھے۔ تھیم کی بہت خاطر نماز کی۔ چار یا پنج دن کے بعد یہ عربی لوگ رحیم سے بولے۔ کل ہم لوگ علی الصباح شیر کے شکار کیلئے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ آپ بھی تیار ہو جائیے۔ شیر کا نام سنتے ہی رحیم اپنا گھوڑا سارے جا، وہ جا۔

چلتے چلتے رحیم تیسرے دن ایک بڑے شہر میں پہنچے۔ شہر میں ایک بہت بڑا عالیشان محل تھا۔ اس میں ایک امیر مسعود آباد تھا۔ رحیم بھی اسی محل میں ٹھہر گئے۔ امیر بہت اچھی طور سے پیش آیا۔ اس کے ایک لڑکی بھی جس کے بال نہرے تھے۔ رحیم اسکو دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ غرض کہ رحیم نے اس سارا قصہ امیر کو سنایا۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد امیر رحیم کو اپنے کمرہ میں لے گیا۔ رحیم کو نہایت ہی تعجب ہوا جب امیر نے یہ کہا۔ ”ڈرنے نا۔ یہ شیر ہالتو ہے۔ شیر ہیوں ہی پالٹیاں بھینگا۔ رحیم کو رائے پڑا۔ اتر آیا اور داتا بھر سوچتا رہا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ جہاں میں جاتا ہوں بس شیر ہی کا سامنا ہوتا ہے۔

صبح کو امیر نے رحیم کو بھانپا کہ اس کو اپنے شہر کو لوٹ جانا چاہیے۔ اوڈ شیر سے ضرور لڑنا چاہیے۔ وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ انرض رحیم اپنے دل میں بکا ارادہ کر کے جلدیا۔ راستے میں اسے دیسی خیمے والے اور چرواہے رحیم نے سارا ماجرا ان سے کہا۔ انھوں نے کہا۔ ”جاؤ خدا تمیں کا سیاب کرے۔ رحیم اپنے شہر میں پہنچا۔ اس نے اپنے ارادے سے وزیر کو مطلع کیا۔ وزیر بہت خوش ہوا۔ دوسرے دن صبح رحیم کو معہ ایک شیر کے جو کہ ایک بچے میں بندھا، کھاڑا میں چھوڑ دیا۔ رحیم ڈھال لیکر نہایت بہادری سے کھڑا ہو گیا۔ شیر ہالتو تھا۔ رحیم کے پیچھے بچے کی طرح بچے لگے۔ فوراً وزیر نے جلاکر کہا تم کا سیاب ہو گئے۔ رحیم کی دوسرے دن تاجپوشی ہوئی جو قوت رحیم گدی پر چلو افروز ہوئے۔ دو اجنبی آئے۔ ایک امیر تھا اور دوسرا سردار۔ امیر کے ساتھ اسکی نہرے بالوں والی لڑکی بھی موجود تھی لڑکی کی شادی رحیم کے ساتھ ہو گئی۔ امیر کی رحیم نے بڑی قدر کی جو وہ اپنے کو بھی اکتھل جگہ دیدی۔ سب بہت خوشی رہتے لگے۔ دوسرے دن رحیم نے اپنے تمام برتنوں پر۔ دیواروں پر۔ کتا بوں پر۔ غرض ہر چیز پر یہ عبادت کھواد کی۔

بقیہ صفحہ (۵)

اور چ میں سے ریل کی پٹری زور کی ہے۔ ایک چوٹی سی گاڑی چاروں لہی ہوئی آتی ہے اور ایک آدمی دووں طرف تاندوں میں چارہ ڈالتا جاتا ہے۔ ہر تاند پر اس موٹی کا نام، اس کی نسل اور آدمی کی تاریخ لکھی رہتی ہے۔ تاند کے سامنے تھک کا ایک ڈلر تار سے لگا رہتا ہے جسے گائے چارہ کھانے کے بعد چاٹ لیتی ہے۔ گوبر اور پشاپ کی صفائی کا مپ کے ذریعے نہایت بہتر انتظام ہے۔ مویشیوں میں ایک آفریقین نسل کا سانڈ بھی ہے جسکے کوئی کوہاں نہیں تھا۔ اس قسم کے بل پہلے ہندوستان میں بھی پائے جاتے تھے جبکہ پڑے سندھ کے تاندہ مار بھی آتشا فشاں میں اکثر ہمدوں اور تھوڈے دس سے فٹا ہے۔ مویشیوں کے علاج کے لئے ایک شفاخانہ بھی ہے جس میں ایک نہایت تجربہ کار ڈاکٹر رہتا ہے۔ خود سرکار صاحب کے صاحبزادے کچھ عرصہ ہوا یورپ میں حیوانی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہیں، واپس آکر ہی شفاخانہ میں کام کریں گے۔ ”کریم“ (بلائی) اور کھن بنایا ایک چھوٹا سا کارخانہ بھی ہے جس میں جدید مائینٹینک اھولوں پر یہ چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور جس کی صفائی ستھرائی کے خیال رکھنے کا یہ حال ہے کہ چالیوں کے ذریعہ کھینوں کے روکنے کے ساتھ ساتھ جڑنے کے کام کر نیوا ہونے کے باہر سے اور کسی کے جانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

ایک ایک کیکھول فادم میں ہے جس میں کافی وسیع میدان پر غلوں کی کاشت کے علاوہ مختلف قسم کی ترکاریاں بھی بوئی جاتی ہیں۔ اس کے لئے بڑی دقت نہیں سب سے پہلے آبپاشی کی ہوئی تھی لیکن اب انھوں نے اس تمام احاطہ میں اپنی فاضل نہر کے ذریعہ سے آب رسانی کا انتظام کر لیا ہے۔ کچھ فاصلہ سے جھانک رہی ہے، اس کا کٹ کر یہ اپنی نہر لائے ہیں اور اس کے ذریعہ وہ تمام آبپاشی کے کام لیتے ہیں۔ باقی کا ذخیرہ بیج رکھنے کے لئے ایک تالاب بھی ہے جو ۵۰ فٹ طویل، ۱۰ فٹ عرض اور ۱۰ فٹ ڈیپت میں ہے اور جس سے نہانے اور نہر کے کھانے کا کام بھی لیتے ہیں۔

غرض جہاں تک ضروریات زندگی میں آرام و آسائش کا تعلق ہے وہاں باغ اس خطہ ہندوستان پر ایک باغ عدن ہے۔ اپنے قوت بازو پر اٹھتا اور کھانا ڈال آپ اپنے پاؤں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں انسانوں کی یہ سبھی آپ اپنی مثال ہے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے۔ خدا انہی کی مدد کرتا ہے جو اپنی آپ مدد کرتے ہیں اس لئے کہ قطعاً انہی ایک تہ نہ مثال ہو جو شریں غلوں میں بھٹی ارادہ میں کی نظیر کسی اور

کوائف جامعہ

حیدرآباد میں اس سے زیادہ کی توقع ہے۔ اسی وجہ سے ابھی آپ کے ہوئے ہیں۔ تفصیلی حالات موصوف نے خود لکھے کا وعدہ کیا ہے۔

جناب حامد علی خان صاحب، انجیر کتبہ جامعہ اپنی والدہ صاحبہ اور بھوپھی صاحبہ کی علالت میں بھوپال تشریف لے گئے ہیں جہاں آپ کے بعض عزیز آپ کے بڑے بھائی کے ہمراہ رہتے تھے۔ ہمیں نہایت افسوس اور رنج ہے کہ حامد صاحب کی بھوپھی کا انتقال ہو گیا جو آپ کے لئے بمنزلہ والدہ کے تھیں۔ ہم سب اہل جامعہ آپ کے اس غم میں تہ دل سے شریک ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ لئے اور تمام پسندگان کو ممبر عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ (۹)

لیکن جب سے ریلوں، موٹروں، ٹرکوں وغیرہ کا رواج ہوا اور جہاز رانی ایجاد ہوئی اس وقت بہت سی سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور تاہم ایک جگہ سے دوسری جگہ ال باسانی لیجاتے ہیں۔

جہاز رانی کے لئے ساحل کا نکستہ ہونا بھی ضروری ہے ورنہ جہاز بندرگاہ کے اندر نہیں آ سکتے چنانچہ نیچی کا ساحل قدر نا نکستہ ہے اور عمارتیں کا شکستہ نہیں ہے اس لئے وہاں مصنوعی بندرگاہ بنایا گیا ہے۔ یورپ میں جہاز بندرگاہ کا ساحل نہایت ہی شکستہ ہے جبکہ وہاں کثرت سے جہاز بندرگاہ کے آئے جاتے ہیں اور باسانی مال شکنی میں آگیا جاتا ہے۔

جن ممالک میں یہ تمام باتیں کجا ہو گئی وہاں کی آبادی بھی کثرت ہو گئی اور ساتھ ہی ساتھ تمدن اور تہذیب میں دن رات ترقی ہوتی جا رہی ہے چنانچہ یورپ اس معاملہ بہت نہایت ہی خوش قسمت ہے جبکہ دیگر وہاں آئے دن ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور آج کل دنیا میں یورپ ہند خطہ مانا جاتا ہے۔

دوسرہ کی تعلیمات جامعہ کے مختلف ادارہ الاقوامہ کے طلباء مختلف طریقوں سے گزارتے ہیں۔ "گلشن منزل" (کالج کے طلباء کا ادارہ الاقوامہ) کے طلباء نے نظام الدین اولیاء میں جا کر دو دن تک قیام کیا اور اس عرصہ میں علاوہ سیر و تفریح کے گرد و نواح کے تاریخی آثار کی تحقیقات کرتے رہے خواجہ حسن نظامی صاحب نے ازراہ عنایت ان کے سب سے سنے کا معقول انتظام فرمادیا تھا۔

"بشیر منزل" (اسکول کے بڑے طلباء کا ادارہ الاقوامہ) کے طلباء مع جناب ہر کے لوگوں کے آگے گئے تھے جہاں وہ شعیب محمدی ہائی اسکول میں ٹھہرے تھے۔ آگے کے تین دن کے قیام میں انہوں نے تاج محل، اعظمیہ الدولہ، قلعہ سکندرہ، اور فتح پور سیکری کی پوری سیر کرنے کے علاوہ "دیال باغ" کو بھی دیکھا۔ اس کے علاوہ وہ ایک دن شعیب ہائی اسکول کی ٹیم سے بالی بیچ بھی کھیلے جس میں وہ ایک گول سے جیتے۔ آگے کے اس پورے قیام کے دوران میں اسکول کے منیجر صاحب جناب سعید احمد صاحب نامہ درویش جناب میمنہ شری صاحب اور فارسی کے مولوی صاحب جو مخصوص طور پر میزبانی کھیلے مقرر کئے گئے تھے۔ ہم حضرات نہایت شفقت و مہربانی فرماتے رہے۔ منیجر صاحب موصوف نے ایک دن ہم سب لوگوں کی ایک نہایت پر شکفت دعوت بھی کی۔ اور گنبدہ اور دیال باغ دیکھنے کے لئے اپنے اسکول کی لاری بھی عنایت کی۔ ہم اراکین اسکول کی اس شفقت و عنایت کے تہ دل سے شکر گزار ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دہلی کی سیر کرنے کے لئے اسکول سے اگر کوئی جماعت آئے تو جامعہ کے ادارہ الاقوامہ کو اپنا کھر سمجھ کر ہمیں قیام کرے گی۔

"فائنڈ منزل" (اسکول کے چھوٹے بچوں کا ادارہ الاقوامہ) کے طلباء ایک دن قلعہ صاحب گئے اور وہاں کھیل کود اور سیر و تفریح میں سارا دن گزارا کھانا وغیرہ بھی وہیں پکا کر کھایا۔

شیخ تاج محمد جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب بھی ایک اپنے بھوپال اور حیدرآباد کے دورے سے واپس تشریف نہیں لائے ہیں۔ آپ کے ایک خط سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بھوپال میں مجدداً تہذیب اچھی کامیابی ہوئی ہے اور

مفید کتب

اردو کے اسالیب بیان کیفیت۔ ابتدا سے لیکر آخر تک کے ترنگانہ
مشرکاروں کے طرز تحریر و انداز بیان کا تذکرہ خاص طرز تحریر کے اردو انشا پر دائرہ
کے اسالیب بیان پر تبصرہ و صفحات ۲۰۴ صفحہ سائز پاکٹ ایڈیشن۔ کاغذ چمکا لکھا فی
چھپائی عمدہ قیمت جلد سادہ ۴۴

مصنفہ زور صاحبہ

سلطان محمود غزنوی کی بزم ادب سلطان محمود غزنوی
سے پہلے اور بعد کے علم و ادب کے حالات سلطان محمود غزنوی کے علمی ادبی کارنامے
ترتیب کتاب پس پروفیسر براؤن کی تاریخ ادبیات ایران سے استفادہ کیا گیا ہے
صفحات ۱۲۰ صفحہ کاغذ چمکا لکھا فی چھپائی عمدہ پاکٹ ایڈیشن۔ قیمت ۱۱۴
مصنفہ مولوی محمد عبدالقادر سردری ایم اے ایل ایل
دنیا کے افسانہ بی۔ افسانہ نگاری کی ابتدائی تاریخ اور افسانہ نویسی کے
اصول و ہدایات یہ اردو زبان میں اپنے مضمون کی پہلی کتاب ہے صفحات
۲۱۰ صفحات سائز پاکٹ ایڈیشن۔ کاغذ چمکا لکھا فی چھپائی بہترین قیمت ۴۴

مولفہ مولوی حسن الدین صاحب بی اے ایل ایل

مبادی فلسفہ بی۔ ڈاکٹر اے، ایس واپورٹ بی ایچ ڈی کی پرائمری
فلاسفی کا لمف باجاوردہ ترجمہ صفحات ۳۶ صفحات سائز پاکٹ ایڈیشن کاغذ
چمکا لکھا فی چھپائی عمدہ۔ قیمت ۱۲

مشہور و معروف انگریزی ناول ایسٹ لین کا دیکش سلیس

جو رفلک اردو ترجمہ از پروفیسر انعام اللہ خاں علی گڑھ میں حصول
مجموعی تعداد صفحات ۱۲۶۶ نفیس طباعت اور قیمت صرف ۴۴

دکن میں اردو مولفہ مولوی محمد نصیر الدین ہاشمی صاحب نئی فاضل
جنوبی سندھ میں اردو کی ابتدائی تاریخ قلب شاہی
عادل شاہی اور آصف شاہی دوران میں اردو زبان و نشر کی حالت اور شعرائے
اردو کا تذکرہ معدوم کلام صفحات ۴۴۰ صفحہ سائز پاکٹ ایڈیشن ۳۰۶۲۰ کاغذ
چمکا بار دوم قیمت دور و سہ (۴۴)

خیابان اردو کے ممتاز اردو انشاپروازوں ادنا می گرامی شعرا کے نظم
و نثر کا بہترین انتخاب جو مدارس کے تعلیمی نصاب کے لئے نہایت موزوں ہے صفحات
تقریباً ۴۴۰ صفحہ سائز پاکٹ ایڈیشن ۳۰۶۲۰ لکھا فی چھپائی عمدہ قیمت جلد سادہ ۴۴
مصنفہ مولوی ابوالحسنات سید غلام محی الدین قاری زور
روح تنقید ایم اے، افسانہ تنقید کے متعلق اردو زبان میں پہلی کتاب ہے
جس میں ماضی و حال کے علماء پر پورے کی تنقیدی اصول بیان کئے گئے ہیں
اور ان اصولوں کی روشنی میں مثنوی بحر البیان پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے صفحات
۳۰۶ سائز پاکٹ ایڈیشن ۳۰۶۲۰ کاغذ چمکا لکھا فی چھپائی عمدہ بار دوم قیمت ۴۴
مصنفہ زور صاحبہ۔ روح تنقید کا

تنقیدی مقالات دوسرا حصہ ہے جس میں مصنف نے
روح تنقید کے پیش کردہ اصولوں کی روشنی میں انگریزی، فارسی، اور اردو
زبانوں کے مشہور اہل قلم کی قلم کاروں پر تنقید کر کے اصولوں کا استعمال دکھایا
ہے اور نیز بعض مشہور اردو انشاپروازوں کے طرز تحریر پر تبصرہ کر کے خاص
خاص اصول بیان کئے گئے ہیں۔ صفحات ۴۰۰ صفحہ سائز پاکٹ ایڈیشن ۳۰۶۲۰
کاغذ چمکا لکھا فی چھپائی وغیرہ عمدہ جلد سادہ قیمت ۴۴

ملنے کا پتہ

منیجر کمٹسہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قرون باغ، دہلی

بیجے صاحبان پھر ہماری سالانہ رعایت کے دن آگئے

کارخانہ

ملک آئینڈ کمپنی تحریر

دی پنجاب جیبر آف سپورٹس شہر سیالکوٹ پنجاب کی بارہویں سالانہ رعایت کی خوشی میں منظم ایشان رعایت کی یاد دہانی کا بارہواں سالانہ چھوٹا

ایک پیہ کا مال صرف بارہ آنے میں

ساتھ ہی سامان کیل کے عمدہ مضبوط - خوبصورت - دیریا - نفیس اور ارزاں ہونے کی گارنٹی

رعایت کے صرف ۷۷ ماہ نومبر اور دسمبر ۱۹۲۹ء

معاذ ناظرین - حسب دستور سابق ہم نے اپنی بارہویں سالانہ رعایت کی خوشی میں آپ صاحبان کو شامل کرنے کے لئے اپنے تیار کردہ انٹی سامان کیل کرکٹ - فٹ بال - بالی بال - باسکٹ بال - باکی بیس - بیسٹنٹ اور جینٹلک ڈھیرے جملہ سامان کیل کی قیمتوں میں چریت انگریز رعایت کر دی یعنی میعاد مندرجہ صدر کے اندر دائرہ ایکرو پیر کا مال بارہ آنہ میں دینا منظور کر لیا ہے۔ علاوہ اس کے سامان کے تیار تازہ اور مضبوط ہونے کی گارنٹی لینے ذمہ داری

ہمارا سامان کیل عرصہ بارہ سال سے مستقل طور پر ہندوستان بھر کے اسکول کالجوں اور کلبوں میں بکثرت خرید جاتا ہے جس کی عمدہ کی افادہ دانی قیمت کی وجہ سے پیشتر سرٹیفکٹ لینے کے علاوہ ہزار ہا مستقل خریدار بھی ہیں۔ جیسا کہ ایک مرتبہ ہی ہم سے مل رہے ہیں۔ جو بخوبی جانتے ہیں کہ درود بخوبی ہمارا شیوہ نہیں۔ اس لئے اپنے تیار کردہ سامان کیل کی قیمت تمام تعلیمی اطفال کو نظر انداز کر کے صرف اتنا کمنا کافی خیال کر کے ہیں کہ ایک کے یکڑاں ہوں اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ملک آئینڈ کمپنی کے رجسٹرڈ شہر سیالکوٹ کے سامان کیل سے عمدہ اور با اہمیت سامان کیل کسی دوسری جگہ سے ملنا ناممکن ہے اور پھر آج کل جب کہ ہم مفت کے برابر ہمارے ہیں اس لئے گاہوں اور دیکھئے اصحاب کو جہاں سے اس رعایتی اعلان پہلے ضرور غامضہ امتحان چاہئے

نایب ڈپٹی کی صورت میں وائس کی شرف



ذیل میں فہرست سامان کیل بیجے صاحبان کے خوشی میں ۴۴ روپیہ کی رعایت دی جاوے گی حسب ضرورت طلبہ کی

فہرست سامان بالی	فہرست سامان کرکٹ	فہرست سامان فٹ بال
دی شٹل ۳ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر کا پوری چمڑا پٹیا ہوا نہایت خوبصورت اور مضبوط قیمت صرف (پچھڑ) دی شٹل ۲ ربر ہرنگ ہینڈل اوپر اٹا چمڑا سیا ہوا نہایت مضبوط اور خوبصورت قیمت ہائی ہائی پچھڑے (دھڑ) دی شٹل ۱ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر سک پروف رنگ کا ولایتی دھکا پٹیا ہوا مضبوط اور خوبصورت قیمت (پچھڑ) دی شٹل ۱ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر پیش پش پرکشش ڈنڈا ہائی اوپر چمڑا پٹیا ہوا قیمت صرف (دھڑ) چھوٹے بکوں کی پائیاں باریں قیمت عہ پرکشش عہ ہائی بال شٹلکے کچھ عہ پیش پش پرکشش (پچھڑ)	دی شٹل ۳ ربر ہرنگ ہینڈل کرکٹ برٹ اوپر اٹا مضبوط چمڑا ہوا نہایت مضبوط قیمت صرف (پچھڑ) دی شٹل ۲ ربر ہرنگ ہینڈل اوپر اٹا چمڑا سیا ہوا نہایت مضبوط اور خوبصورت قیمت ہائی ہائی پچھڑے (دھڑ) دی شٹل ۱ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر سک پروف رنگ کا ولایتی دھکا پٹیا ہوا مضبوط اور خوبصورت قیمت (پچھڑ) دی شٹل ۱ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر پیش پش پرکشش ڈنڈا ہائی اوپر چمڑا پٹیا ہوا قیمت صرف (دھڑ) چھوٹے بکوں کی پائیاں باریں قیمت عہ پرکشش عہ ہائی بال شٹلکے کچھ عہ پیش پش پرکشش (پچھڑ)	دی شٹل ۳ ربر ہرنگ ہینڈل کرکٹ برٹ اوپر اٹا مضبوط چمڑا ہوا نہایت مضبوط قیمت صرف (پچھڑ) دی شٹل ۲ ربر ہرنگ ہینڈل اوپر اٹا چمڑا سیا ہوا نہایت مضبوط اور خوبصورت قیمت ہائی ہائی پچھڑے (دھڑ) دی شٹل ۱ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر سک پروف رنگ کا ولایتی دھکا پٹیا ہوا مضبوط اور خوبصورت قیمت (پچھڑ) دی شٹل ۱ ربر ہرنگ ہینڈل ہائی اوپر پیش پش پرکشش ڈنڈا ہائی اوپر چمڑا پٹیا ہوا قیمت صرف (دھڑ) چھوٹے بکوں کی پائیاں باریں قیمت عہ پرکشش عہ ہائی بال شٹلکے کچھ عہ پیش پش پرکشش (پچھڑ)

